ان من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا

مجموعہ دو دواوین مع کل نظم مصنفہ افتخار الشعرا زبان منشی مقصود صاحب ... تخلص

کلیات [illegible] ۱۲۹۲

حسب فرمائش جناب مصنف صاحب ممدوح مطبع سید محمد صادق صاحب ... واقع سیتاپور

مطبع صبح صادق مین طبع ہوا

بسم الله الرحمن الرحیم

۱۲۸۷

دیوان دوم محمد مقصود احمد

صاحب متخلص بہ نطق مسمی باسم تاریخی

دیوان نغز نطق

۱۲۸۷ھ

بسم الله الرحمن الرحیم

تحریر میں یہ حمد حق نے ہنگام رقم رکھا
وہیں لب رہ گیا رکھا جہاں ہی نو قلم رکھا

کیا جب عزم ہمنے اوسکی اسم پاک لکھنے کا
سر صفحہ پہ سجدہ قلم نے دم بدم رکھا

اشارہ تھا یہی برباد ہوگی شوکت دنیا
قضا نے اسلئے دوش ہوا پر تخت جم رکھا

دکھایا یہ قیامت کا اثر اشک ندامت نے
کہ محشر تک [illegible] عصیان کو نم رکھا

ق

ہوئی جمعیت اضداد اوسی صانع کی قدرت سے
اوسی نے خاک و باد و آب و آتش کو بہم رکھا

عجب انداز کے ناز و ادا اوسنے کیے پیدا
عجب نقشہ حسینوں کو نئی طرز دلکش پر قلم رکھا

وہ قد آفت کا بخشا جو کری سیدھا قیامت کو
وہ طرہ زلفین دی جس میں بلا کا پیچ و خم رکھا

بھنوؤں میں خم کماں تو نگاہوں میں تو تیر و نکا
نظر میں آب داری تیغ کی خنجر کا دم رکھا

کہی ثابت کرے دونوں ہست و نیست کے پہلو
دہن ایسے بنائے ہیں گویا طلسمات عدم رکھا

شہادت کو زبان خار ہای تشنہ حاضر ہے
کہ ہم نے جوش وحشت میں نہ [illegible] پر قدم رکھا

یہی جانکندنی کی رات بھر اندیا جلائی [illegible]
سحر تک انتظار یار نے آنکھوں میں دم رکھا

جواب اُنکو کب سے دیدیا تھا خون شہیدوں نے — جگر نے بات ہم چشموں میں کہہ لی دیدۂ نم رکھا

یہی کہتا رہا اب وہ جلی ہونگے آپ ہی ہین — شب وعدہ دل بیتاب کو دیدیکے دم رکھا

نہ اندیشہ کیا سر کا رہ پر خوف الفت مین
جزاک اللہ تو نے نطق مردانہ قدم رکھا

کب تلک ای طالع وہان یہ طرح تو لیجائیگا — لائیگا حسرت بہرا پیر آرزو لیجائیگا

عشق ہر جائی ہے تو انکا آبرو لیجائیگا — دربدر خانہ بخانہ کو بکو لے جائیگا

ای کبوتر ہو سمندر ہی تو بال و پر جلین — خاک نامہ میرے سوز غم کا تو لے جائیگا

ہائی وہ دل جان سے بہی جسکو تو تہے عزیز — کیا خبر تہی ایک شوخ تندخو لیجائیگا

نازکی بازو کی قاتل سے ہوتا ہی یقین — زخم کا مشتاق داغ آرزو لیجائیگا

تبکدی ہو آسکے کعبہ کی زیارت کیجیے — کیا ان پہر اشتیاق جستجو لیجائیگا

جب کبھی آیا ترا دیوانہ عدو باغ مین — قمریوں سے چھین کر طوق گلو لیجائیگا

تیری چالاکی سے ہوتا ہی یہ مجہکو یقین — تا زبر جور و ستم مین سبقت تو لیجائیگا

کیا خبر تہی ہم تو آوارہ ہین گی ای صبا — تیرا جہونکا راہ چلتی اوسکی بو لے جائیگا

اسے عدو سچ سچ بتا کیون قتل کرتا ہی ہمین — اوسکی مہندی گوندہنی کو کیا لہو لیجائیگا

بزدلے کا دل بڑا ہا کر جان اوسکی لیجیے — مجھسے کیا بازی جانبازی عدو لیجائیگا

نطق اگر چندی رہیگا یوہین سودائی کلام
طور بہی ہمکو ذوق گفتگو لے جائیگا

تو سادہ ہے مثل رخ ای یار دل کا — گر انکار بوسہ ہے اصرار دل کا

بلا دام ہے گیسوئے یار دل کا — کہ ہر حلقہ پہندا ہے دو چار دل کا

۳

نہ جائے مرے پر بھی آزار دل کا
رہے ہے دست بر دل ہی بیمار دل کا

بلائیں خریدار گھیرے ہوئے تھیں
شب غم میں تھا روز بازار دل کا

وہی عشق سمجھے تھے ہم کھیل جسکو
ہوا جی کا روگ اور آزار دل کا

ہوئے آپ بیچین ترسے قلق سے
نہ روکا گیا ایک بھی وار دل کا

کہاں دل جو غمزہ پھر اب مانگتا ہے
نہیں ہوں میں انسان دو چار دل کا

پتا مال ہی کا نہیں کیسی قیمت
کجا بوسہ اونکو ہے انکار دل کا

پڑا اس میں برسوں کرا کیا ہے
[illegible] دل کا

[illegible]
مگر جرم بھی اسے دل آزار دل کا

تجھے چھیڑنا ہے تقاضو سے ہر دم
نہیں پھیر لینا کچھ اسے یار دل کا

وہی روگ مجھکو ہے جو میر کو تھا
سنا نطق نالہ ترے زار دل کا

ہو جائے سامنا جو تمہارا بہار کا
اوڑ جائے رنگ منہ سے سارا بہار کا

گلشن میں رنگ لالہ و گل کا اوڑا دیا
میدان تیرے رنگ سے ہارا بہار کا

پہلوی گل میں بھی ہے جگہ مجھ سے خار کو
کرتا ہوں شکر اے چمن آرا بہار کا

گلشن میں دیکھتا ہے وہ گل چاندنی کی سیر
چمکا ہوا ہے خوب ستارا بہار کا

پیری میں بھی ہے ہیں جوانی کے ولولے
اپنی خزاں میں رنگ ہے سارا بہار کا

جاتا رہا جنوں کا وہ شور و شر تمام
سبزی خزاں نے کیا جن اوتارا بہار کا

دل میں خیال عارض رنگین یار ہے
شیشے میں رنگ بھر لیا سارا بہار کا

بولے وہ دیکھکر دل داغی کو چاک چاک
لالی کا ہے یہ پھول ہزارا بہار کا

عہد شباب فتنہ سے پھر کی نہ بازگشت
موسم نہ آیا نطق دوبارہ بہار کا

دکھلای زخم دل جو دل افگار آپ کا
بھولے یہ سب ہنسی لب سوفار آپکا

عالم ہے وقت سیر خریدار آپ کا
بازار گرم ہے سر بازار آپ کا

تھوڑی کرم مین بندہ ہون سرکار آپکا
آیا یکبار میرے مین سو بار آپ کا

پھیلی ہی چاندنی ہے جو برقع الٹ دیا
ماہ چہاردہ ہے کہ رخسار آپ کا

ہر دم کے انتظار نے ہمکو کیا ہلاک
انکار سے بھی قہر ہے اقرار آپ کا

جنس گناہ ہم عوض خلد بھی نہین
محشر کو ہو کرم جو خریدار آپ کا

چشم کرم ہو یا کہ نگاہ عتاب ہو
مد نظر رہون مین ہی سرکار آپ کا

دربان اوٹھای در سے تو بیٹھین گلی مین ہم
آنکھین لگی ہی روزن دیوار آپ کا

انگڑائی لیجیے تو دوپٹہ سنبھال کر
سینہ کہین نہ دیکھلین اغیار آپ کا

پھیلا رہا جو دام فریب فسا ہوبین
ہوگا نہ کون کون گرفتار آپ کا

صورت جو دیکھ لین کی تو ایمان لائین گے
کلمہ پڑھین کافر و دیندار آپ کا

کر بات ہی نہین کی نہ بوسی کی ذکر پر
عشوہ نہ اوٹھ سکے گا یہ ہر بار آپ کا

آسیب بن کے ہمکو ڈراتا ہے جیتے جی
سر چڑھ گیا ہے سایۂ دیوار آپکا

مین نطق کی قریب تہا سنتا تہا جان دی
آئینہ نام لیکے سنئے یار آپ کا

ہوتین جیا ہون ہی غم مین گواہ ہی رنگ چشم تر کا
جو پہچلتا ہون اتنی دیر تو ہنس کے کہتی ہین ہم تو

تو دیکھیا یگا اب ہی تہا تر مین یکہ اکوی جگر کا
کوئی نہ ہو ہر گز اسکا علاج کرتا ہی درد سر کا

۵

[illegible]

جلی تھی گھر سی عدو کی اگر گو ہیچ آئی رستی سی گیا ادھر کو
حضور دیکھا بھی کچھ تماشا ہمارے ہی جی جلے اثر کا

یہ زرد گل رخ کی رو برو ہی کہ جیسے برگ خزاں سے سبزہ
بہیست سے سر او سکی پیش قد ہی کہ جیسے سایہ کسی شجر کا

سخن سے اوس کی آئی ہیں جو شرم ہو سی ہیں آتش کے ہو
تو منہ لپیٹی پڑی ہی ہے ننگی کر نسے حیلہ وہ درد سر کا

ہزار ون ٹیڑی ہیں ابھی سینے میں [illegible]
قرار ہو وے ترس کا تو ہی مصنف خیال کہون کیسر کا

مریض الفت کی وہ سیہری دکھائی دیدار اوسکو دم
عجب او سکی ہوتی ہین بند آنکھیں [illegible]

نزع ہوتین ہم سمجھ [illegible] لگا تھی بل
کہیں ہو آسان جلد مشکل [illegible] ہاتھ ایک [illegible]

عجب یہ کچھ درد لادوا ہی [illegible]
[illegible] معلوم [illegible]

تمہیں ہے آنکھوں سے ترود ذرا بھی ہرگز نہی ہو گی
لہو ہی گا نہ دلکا جسدم تو خون موجود [illegible] جگر کا

جو کوئی دلبر آفت جان [illegible] ہی قیامت
بلا ہی قمری ہوا تھی یہ سر جسدم [illegible] کا

جلا ہیں جیکی کیا نہ نالہ نہ دود دل ہی کبھی نکالا
نہ مجھ میں طاقت ہے سینہ کی ہے نہ نطق مجھ میں خلاص اگر کا

اوس کج ادا سے دل کبھی میں خفا نہ تھا
شکوہ جو تھا سو وہ گلہ دوستانہ تھا

ملنا جو چاہتے تو نہ کھل سکتے کیوں گرہ
کچھ عقدہ لاحل آپکا بند قبا نہ تھا

جتنا جلا ہوں رات کو میں غم ہجر سے
اے شمع وہ چراغ بھی اتنا جلا نہ تھا

پوری ہماری عمر کی ہو بھی چکی تھے دن
مرنا تو ہوں پر ایک قضا کو بہانہ تھا

ہر لوٹ [illegible] بزم [illegible] یک ہم
کچھ اور دل لگی کے سوا مدعا نہ تھا

خلوت کی بزم میں [illegible] تماشا کیوں
کچھ اور مدعی کا اگر مدعا نہ تھا

آوازہ تھی نغمہ سرایاں باغ کا
اتنی رشک گل ترا سا کسی کا گلا نہ تھا

نظارہ باز آسکے تھے جب وہ دور سے
اے شاہ حسن مرجع گل آستانہ تھا

[illegible]

ہر لحظہ ہمکو تازہ شکایت تھی ہجر مین | ہر دم او نہین یہ آنے کو تازہ بہانہ تھا
چشم بتان کی دور مین کچھ سیر تھا بہت | اتنا تو آسمان کبھی فتنہ زا نہ تھا

در پردہ عرض حال کا موقع ملا تھا خلق
ہنگام خواب جاوے سی شوق فنا نہ تھا

غصے نہو جو لے لیا بوسا حضور کا | کھینچے تو آسمین خرچ ہوا کیا حضور کا
پاتا ہے نور ونہ اشارا حضور کا | مجھ پر نہ کیسے تیر ہو گیا حضور کا
جی چھوٹ جائے آپ اگر امتحان لین | کیا ناموس ہے چاہنے والا حضور کا
تھی مست حسن ہو گئے مست شباب بھی | اسکو ہوا ہے نشہ دو بالا حضور کا
سو عیب ہین جسیتو تمہین افتخار تو ذکر کیا | تصویر کو بگاڑ دے چہرا حضور کا
پوچھو نہ وجہ خندہ بیجا کی شیخ سے | ہنستا ہوں دیکھکر مین قیافا حضور کا
لایا نہ تاب برق تجلی تو کیا عجب | موسی نہین تھا دیکھنے والا حضور کا
گمراہ کر دیا ہے فریب جمال نے | بندے خدا کے پڑھتے ہین کلما حضور کا
جوہر مگر خدا نے نکالا ہے جان کا | کیسا لطیف جسم بنایا حضور کا
چشمک کرین جو غیر تو آنکھین نکال لون | پا جاؤن اگر ذرا بھی اشارا حضور کا
کرتا ہے ہمکو شور وحشت کا انتظام | ہی آج قصد جانب صحرا حضور کا
چھپے نہ کیونکر آئنہ یہ تجلی کی ہے چمک | پردے سے دفعتہً نکل آنا حضور کا
ہے رنگ کیف گریہ خونی سے آنکھ مین | مین نے پیا ہے جام تمنا حضور کا
سوز دروں ہوی یہ آہ کہ دل لوٹ ہو گیا | آنکھو نمین پھر گیا قد بالا حضور کا
سمجھا مین وجہ حسن ادا و ادای حسن | دل کو لیے تھا حسن تقاضا حضور کا

الف

یکہ نطق کو نہ کچھ پر اتنی تو نہیں ایک بہی
ایسا نہیں ہے چاہنے والا حضور کا

نہ دل دے حسینو نکو نادان اپنا
ذرا دیکھ لو دیکھے انسان اپنا

ہوا ہے نہ ہوگا تو اسے جان اپنا
نہ نکلا نہ نکلیگا ارمان اپنا

نہ چھیڑو کہ اولجھین گے ہم مثل گیسو
مزاج اندنون ہے پریشان اپنا

دہان تیری خوبی کا پہونچا جو شہرہ
پری چھوڑ دیگی پرستان اپنا

تو دیکھے جو آئینے مین اپنی صورت
[illegible] ہو قربان اپنا

نہیں ہین یہ سینے مین داغ محبت
گلو پیٹنے بہا ہے گریبان اپنا

بہت چوستے ناحق لیا اونکا بوسہ
جتاتے ہین وہ روز احسان اپنا

نہ دوگا لیان ہم بہی کچہ نہ بیٹھین
ذرا منہ سنبھالو مری جان اپنا

قبا تنگ کرتی ہے وحشت مین ہمکو
گلا گھونٹتا ہے گریبان اپنا

شکایت تو ہم حق سے اوس بیکلی کرتے
کرین کیا کہ ہے جان جانان اپنا

نہین نبض بہی ناتوانی سے چلتے
مگر ہو گیا جسم بیجان اپنا

تری آرزو مین تو مر ہی مٹے ہم
ملا خاک مین تا ابی ارمان اپنا

ولا ہے ناوک یار لے جا بغل سے
عوض اوسکے رہنے دے پیکان اپنا

نہین میری فریاد بلبل کا نالہ
سنا ہی گل نے ذرا [illegible] کان اپنا

یہ اشعار ہین نطق موج بلاغت
محیط فصاحت ہے دیوان اپنا

اوس گل کی ہجر مین جو دم اپنا نکل گیا
اچھا ہوا خلش گئی کانٹا نکل گیا

٩

گلشن میں باغ باغ ہوں غنچہ کا نکل گیا
صیاد کے نکلتے ہی کانٹا نکل گیا

وہ بت بغل سے دیکے یہ فقرا نکل گیا
چولی مری مسک گئی شانا نکل گیا

وعدہ خلافیوں سے ہوا حسن کو زوال
بگڑی جو ساکھ اونکا دوالا نکل گیا

دم باز یان تو اوس بت عیار پر ہیں ختم
قابو میں آکے دیکھئے کیسا نکل گیا

ای بت تجھے خدا نے عنایت کیا وہ حسن
آگے ترے حسینوں کا نقشا نکل گیا

چادر جو باد صبح نے اوس رخ سے لوٹ دی
خورشید کا چمک سے بکلشا نکل گیا

بیتابیوں کا حال نہ کچھ پوچھئے حضور
اوچھلا یہ رات منہ سے کلیجا نکل گیا

اوس طفل کا پتنگ ہوا اس قدر بلند
ٹکرا کے آسمان سے مڈھا نکل گیا

کوئی بزور کھا نسکے دوسرے کا رزق
چکی کے منہ سے صاف نوالا نکل گیا

ٹوٹا ہوا چمن میں زر گل کا باغبان
فصل خزاں میں تیرا دوالا نکل گیا

رندوں کی دھوم سنکے نہ لایا حسد سے تاب
مسجد سے شیخ لیکے مصلا نکل گیا

ہوں اب آہ ضعف سے تن میں نہیں ہے خون
سینے سے تیر یار کا پیاسا نکل گیا

پرہیز تھا نہ خوب لیکن عشق سے
غمزے سے تیرے دم ہی مسیحا نکل گیا

کان راز کھل گیا مگر انصاف شرط ہے
میں روکتا تھا گریئے کو نالا نکل گیا

گھوڑ دوڑ نطق عرصۂ معنی میں جب ہوئی
آگے ہمارے فکر کا گھوڑا نکل گیا

راز الفت چھپ گیا سب سمجھے سودا ہو گیا
چاک ہو کر پیرہن پردہ ہمارا ہو گیا

سنکے میرا حال ہنستے ہیں وہ نہیں کیا ہو گیا
کیا نہ وہ بدنام ہونگے جب میں رسوا ہو گیا

شیخ پر جل جل گئے تقدیر کے میرے کباب
بادہ تھا انگور ہی میں اوس سر کا ہو گیا

کس قدر سینہ خدا جانے ہوا لبریز درد | آہ جو دم تا بلب آیا وہ نالا ہو گیا

آرزو مند اوس سہی قد کے ہوے لوگ اس قدر | رفتہ رفتہ شہر سے شہر تمنا ہو گیا

دور رکھا تھا جو اوس رو کو مجھ سے ساعت بھر | ای شب فرقت ترا منہ اوس سے کالا ہو گیا

لی تری سودائیوں کی ہوش معراج ہوی کمل | ای جنون کیا توسن وحشت کو کوڑا ہو گیا

حسن تیرے ہر قدم ٹیکا خرام ناز سے | حور کی تصویر ہر نقش کف پا ہو گیا

دم میں جل بھنکر پتنگے خاک یکسر ہو گئے | اے چراغ اب تو کلیجا تیرا ٹھنڈا ہو گیا

پر کبوتر ہو گیا گردان قصر یار کا | جو گیا ایک بیچارا خط وہین کا ہو گیا

جب کیا وعدہ وفا بوسے کا ہونے لگے | سے نالا تھا یہانتک سے تقاضا ہو گیا

میں فقیر ہر جوش جنون سے بنگیا لڑکوں کا کھیل | وہ اودھر جوش جوانی سے تماشا ہو گیا

کٹ گئی فرقت کی شب واجب شکر کردگار
بستر غم سے اوٹھوائے نطق تڑکا ہو گیا

سینہ تپ فراق سے آتشکدہ ملا | دل کی جگہ بغل میں سمندر جلا ملا

کیا مال مال و زر ہے جو گنج غنا ملا | سب کچھ ملا اگر دل بے مدعا ملا

ملنے کی کب امید تھی شکر خدا ملا | کوی صنم میں دل مجھے گویا پڑا ملا

آواز بیٹھ جائیگی مجھ سے نہ بحث کر | بلبل کسی گوشے سے جا کر گلا ملا

رنج و ملال عیش و طرب ہے خدا کی دین | جو کچھ دیا دیا ہمیں جو کچھ ملا ملا

اے خار اسکو توڑ کے بیمار دل کہا | سو دشت جہان کی سیر ایک بلا ملا

اوس میں سوا کو چھوڑ ہی سکتی نہیں ہیں ہم | یاس وفا ہی کیا ترین جیسا ملا ملا

تقسیم یون شباب کی دو دولتین ہوئیں | صاحب کو جوش حسن ہمیں ولولا ملا

بدلی جو تونے آنکھہ زمانہ بدل گیا
نظرین پھرین ملین رخ مژگان پھر ملا

انصاف سے تو اوسکی ہین خوبیان بجا
جسکو ہر ایک عضو بدن آئینا ملا

کیون سجدہ ریز نہی جبین نیاز سے
کسکا یہ راستی مین ہمین نقش پا ملا

گو خاکسار یونسے ہے گردن جھکی ہوئی
پر بے نیاز یونسے سر عرش سا ملا

کیا دم کیا ہے ناک مین طفل شریر نے
آفت ملا ہے قہر ملا ہے بلا ملا

مضمون نہی جوڑ کی بندش ہی چیست تر
کچہ بڑہ کے ذہن سے تمہین گیسو رسا ملا

جور و جفا نے پہیر دیا اوس طرف کو دل
واللہ ان بتونکے بدولت خدا ملا

ای نطق تونے عمر حسینون مین کی بسر
سچ کہیو کہین کوئی تجہے باوفا ملا

کیا کرے کب تک تماشائی جو وہ حیران ہوگیا
چاہ سے ظالم تجھکو راحت جان ہوگیا

مین جو درد ہجر سے اوس گلی گریان گیا
رات بہیگی اسقدر شبنم سے طوفان ہوگیا

ناقہ لیلی کا شاید آگیا مجنون کو دہیان
یا ابہی کرتا تہا نالی یا حدی خوان ہوگیا

رات وہ وا آہ بہیلا تہا غم رخسار مین
اس تکلف سی کہ بس گیسو پریشان ہوگیا

مر گئے پر بہی نہ چہوٹا غم سے وہ ارتباط
جو ہماری خاک کا ذرہ تہا افشان ہوگیا

تہی امید آیا کریگا گور پر وہ بہی گئے
کیا غضب ہے قتل کرکے وہ پشیمان ہوگیا

دلفریب اوسکا ہے ہر شیوہ کہ مین جور سے
غم بہی اس انداز سے آیا کہ ارمان ہوگیا

سر مین سودا تہا کبہی کاکل کا اب ضعف سے
دہیان بہی اوترا ہوا خواب پریشان ہوگیا

وحشت دل آ وہین لے چل رہین اچہا تو ہے
گہر کا نقشہ ہی بگڑ کر بیابان ہوگیا

بہا گئی آشفتگی نسبت سے زلف یار کی
دل پریشان ہوکے اپنا سنبلستان ہوگیا

11

اونکے غصے سے ڈرا کرتے تھے پر لوٹی بہار — چہرہ جب گرمی سے دمکا تو گلستان ہوگیا

دل پر ایسے نقش تھے جلوے تیرے پر نور کے — رات جو نالہ اوٹھا سرو چراغان ہوگیا

چشم بد دور آج تو اوس نے کیا ایسا بناو — مجھکو غش آگیا آئینہ حیران ہوگیا

شب کو خم و چم کہو دیا حضرت زوال حسن نے — آپکا گیسو مرا احوال پریشان ہوگیا

پاؤ کے قابو مان لینا وعدۂ فردا یہ کیا — دلکو اپنے کیا کہون کیسا یہ نادان ہوگیا

قطع اوس دہان کی وعدہ سے ہم واقف ہین صحیح پ — تیری خاطر سے [illegible] ہوگیا

اوسکی گلی سے دوست جو لائے تو لائے کیا — دل ہی وہین پہ ہم آئے تو آئے کیا

زلفین تری بنا وہ کہیلی جو جان پر — ہاتھو نہ ایسے کانٹو نکو کوئی کہلائے کیا

زاہد کو خاک ذوق شراب و کباب ہو — مارے اوسکا منہ تو خدا نے وہ کہائے کیا

اے دل نہ مجھکو تنگ کر اوسکا خیال تنگ — چپ چپ یہ آہ آہ ہی کیا ہائے ہائے کیا

اے دل کریگا تو وہی جو تیری جی مین ہے — اس عشق کے مقدمے مین میری رائے کیا

روکا جو نالہ صدمے سے انسو نکل پڑے — جب یون کہلا تو کوئی محبت چھپائے کیا

آنے کو جھڑکیان ہین تو جانے کو گالیان — اونکی گلی مین کیونکر کوئی آئے جائے کیا

جتنا او نہین مناون بگڑتے ہین وہ بہی — قسمت بگاڑ پر ہو تو کوئی بنائے کیا

بوسے کو آج آئے ہین کل سے گرتے دل — کیا خوب تو خوب کہی تمنے لائے کیا

آپ ہی کہو دو ہونگی وہ لب یار رنگ سے — کافی ہے صرف پان جو مسی لگائے کیا

مستی ناز و جوش جوانی مین کیا حجاب — جب غنچہ کہل کے گل ہو بدن پھر چرائے کیا

ہوتا ہو چاندنی مین جو اے دل عرق عرق — وہ گرم جوشیونکی بہلا تاب لائے کیا

اے نطق مر ہی رہ کہ بہت آچکی ہے رات
سونے ندیگی آج تری ہاے ہاے کیا

دل نے کسیکی آنکھہ کا عاشق بنا دیا — مرشد نے آج مجھکو پیالا پلا دیا
سرمہ جو تو نے آنکھہ مین ای دلربا دیا — فتنے کو قہر قہر کو آفت بنا دیا
کرتی ہے صرف شمع کو گل باد صبح گاہ — آہ وہ غضب ہے کہ دل ہی بجھا دیا
گھر پھونک بیٹھی شعلہ مزاجی میہمان — لو گرمی خیال نے دل ہی جلا دیا
نقش خیال سے تھی مرا دلکو دل لگی — خانہ خراب ضعف نے وہ بھی مٹا دیا
جب کچھہ نہ بن پڑی تو سویدا کو دیکھکر — دل میرا پھیر دینے کو دہبا لگا دیا
کیا چیز نقش فرش تھا پہلوی یار مین — رشک عدو و تراش نے دشمن بنا دیا
لذت کچھہ اپنی چاہ مین بھی ہمکو کم نہ تھی — لیکن تپ ہی لگاؤ نے اور ہی مزا دیا
کی آرزو جو پردہ اوٹھانیکی دیکھیے — شوخ ستم ظریف نے مجھکو اوٹھا دیا
اے روے یار آئینہ وقف جلا رہا — تیری صفا نے خاک مین اوسکو ملا دیا
گرمی شوق مین جو مین اونسی لپٹ گیا — اف کرکے بولے چھوڑ دی سینہ جلا دیا
دہن بندہ گئی جو سینہ زنی کی فراق مین — دست الم نے رات مجیرا سا بجا دیا
کیون سوزن جفا سی نہ گردون رفو کرے — تہمت یہ زخم پر ہے کہ تو مسکرا دیا
کیا بحث وجد و نالہ و دست و نگو روئین — جو کچھہ ہمین خدا نے دیا نا رسا دیا

گلگشت مین نقش آج اونکو پاکے نطق
نکہت کو جای گرد صبا نے اوڑا دیا

دل سے لیکر تا بسر میدان رستاخیز تھا — اوسکی خال و خط کا سودا روز شور انگیز تھا

۱۲۳

کیون اس مین مزا ...
باغبان ہوتا

ناز غمزے میں کوئی نادر کوئی چنگیز تھا
رات کو اوسکا غم فرقت بلا خونریز تھا
ہاتھ ملواتا تھا عالم اسکے تھا جوش شباب
شاید اوس میں رشک کی ہی نو صبح علم کو نہالی
روبرو میرے ہر ایک کہنہ مشق کے
اور کیا کرتا وہ شوخ ای اشتیاق فتنہ خیز
گلشن کوئی صنم کی یاد میں شادمان
لطف پنہان کو نگاہ سہو کرتی تھی عیان
آبلے پڑ پڑ گئے سینہ میں جگر بھن بھن گیا
کچھ دلوں سے اٹھ کے آ سکے ہیں سینے میں کہر
درجہ تمکین کو پہنچا تھا نہ مجنون عشق میں
میرے دل میں یار تجھ سے جیسی موج نفس
آرزوئے وصل میں اکثر اشیان لیتا تھا
کوہکن ہی عشق تھا کیا تلخ کامی کے لیے
رات تیرے غم میں ساقی تھا یہ جوش اشک
حلقہ بیمار سینہ زن سے سب دیوار سے
تیر سا لگتا تھا اگر دل پر اہل شوق کے
بوسہ مانگی لب کے غم میں جان ہی آخر گئے
ناز و انداز و ادا ان سب میں شوخی ہی تھی

قتل پر مجھ بیکس کے سب کا خنجر تیز تھا
دم کشاکش سے گلی کو ایک تیغ تیز تھا
کیا بلا سینے کا انگیز اشتیاق انگیز تھا
موجۂ باد صبا گیسوی عنبر بیز تھا
نغمۂ رنگین نوایان گلستان ریز تھا
وصل کا وعدہ دروغ مصلحت آمیز تھا
نقش پا گویا پیالہ رنگ کا لبریز تھا
اوسکا انداز تغافل التفات آمیز تھا
جام مے میں لے ترے رات آب آتش تیز تھا
ورنہ زخم آنے رہے جبتک کہ ناخن تیز تھا
میرے آگے گرد باد دشت وحشت خیز تھا
خون میں ڈوبا کسی کا دکشنہ خونریز تھا
کیا نسیم صبح کا جھونکا ہی شوق انگیز تھا
ای ہوس کو س لب شیرین کو کیا پرویز تھا
ساغر دیدہ سے جام غم تک لبریز تھا
رات کیا غم خانہ میرا آہ ظلمت خیز تھا
زمزمہ مرغ سحر کا کتنا درد آمیز تھا
اوسکا لپکا تھا مجھے حسن چنگیز کا پرہیز تھا
بعد اسکی عشوہ چالاک و غمزہ تیز تھا

تیشۂ فرہاد کی جو نقش کھودا سنگ پر
نطق وہ آرایش عشرتکدۂ پرویز تھا

دیکھی جو اونکی چال گرفتار ہو گیا
زنجیر دل کو موجۂ رفتار ہو گیا

توبہ جو کی تو توبہ کا پندار ہو گیا
ہلکا گنہ سے ہو کے گران بار ہو گیا

سیر مین ہوا کی لت جو تیری ہو جنون
دل مین جما خیال تو آزار ہو گیا

گل تک نسیم میری رسائی محال ہے
خار و خس چمن کا ہوادار ہو گیا

یہ سوچتے نہین ہین کہ ہان کسطرح کہو
جی مین ہین خوش کہ وصل کا اقرار ہو گیا

ملنا جو اوس سے ترک کیا درد دل بڑھا
پرہیز سے مین اور بھی بیمار ہو گیا

فرط قلق سے راتکو پکڑے دل و جگر
تیری گلی مین مین کوئی سو بار ہو گیا

زنجیر پانو مین ہے علی بند کی پڑی
مہندی کا چور آج گرفتار ہو گیا

ہر دم کراہتا ہے دل زار درد سے
پہلو ہمارا خانۂ بیمار ہو گیا

شوخی سے مثل برق نہ دی رخصت نگاہ
خود حسن ہے نقاب رخ یار ہو گیا

اللہ ری تابش رخ کہ نظر کو ہے خیرگی
در بھی فروغ حسن سے دیوار ہو گیا

حسد لئے تاک جہانک کا لیکا تجھے پڑا
غرفی کا نام مطلع انوار ہو گیا

رسوائی جنون نے لیا جیسا کیا سلوک
اونکی تو شان بڑھ گئی مین خوار ہو گیا

زنہار سے ہوئے تھے مرے لب آشنا
خود ظلم سے وہ تھک کے کم آزار ہو گیا

وہ ڈر سے میری نالونکے سو یا عدو کی پاس
کسکا نصیب دیکھئے بیدار ہو گیا

کچھ ماجرا گریہ تو ای آشنا نہ پوچھ
پانی لہو ہو جسمے وہ آزار ہو گیا

ای بت یہ تیری شوق ہم آغوش مین چھپکا
جسم نزار حلقۂ زنار ہو گیا

بیطاقتی شوق سے تاب نظر نہ تھی | دیدار آپ پردۂ دیدار ہوگیا

وصف دہن میں بند ہی میری زبان نطق
کہتے ہیں لوگ صاحب اسرار ہوگیا

اتنے میں کیون جی آج تساہل نہو سکا | کچھ جذب دل سے عذر تامل نہو سکا
کیون مجھپر التفات و تفضل نہو سکا | خو ہے تو کیون عدو سے تغافل نہو سکا
کرتے ہین جد کا ظلم پہ وسیتہ فقعن ہے | تجھسے تو ناز کا بھی تحمل نہو سکا
بیصبر دل نے آتی ہی بدظنی سی کیا | کمبخت سے ذرا بھی تامل نہو سکا
مجھکو ظلن تھی جو بیر ایما سے غیر کے | ورنہ نہین کہ مجھسے تحمل نہو سکا
اوس لب کا بوسہ لیکے نہ مجھسے رہا گیا | وہ چاٹ پڑ گئی کہ توکل نہ ہو سکا
ذکر رقیب جو وہ بگڑی تو کہہ چلا | مین بھی بھرا ہوا تھا تامل نہ ہو سکا
بوسے کی ہے ہوس مجھے اوس مست ناز سے | جسکا حریف لب قدح مل نہو سکا
چمکا رہا وہ چہرہ بدولت جمال کے | یعنی چراغ مال کا تھا گل نہ ہو سکا
خانہ خراب جاہ کا کیا پیار کا تھا وقت | وہ ذبح کر رہے تھے مگر غل نہ ہو سکا
ساتھ اونکے گھر رقیب کے ہی گیا ملق | اس رشک سے بھی مجھسے تامل نہ ہو سکا
بیطاقتی شوق سے غش کھا گئی گرے | پردہ بھی کھینچنے کا تحمل نہ ہو سکا
مشق ستم کا جب اوٹھا اونہین پڑ گیا مزہ | تب سے تو دو گھڑی بھی تغافل نہ ہو سکا

توڑا امڑورا لاکھ مگر خوش فہمی مین نطق
ہمسیر کی لف سے سنبل نہ ہو سکا

سنائی کون اونکو قصہ درد نہان اپنا | جلیس اونکے نہ اپنے ہین تو اونکا قصہ خوان اپنا

دل نازک ہی تاب کاوش بیداد کہتا ہے
مرا پہر امتحان لی پہلے کرلے امتحان اپنا

کہلے بالون نکلنا وہ کسیکا بام پر آنا
اولجہہ جانا لٹو نہیں ہاہی وہ دل ناگہان اپنا

ذرا آہستہ شانہ کیجیو مشاطہ زلفو مین
خیال اسکا رہے تجھکو کہ دل ہی ناتوان اپنا

چراتا ہی ہدایت مثل کمر آغوش عاشق مین
چھپاتا ہی دم بوسہ رخ شکل و نشان اپنا

جلال عشق سے کب تاب غرور حسن لاتا ہی
ذرا سی بی وفائی مین جو چاہو کہلا ان اپنا

جسے منظور ہو کرسلے زیارت ہم مین مجنونکی
یہی انداز کتنا تہا وہ یار ناتوان اپنا

ہم اونکو آزماتی ہین وہ ہمکو آزماتی ہین
وفا مین ہم وہ دیتی ہین جفا مین امتحان اپنا

مین و رگذر اسی لیے نامہ و خنجر ... صید
جسے بہیجوں اونکو اوسکے وہ کرے قصہ بیان اپنا

کہین بکہرے ہین گل ہی کہین ہین فرقہ ...
رہا ہی ایک مست ناز شب بہر مہمان اپنا

بہلا لطف کیون ہو فتنو نکا گلہ کرکے
مزہ ہی دل کی شکوی مین کہ وہ ہی ... اپنا

رہا کرتی ہی حسرت کہ چمن جلوی گل افشان
اوسی مین ہی بلبل بہی بناتی آشیان اپنا

بہڑکتی ہی تو بہڑکی آتش گل کسکو کہنا ہی
کہ نذر برق کب کا ہو چکا ہی آشیان اپنا

نہ معلوم آج دل کس فلک مین نالہ پہنچا ہے
کہ اب تک خم کی صورت دیکھی ہی خونچکان اپنا

نہ باز آئے ستم کرتا ہی رسوا ہوا چہا سے
مجھے کیا اور بہی کالا کرے منہ آسمان اپنا

ابہی غش مین تو ہی انکار ہر جا ... دیکہو نگا
نہ کیونکر کہوے نگا طرہ عنبر فشان اپنا

کبھی تو سبی کہ مضمون نکالا تہا شعر بہو سے
ابہی تک ہے بسی بد ظن ہی وہ شوخ بدگمان اپنا

اونہین الزام دین ہم کسطرح بی التفاتی کا
کہ جب تک تک کہا احوال نہ عشق ہی زبان اپنا

بے بوسہ لیے آج تو بند انہین او تہتا
دی دو الو اگر تم تقاضا نہین او تہتا

ہاں جذب دل بے رشک کا صدا نہیں اٹھتا
مرکز بھی وہ یار سے بند انہیں اٹھتا
بیتاب سہی پر نہ مجھے دیجیے طعنے +
تم جانو مگر ضبط کی مجھ میں نہیں طاقت
لعنت ہے بہت ہیں ترے بیرحم تو نیر
بیمار ہیں آزار کو سوتے ہیں تو اٹھتا
کیا بیٹھیے ناچار اوٹھاتے ہیں اٹھائیں
لیکر سر بستر جو پڑا عشق کا آزار
کثرت سے جنون داغ اوٹھائی نہیں جاتے
روتا ہوں لگاتار تو کہتے ہیں وہ سنکر
ساقی اب سکون تو مرے لب سے ملا دے
آئنہ سے بیٹھے ہیں ہم روبرو اونکے

پہلو بھی وہ سے ستم آرا نہیں اٹھتا
جھگڑا ہے پھر وہ کہ جنازا نہیں اٹھتا
ٹھہرا ہے کہیں در سے چلا نہیں اٹھتا
پردہ نہیں اٹھتا ہے جو پردا نہیں اٹھتا
جا کیجے سجدا اب نیا مصلا نہیں اٹھتا
اے عشق مگر تیر اگرا یا نہیں اٹھتا
دل اس سے کبھی بار اوٹھا یا نہیں اٹھتا
پھر وہ صفت پیکر دیبا نہیں اٹھتا
قارون کا ہے تو خزانا نہیں اٹھتا
کیوں آپ کے شہر سے یہ سہرا نہیں اٹھتا
نشے میں ہوں اب مجھ سے پیالا نہیں اٹھتا
حیران ہوں کہ لطف تماشا نہیں اٹھتا

بس بیٹھ گیا بیٹھ گیا شوق یہاں پر
اب آپ کے در سے نہیں اوٹھتا نہیں اوٹھتا

ہم بھی بدلے جو مزاج بت بدخو بدلا
بیقراری کا نہ تسکین سے پہلو بدلا
اس قدر محو ہوا جلوہ حیرت زا کا
کہ نہ رخ لوٹ تو لوٹوں بوسہ نہیں پر شوق سے
کالیو نسنے نہ مجھے لطف نہ مجھکو لذت

سو رہے پھیر کے منہ اور نہیں جو پہلو بدلا
ہل گیا عرش پہ اپنا دل تو بدلا
آئینہ نے تو ترے سامنے زانو بدلا
بیچ میں لا کے نہ ابرو کی گیسو بدلا
جان میں اپنی سے ... تو بدلا

یہ جو شوخی دل گستاخ نہیں ہم جیسا	جی میں کہتا ہے وہ لیکا دم قابو بدلا
عرش کا ہیں سزاوار ہوں لیکن یارب	اپنی رحمت کی طرف دیکھ کے تو بدلا
عکس رخ سے وہ ہوا سرخ تجلی سے سپید	روبرو یار کے رنگ گل و خوشبو بدلا
اور کیا چاہیے ہوا تیغ دو نا تو لیا	بیدمانی کا ہیں جتنیاں گفتگو بدلا
شب غم کون تھا کروٹ کا لوائی فی الا	اضطراب دل بیتاب نے پہلو بدلا
کچھ نہ ٹھہرا تو سے و اشکوں کی صفا کی آگے	کیسا کیسا و غلطان نے نہ پہلو بدلا
نے اثر دیکھ کے گریہ کو ہے پانی پانی	موج شرم کے قطرے نے ہر آنسو بدلا
ابرو کا ہوا خم لیے نرالا مضمون	خواب سنا وے مطلع کا یہ پہلو بدلا
نقش بستر کی طرح بستر غم پر ہم سے	ناتوانی سے کسی نے نہ پہلو بدلا

ایک پہلو کو کبھی مرتبہ باندھا اسے نطق
کہا مضامین نئے اشعار میں پہلو بدلا

نزع میں لیے نظارہ قاصد محبوب تھا	قابض ارواح سے میں طالب مکتوب تھا
پیشتر اول بھی سنتے تھے ایوان مصنوب تھا	ابلق چرخ سے تیرا تغافل خوب تھا
آہ رنگ پیدا تو تھیاں نہ تھی ان کی	میں ستم پر حکم صبر حضرت ایوب تھا
اسیر ہوں کی آہ کہ کا ان تھا ہاں ہی بیکھنا	شہر کنعان میں جو نور دیدہ یعقوب تھا
گو وصل بھی بیہودہ تھا لیکن حلاوت یہ بھی	ہمکو خبر لائے لب شیریں بہت مرغوب تھا
اور تو کچھ لکھا تھا سو لکھا تھا خط میں خیر	یہ ترا شعر تھا سلام غیر ہی مکتوب تھا
جسکو نکلیا آپ ہی بیگانہ ہی دیکھا او سے	سالک راہ محبت جو ملا مجذوب تھا
جا بشی حسن طلب بھی نظر عین ضیا	دل ہی خواہاں وصل کا وہ انجو تھا

١٩

تل کا بوسہ دیکے پایا لا اوسنے ایکہی انکی بیر
غیر سے بے گنتی بوسے گنتا تہا یہ بہی حساب
گل کو رخ غنچے کو لب کا ہی ہین ذقن فرض
او ڈہہ گئی تہی صبا غنچے ہمین گل تم نکو سیم
قاعدہ وہ غالب و مغلوب کا چلتا نہ تہا

جب سے سارا حسن خوبی مجہی مطلوب تہا
مجہ سے خالی لطف تک اجسامین محسوب تہا
الغرض ہر رنگ مین پردہ وہ مطلوب تہا
رنگ و بوئی یار سے ہر خوب و محبوب تہا
حسن کے باعث وہی غالب مین ہی مغلوب تہا

قطع تعریف مذاق اہل دنیا کیا کرون
میوہ خام نہال حرص تک مرغوب تہا

آنکہوں مین جوش حسرت دیدار دیکہنا
عیسے کا معجزہ ہو جب اسے یار دیکہنا
ہمسے ذرا عداوت خونخوار دیکہنا
دیتا ہے کیا فریب وہ عیار دیکہنا
بوسے کی آرزو نہ تمنا وصال کی
کرتا ہی عذر بوسہ دینے مین لیکے دل
تیر نگہ مین خون کا دہبا ذرا نہین
مد نظر ہے کیا کوئی تازہ فریب بہی
وہ جب تک آئینہ مین یہان آن نکلنے تہی
ہوتے ہین جلوے برق تجلی کے رنگ مین
یہ صرف تیرے آنے سے چہرہ بحال ہے
ہنگامہ ہوگا ہمسے یہ اچہا نہین گریز

پابند ہو گیا نگاہ وہ نے طرار دیکہنا
ٹہوکر کسی لحد مین ذرا یار دیکہنا
جب دیکہنا ہمین او سے تلوار دیکہنا
پہلو کلام کا دم اقرار دیکہنا
منظور کچہ نہین مگر اسے یار دیکہنا
اولٹا یہ ہمسے تازہ خریدار دیکہنا
کیا صاف میرے دل سے ہوا یار دیکہنا
کیون ہی یہ بار بار اودہر ای یار دیکہنا
قسمت مین مرنے دم تہا نہ دیدار دیکہنا
منظور ہے جو طاقت دیدار دیکہنا
تو او ٹہتے او ٹہتے پہر مجہے بیمار دیکہنا
رو دینگے ایکدن سر بازار دیکہنا

اے یار اب جو آئی تری عہد حسن میں	یوسف کو ہو نصیب نہ بازار دیکھنا
جھاڑو تو کوئی یار میں تیرے ہوئی صبا	تنکا سا ہی مرا بدن زار دیکھنا
موجود روی یار ہی جا ظر جلوہ ہے	نکلا ہی چاند یا اولی الابصار دیکھنا

لیتے نہیں ہیں دل ہی فقط ٹھوکروں ہی نطق
جاتے ہیں ہاتھ جاتی ہیں رفتار دیکھنا

اولش جب آپ نے جام شراب ناب کیا
ہمیں جوش عشق اوسنے جو پیدا کی عتاب کیا
ہوا یہ ولولہ و جوش نے حجاب کیا
خفا وہ ہو گئے دل نے یہ اضطراب کیا
لپٹ گیا سر بازار اوس پری رخ سے
نہیں ہے خال کا یہ وجہ نقطہ چہرے پر
مرے ہی نکلے کئی بوسے یار کے رخ سے
ادا میں ناز میں نخرے میں حسن و خوبی میں
ہزاروں نقش قدم پر کشا ہی پا نکلا
برنگ جام نگہ مست کر گئی مجھے
صدای صور سی جو تیرے نالہ کش سے نکلے
وہ چھیڑنے کو مرے دل کی [illegible]
پتنگ بزم کی گرمی ہوا آنکھ سے ٹھنڈک
وہ ایک دم تھا کہ جب عشق جان جاتی تھی

تو شوق دل نے یہ ناکارہ وہ بھی حجاب کیا
یہ دل ہی ہے کہ جسنے مجھے خراب کیا
شباب یار نے سنے کا یہ شراب ناب کیا
کیا نہ ضبط تھا کام سب خراب کیا
جنون کی صدقے مجھے آج کامیاب کیا
خدا نے خود تجھے خوبی میں انتخاب کیا
مجھے اور گھر سے دیا واہ کیا حساب کیا
تجھے تمام حسینوں میں انتخاب کیا
جو اوس گلی میں گزر تو نے آفتاب کیا
تری آنکھ نے ہر میکدہ خراب کیا
تو شور حشر نے خاموش ہو کے خواب کیا
زمین ہل گئی میں نے جو اضطراب کیا
کہ ہے شرم کی [illegible] کو بے نقاب کیا
یہ ساری عمر کا تھا عیش جو حساب کیا

وہ صبح گھر کو گئے سو گیا ہمارا بخت
تمام رات کی جاگی ہوئے سے خواب کیا

وہ کیا مزہ تھا جو قاتل کے زیر زانو تھا
کسی نے بھی دم ذبح اضطراب کیا

یہ گرمیاں ہی فراق کے تشنہ لب عشاق
دہان زخم میں تیغ نگہ کو آب کیا

گلی گلی دل خانہ خراب لے نکلا
تلاش یار نے اسے نطق کیا خراب کیا

نکل جانا کہ اوس گھر میں اگر ہو جانا
دیکھنا آپ سے باہر نہ مگر ہو جانا

اپنا کر لینے کو بس نیم نگہ کافی ہے
کچھ بڑی بات نہیں دل کا ادھر ہو جانا

ناز و انداز و ادا سب ہیں انہیں کی خاطر
صبر کو چاہیے ایسے میں ادھر ہو جانا

جگنو کی اونہیں سات ہیں ہو یا ہے بہار
گرمئی گریہ سے اشکوں کا شرر ہو جانا

ہجر سینے کو تڑپ کر نہ دلا شوق کرنا
نہ کہیں پردہ در زخم جگر ہو جانا

تجھ سے بیدرنگ ہے میرا کہ ہوا تیر اخراج
بات کی بات میں بس نوع دگر ہو جانا

جرم نظارہ پہ آنکھیں یہ نکلوا لینا
اس قدر دشمن ارباب نظر ہو جانا

میں جو روؤں تو کہا ہو کے سنو لو ظالم
اسے بت اتنا ترا پتھر کا جگر ہو جانا

دیکھ اسے شوق تماشا تجھے سوجھی ہے
کیسے ہر موسے قطرہ کا ہو نظر ہو جانا

وہ نہ ہو پاس تو نعم البدل اوسکا ہے خیال
چاہیے غم کا عشرت میں بسر ہو جانا

گو خفا تھی وہ کافر ہوا پر سن تو لیا
فائدہ نا تو نہیں ... اثر ہو جانا

اہل بینش کو دکھانے ہے بہار گلشن
اوسکا ہر رنگ میں تیرا منظر ہو جانا

کٹ گئی وصل کی شب نطق بہت بہتر تھا
موت کا تیرے لیے خواب سحر ہو جانا

پیدا ایک رقیب اور ہمارا نکلا
آپکا آئینہ بھی گھورنے والا نکلا

کیسے گہورتے ہو لگا تا ہے مری چہاتی پہ
دل بیتاب تغافل نے مجھے کہون نکلا

اسی پردے میں سبب گریہ ہو یکتا شب ہجر کا
دیدۂ تر نہیں گنگا ہے یہ جمنا نکلا

وہ بت پردہ نشین جہانکنے آیا درتک
میر اسودا ہی کوئی روز تماشا نکلا

وحشت نے دشت عدم جوش جنون پہنچا
دو قدم کو نہیں کہانسے میں کہاں جا نکلا

تکیں بطور رقیب وہ زنا کرتے ہیں
ہو نہو دل میں مقرر کوئی پہوڑا نکلا

پردہ داری غم پردہ نشین ختم ہوئی
جی گیا منہ سے مگر نام نہ اوسکا نکلا

سہگیا عشق کی صدموں کو مگر آہ نہ کی
اتنی امید تو تہی دل سے یہ جیتا نکلا

اوس سے کہہ دو ترے بیمار نے صحت پائی
یہی وہ قصیدہ سمجہے گا دم اوسکا نکلا

چھوڑ کر گہر ہے غریب الوطنی کسکو نصیب
مجھکو کاوش نے عزیزوں کے نکالا نکلا

وہ مہ چاردہ سے چودہ برس کے سن مین
چودہ حصے سے بھی جوبن مین زیادہ نکلا

رات اسکے رشک قمر کے جگائی ہو تہی شب
صبح کو آیا ہے تو شام کا نکلا نکلا

ظلق بیتاب تہی باد صبا کو دیکہو
اوس گلی میں یہی خاک اوڑاتا نکلا

شاد ہو کر دی بہار کبا دکہیا
اوسکا وعدہ اسنے دل ناشاد کیا

گو کہ مین کیا ہون ہی فریاد کیا
یہ فلک تیری ہی ہے بیداد کیا

نحسرا یا نحوست اجداد کیا
ایک مشت خاک کے بنیاد کیا

ہم ادا کرتے ہین رسم عاشقی
ورنہ اپنی بے اثر فریاد کیا

کیون سنین ہم ناشکیبائی کی طعن
غم مین سر کا پہوڑنا فرہاد کیا

اس تلافی کا سبب کھلتا نہین — تم نے پھر سوچی کوئی بیداد کیا
انکے ہاتھون سے ہین پتھر پھول سے — نازنینون کی ذرا بیداد کیا
تھی چھری جیسے گلے کو تیز سی — اور تھا وہ غمزۂ جلاد کیا
پھر گیا کیون دشمنو کی دل مین بھول — یار میرے بے اثر فریاد کیا
پھر وہی اے طفل ہے مشق جفا — آ گیا بھولا سبق پھر یاد کیا
تجھسے سنا ہمنے نہ اوسکے وہا نہین — آپ نے ناصح کہا ارشاد کیا
جھیل بیٹھے ہین گے جی کڑا جب کر لیا — ناز غمزے کیا ستم بیداد کیا
چاٹتے ہین ہونٹھ کیون تم اے جگر — یاد آئی لذت بیداد کیا
زخم دل منہ کھول کر رہ گئے — تجھسے قاتل کی کرین فریاد کیا
مین نا تیر تیغ ستم تڑپا تھا کب — پھر تو کہہ کیا اے ستم ایجاد کیا

مر گیا ناطق دیکھو تو سہی
آج وہ کہتے ہین ہم ہین شاد کیا

مین یہ نہین کہتا ہون کہ غمزا نہین اچھا — لیکن جو ہو بیجا نہین اچھا نہین اچھا
رونا نہین عدو سے شب لو نہ بدنام ہون — مین اور کبھی تو مرا آنا نہین اچھا
خود بین ہین جو کہتے ہین برا اہل صفا کو — آئینے کا کیا جرم جو چہرا نہین اچھا
کیون مجھکو برا کہتے ہین جو اپنی تو دیکھین — وہ کونسے اچھے ہین جو بندا نہین اچھا
دل عشق سے جو افسردہ ہو سینے سے نکالو — وہ مردہ ہے گھر مین کبھی رکھنا نہین اچھا
ڈالو تمکو جگائیگا یہی آنکھ کا لگنا — تعبیر ہے یہ خواب زلیخا نہین اچھا
کس طرح مین نصیبونکو برا کیون نہ کہون — اچھے جو یہ ہوتے تو وہان کیا نہین اچھا

دو آپ بوسہ نہین تو فیق کہ اتنی
مین مردہ کا ہون نہ گھر ہیر الحد ہے
دیکھو نہ کہین جان تمنا مین نکل جائے

مانگون تو یہ کہتی ہو تقاضا نہین اچھا
اتنا بھی تدبیر اسپ بلد انہین اچھا
ہان ناز تو اچھا ہے پر اتنا نہین اچھا

سنبھلو نہ بہت تجھ ہو الفت مین تو غنی
بد کام کا انجام نتیجا نہین اچھا

کیا پایا نکا پھاڑا جو گریبان کسی کا
اے وحشت جنون کھینچ تو دامان کسی کا

چاہئے مرا دل کھینچ لی سینے سے پکڑ کر
جا لے مگر سینے سے پیکان کسی کا

سو بار کیا حضرت جبریل کو قاصد
آیا نہ کبھی خط کسی عنوان کسی کا

ہو وجہ دگر گون نہین گلگونہ عارض
لاریب وہ کل رات تھا مہمان کسی کا

اپنے بھی اوڑا تا ہے کوئی گیسو تک [illegible]
چل [illegible] کے ہاتھ لو تیرے پہچان کسی کا

خوب [illegible] شوخ کی پریون کو کیا مات
جائیگا خیال اب پرستان کسی کا

ایما بھی غمزہ ابروے صنم کا
کعبے مین بھی چھوڑونگا نہ ایمان کسی کا

کیا نہ کبھی سانس بھی لیتے نہین [illegible]
سنتے ہین کہ نازک ہے بہت کان کسی کا

جو [illegible] ارمان کو خنجر نہ نکالے
وہ اور نکالے کبھی ارمان کسی کا

ہان آہ [illegible] کار نسیم سحر سے کر
اوڑ جائے جو منہ [illegible] سے ہی دامان کسی کا

کیا [illegible] آئینے کو توڑ [illegible]
یہ بھی ہوا ہو کہین حیران کسی کا

کیا [illegible] اثری کو
گیسو بھی [illegible] ہو پریشان کسی کا

[illegible] گھر [illegible] کا [illegible]
جیسے کوئی ناخواندہ مہمان کسی کا

[illegible] اپنے لہو [illegible]
پر کیا ہے نہین پاتے ادھر کان کسی کا

ابہم جو کبھی ونسی نہیں چہیڑتے اونکو — کہتے ہیں لی ہو گیا شیطان کسی کا
رد کا جو کہیں آج تو یون فیصلہ ہوگا — یا ہم نہیں اب یا نہیں دربان کسی کا

ہین ابھی کو ترسون وہ کرے قبضہ لبون پہ
اے منطق چسالون جو ملی پان کسی کا

یا الٰہی یہ دل ہے کہ گہر کس کا — چاک سینہ ہے چاک در کسکا
ایسا نالہ ہے شعلہ ور کسکا — [illegible] گہر کسکا
دل ہزارون ہی کی لی ہین تو نے — اے خدا ہے یہ رہگذر کس کا
مجہسے کیون اس قدر ہو خفا — یہ تو کہئی کہ دل ہے گہر کس کا
کچہ پریرو ہی بس نہین کرتے ہین — ورنہ ہوتا ہے یہ بشر کس کا
دل تو فقط مہر خدا کے لیے — دیکہ ہوتا ہے پردہ در کسکا
اوسنی کیونکر یہ آبرو پائے — اشک مقبول ہے گہر کس کا
کان تک بہی اوسکے نہ پہنچ گا — نارسا نالہ ہے اثر کس کا
نالہ نیمی کا دے رہا ہے مزہ — اس گہڑی کا اپنی ہے اودہر کسکا
کیون چہپائے ہوا ہو گہلین — پایک الفت ہے جیب تو در کس کا
نہیں چہپتے نخل الفت ہین — پہول کیسا اچہی ثمر کس کا
دل ہی چہلنی یہ خون گرفتہ ہو — ہدف ناوک نظر کس کا

اس گلی سے جو پا لوا جی نہین
منطق دیکہو تو ہے یہ گہر کس کا

لکہتا ہے قصہ یار کو حال تباہ کا — خامہ ہوئے نالہ کا دود ہو آہ کا

عالم نظر پڑے نہ تا بلوے کی کاہ کا
چل اے فلک حریف نہ ہو میری آہ کا

[illegible] تک ہو وہی یک [illegible]
کھینچا تو کوئی دیکھے [illegible] آہ کا

ہیں [illegible] ملک عشق ہوں [illegible]
لشکر غم و الم کا ہے ڈنکا ہے آہ کا

[illegible] دولت دیدار [illegible]
دامن ہوا ہے دامن دولت نگاہ کا

[illegible]
پھیلا ہوا ہے جال [illegible] کا

[illegible]
[illegible] نباہ کا

[illegible]
پوچھو نہ حال تم دل [illegible] پناہ کا

اے دل [illegible]
زہ [illegible] نباہ کا

ایسا [illegible] دونوں [illegible] جگر
مارا وہ تیر یار نے ترچھی نگاہ کا

[illegible]
گویا نکالا ہوا سبزہ ہوں راہ کا

[illegible] قبلہ نما پھر ادھر ادھر
وہ روئے پاک قبلہ ہے مرغ نگاہ کا

زاہد ہمیں تو حسن پرستی سے منع کر
حسن عمل ہے نام یہاں اس گناہ کا

کیا [illegible] روزگار میں
چھٹتی ہے [illegible] نقش ہی آہ کا

تصویر [illegible]
اے درد کیا کروں [illegible] آہ کا

تشبیہ آج دی گئی گیسوئے یار سے
اور رنگ [illegible] بخت سیاہ کا

[illegible]
افسر [illegible] سیاہ کا

[illegible] نقش [illegible]
خاک [illegible] رخ مہر و ماہ کا

زاہد ہمیں [illegible] تو سمجھے نہیں تا کا
جلوہ رخ اصنام میں ہے نور خدا کا

٢٧

بیمار محبت نہیں قائل ہے شفا کا
چھڑتا ہوں مرے آگے نہ لو نام دوا کا

ممنون ہے پرگ میں کیوں ہو نگا قضا کا
خنجر ہے ابھی تیز ترے ناز و ادا کا

کیا عید ہے وعدہ تھا جسے یاد دلائی
عقدہ نکھلا کچھ گرہ بند قبا کا

ہر دل میں ہی نقش صنم نقش شہائی
چھاپہ جو اوڑ آئے ترے نقش کف پا کا

یہ عشق ہے وہ جن جو نہ چلنے دے عمل کچھ
الفت وہ مرض ہے جو اثر کھو دی دوا کا

کیا تاب گزینش کا ہو کشور دل میں
فوج غم و اندوہ ہے روکے ہو نا کا

کیا بخت ہے چھوٹے ہی لوٹی ہمی کا تک
تہا رحم کا انگور جسبں انگور کو ناکا

آئینہ ہے شرمندہ تمہاری کف پا کا
صورت نظر آتی ہے یہ نقشہ ہے صفا کا

وہ گھر ہے ہمارا کہ سر شام فلک سے
پیریونکی طرح روز اوتارا ہے بلا کا

نقشہ ہے یہ گل کا تری تصویر کے آگے
پیر و سیاہ ہو پیر نگا جیسے کوئی خا کا

جی چھوٹ گیا تا زبان دیکھ کے الہ
اپنے صلہ بندی کو نہیں عشق خدا کا

جو ہو خلل انداز یہاں آنے نپاسکے
خلوت میں نہو دخل تکلف کا حیا کا

کیا آمد و شد ہے کہ آ ابھی گیا ابھی
تہا بوی گل یا کوئی جھونکا تہا صبا کا

تکلیف میں ہوں ہوش ہو ساقی سے قرار
ساغر کوئی الہد مٹی ہوش ربا کا

بیرنگ بھری ساونی حسن عجب ہے
تصویر ہے اوس جو دکی تصویر کا خا کا

ہاں بیچ ہے نیہو کہ کہیں از فریاد
بندھتی سناتا تہ کبھی وزو حنا کا

ای تعلق مٹے گا نہ کبھی اس بتوں سے
پتھر کی لکیر ہے مرا نقش وفا کا

چھوڑ دیا ہے جان سے تہاڈہ ہی چھٹ گیا
اندھیر ہے میں کوچہ گیسو میں لٹ گیا

۲۹

یہ ناتوان ہم تری فرقت مین ہو گئے
ضبط فغان سے کام کیا رات کو تمام
لینے لگا لپٹ کے جو بوسی شب وصال
دونون سے دی ہے اب بی دوری [illegible]
پہر پہر کے گرد سر کے کیا جانکو نثار
مرتا ہون [illegible] ہمت مردان عشق پہ
پیری کی آتے طاقت و تاب و توان گئی
نازک تہی وہ نعل مین ہی مضمحل ہوے
اوس جان جان کے جاتی ہی لب پر دم نکل گیا

دامن جب اضطراب کا پکڑا تو چہٹ گیا
ایسا وہ ہوا ن گہٹا کہ مرا دم ہی گہٹ گیا
کہنے لگا مین آکے ترے گہر مین لٹ گیا
زاہد سے کعبہ دیر برہمن سے چہٹ گیا
صدقے مین آج آپ کے یہ مرغ پہٹ گیا
کیا تیشہ لیکے کوہ سے فرہاد جٹ گیا
سب قافلہ شباب کا دم بہر مین لٹ گیا
نکہت کا دم کنار مین غنچے کے گہٹ گیا
نبضین ہماری چہٹ گئین دامن چہڑا گیا

کرتی ہے قافیہ کی کمی تنگ قافیہ
ابھی [illegible] اس مین ابھی [illegible] چہوڑ گیا

غم دوری سے برا حال ہوا ہے اب اپنا
چہپ کے [illegible] گرد حرم یار [illegible]
عشق ہی ہے خفقان [illegible] ہمارہ [illegible]
دل لگی سے [illegible]
ہوش [illegible] نہین کیا وصل مین [illegible]
وہ ہوا ہے تو مری گرد [illegible]
گردش آنکہون کی غضب جنبش ابرو آفت
ہی فلک سیر سو کیا سیر فلک کی حاصل

[illegible] روح ہی گویا نہین قالب اپنا
رات مین [illegible] دیکہ [illegible] اپنا
سخت مشکل ہے [illegible] مرکب اپنا
درد دکہ [illegible] ہی کہین [illegible] اپنا
بہول جاتے ہین [illegible] مطلب اپنا
[illegible] مرکب اپنا
سحر اپنا وہ دکہاتی ہے یہ کرتب اپنا
نشے مین [illegible] مرکب اپنا

سلطان ہو گیا

جو ٹھی عدو لئے لیتی نہیں شوخی ترا کو	اس عبارت سے نکلتا نہیں مطلب اپنا
بات او بن سے ... کی ...	ہو گا دعو لیے تحصیل بلندی کوکب اپنا

جلوہ یار سے روشن ہین ہماری آنکھین
شرطی وہ ذرہ ہین ہم ... کوکب اپنا

وہ ترک تیغ کھینچ کے جس دم برہنہ ہوا	جلاد تیغ ستم سے اسیر ستم جو ہوا
اے دوست مین ستم کش لطف عدو ہوا	پہنچا ہاتھ ... جسم تو ہوا
اپنے سادگی سے عجب رو برو ہوا	... وہ ...
گلشن و پرشباب ہین ہے گرمئی جمال	... تجھکو ... ہوا
جلاد کا جو ہاتھ پڑا درمیان مین	... وہ اپنا ... تیغ ...
گلشن فروز سینہ پہ داغ ہم بھی ہین	ای شوخ ...
جوش شباب کا یہ وہی ایک نشہ ہے	جو اونکو ... آرزو ہوا
سرگرمی تلاش سے ہر نقش پا ہرا	... چراغ ... جستجو ہوا
وہ کون جیب چاک تھی جو ہاتھ مین تھی	... گا کیا ... جو ... ہوا

بڑھ بڑھ کے کہا تھی ... ہم خون ...
تیغ جفا ... بھی کہا سر جدا ہوا

اثر سے جذب کے وہ شوخ دیدہ آیا تھا	... کشیدہ آیا تھا
مری جنون کی ہوا سے چمن ہوئی غماز	برنگ گل گریبان دریدہ آیا تھا
فنا رقیب کے زیر زمین نہ جین ملا	فلک کے ہاتھ سے آفت رسیدہ آیا تھا
مٹائی آپ جو آئے مین خیر چلتا ہون	وگرنہ ہو سکے نہایت کشیدہ آیا تھا

تمہارا شیفتہ خال بھی اور بیتاب — مثال مردم گزیدہ آیا تھا
مسرور تھا دل و جان کو سنوار آنکھیں بھی — وہ راحت دل و جان نور دیدہ آیا تھا
دریغ برق تجلی یہ صرف جلوے کا — لیلا میں لیا ہی جیسا ندیدہ آیا تھا
سوختہ ہے یہ خلش رشک کو کیا ہے — تمہارے سامنے کیوں آبدیدہ آیا تھا
کیا نہ زلف نے سنبل کو سرنگوں آخر — مقابلے کو وہ گیسو بریدہ آیا تھا

وہی تو منطق تمہارا ہے جو کہ محفل میں
تمہاری شان میں پڑھتا قصیدہ آیا تھا

وصال کی شب بھی خون تمنا ہی دل ہوا — نالا جو شرم کو ادب اگر مخل ہوا
انگشت کی نیلی رنگ سویدا سے دل ہوا — اونکا سا خال خال حسینوں کا تل ہوا
اے شوق بے ادب تو وہاں چل میری — سو بار تیرے فعل سے میں منفعل ہوا
دل ہی الٹ سا ہے کے سونہیں پہ مرا — کیا لطف اگر بدن سے بدن متصل ہوا
کیا گرمی خیال رخ رشک شمع تھی — شعلہ بھڑک کے داغ جگر مشتعل ہوا
اے اضطراب دل تجھے غارت کرے خدا — اپنی تو لا یا یار کو بھی مخجل ہوا
بستر سے یوں وہ صبح اٹھا جیسے — گرمی شوق وصل سے یہ مضمحل ہوا
پھر بیچ اوٹھی ہے وہ فغاں ہے رات — لیکن ایک نرم از بہت کا دل ہوا
پھر جنت نے جوش جو مارا ازل کے دن — دوزخ میں آگ پہلوی عاشق میں ازہوا
پس پس گیا میں بار غم ہجر یار سے — وہ ناتوان ہوں داغ بھی جہاں کی

یہ حسن صفت ہی جو لکھا وصف حسن شفق
رخسار جو صفحہ تو ہر نقطہ تل ہوا

وحشت میں مجھ سے اب کوئی کم ہی بڑھا ہوا
آج آہوؤں سے میرا قدم ہے بڑھا ہوا

گانے میں آپ بھی نہیں رہ سکتے اس قدر
جتنا ہمارا نالے میں دم ہے بڑھا ہوا

کچھ بھی نہیں ہے مجھ سے بلانوش کے حضور
گو اور بادہ خوار میں جم ہو بڑھا ہوا

وہ ہے ہمہ فشان یہ فقط ہے ثمر فشان
کچھ شاخ سے بھی دست کرم ہے بڑھا ہوا

موزونیاں کہاں ہیں یہ شمشاد و سرو میں
بوٹا سا اوسکے قد صنم سے بڑھا ہوا

اے شیخ جی کسی غم دین کا فراغ ہے
ہمکو تو ان بتوں ہی کا غم ہے بڑھا ہوا

بلبل ہو کیوں نہ مجھ سے [illegible] فغان [illegible]
نالی میں میرا صور سے دم بھی بڑھا ہوا

جتنے ہیں نطق عرصہ معنی کے شہسوار
اوسنے مرا کمیت قلم ہے بڑھا ہوا

کچھ مشورہ اغیار سے پھر نام ہمارا
دل لے کے نہ کیوں اے بت خودکام ہمارا

پی جائے وہاں کیا کوئی پیغام ہمارا
کٹتی ہی نہیں بات وہ سنکر جو ہے نام ہمارا

جنبش سے ہے نزاکت سے نہیں آتی لبوں کو
بس جا تجھے ہے حسرت دشنام ہمارا

کچھ شرم بھی ہے اے دل بیتاب کہاں ہے
قاصد کے زبان پر ہے یہ پیغام ہمارا

پیدا ادا و نہانیکار قیبوں نے تقاضا
فرمائیے ہمسے کہ یہ ہے کام ہمارا

اوسنے ڈرا ایسے بھی کہا ہے تمہیں نازک
اے بت دل بیتاب ذرا تھام ہمارا

اسے تیرے تلاش اگر لگتے تو بس ہم
اور آپکے کوچے میں ہے کیا کام ہمارا

آرام کجا عیش کجا تو بھی نہ جب ہو
تو عیش ہمارا ہے تو آرام ہمارا

دیدار طلب ہو سکے پھر احسان بلا لے
جل جائے تصور سے اگر کام ہمارا

بدنام ہیں تو ہمیں [illegible] یہ ڈر ہے
جب ہو تو ہونگے نہ لگے نام ہمارا

ہمسے یہ اونہین ضد ہی کہ محفل سی نکالین
شامت زدہ کوئی ہو جو ہمنام ہمارا

جب تک ہے رہ و رسم ہمین خلق تہو نسے
تقوے سے ہے نہ کچہ ٹہیک اسلام ہمارا

نہ آبرو کہین اسے سوزن رفو دینا
پہٹے مین زخم جگر کے نہ پانون تو دینا

گلو تمہین ابہی اپنی شگفتگی کی قسم
نئے لئے عاشق اوسکی بو دینا

مین اپنی زیست سے ہون سیر اے قضا مجہکو
بلائے جان کوئی معشوق تندخو دینا

تو لیگئی ہے مرے کس قدر سلام و پیام
ذرا نسیم تو ہی داد آرزو دینا

رقیب تو رہین ہمکنار یان نزاکت
ہزار رنج کا باعث ہو میرا چہو دینا

شراب کیسے پیین ہاے کسکی ساتہ پیین
ہماری رونے کی اے ابر داد تو دینا

حریف تو نکرین طعنہ تہی جامی
اگر شراب نہ ساقی ہو تو لہو دینا

ہزار ظلم ہین منظور لاکہ جور قبول
ہر ایک صدمہ رشک عدو نہ تو دینا

ستم ہے ایک تو دینا ہی غیر کو بوسہ
پہر اوسپہ او غضب میرے روبرو دینا

وہ گل ہین نظق صبا جنکو ملتی دیتی ہے
رو ہی رکہی نزاکت نہ اونکی چہو دینا

اس چمن مین میری دل کی کب نکلتی ہے ہوا
پہولتی پہلتے ہین لیکن وہ جنکو پہلتی ہے ہوا

تیرے رخ کے روبرو اے گل یہ چلتی ہے ہوا
باغ مین پہولونکو ہر دم ہر کہ سلتی ہے ہوا

بلبلو صفائی عارض گل میں کہان
چشم بد دور اوسکی گالونپر پہسلتی ہے ہوا

ایک شب آرام کرا کر ہمارے بام پہ
آہو لیتے تا صبح ٹہنڈی نہیں چلتی ہے ہوا

ناز سے ہین گال اونکے ہر جہکے ساتہ
سرخ ہو جاتے ہین گویا غازہ ملتی ہے ہوا

۳۳

تیری بوی پیرہن اے یار پا جاتی ہے جب
نکہت گل سے چمن میں چوٹ سی چلتی ہے ہوا

صدمہ قرب عدو کیا کہئی حیف جان ہے
رشک آتا ہے جو تجھ سے ملکی چلتی ہے ہوا

اوسکی کوچی سے اگر گلزار جاتی کو ہو
ہر جگہ مٹی پکڑتی ہے مچلتی ہے ہوا

تعلق کیا اوسکا خرام ناز اپنی گھر میں ہے
اس لطافت سے کہاں گلشن میں چلتی ہے ہوا

صحرا میں ہونگا نہ گلستان میں رہونگا
دیوانہ ہون نہیں کوئی حسینان میں ہونگا

ہون دیدۂ محشم مری عشاق میں جا ہے
کیا عیش ہو جو بزم حسینان میں ہونگا

کچھ قدر نہ کم ہوگی میں آنسو کا ہون قطرہ
آنکھوں سے جو گر جاونگا داماں میں ہونگا

ذلت سے ملی خلد تو دوزخ اوسی سمجھون
گر ٹھیکے نہ میں کوچۂ جانان رہونگا

روکوگے اگر مجھکو سلاسل سے عزیزو
سرگشتہ تصور سے بیابان میں ہونگا

نازک ہے مزاج اتنا تو چھیڑیگی صبا بھی
نکہت کی روش میں نہ گلستان میں ہونگا

اے حور مرے پاس وہان تو جو نہ ہوگا
دوزخ ہی اگر روضۂ رضوان میں ہونگا

جاتا ہوں کھٹکتا تہا تجھے اے چمن آرا
خار میں رتو ہو کر نہ گلستان میں ہونگا

پھولو میں نہیں رنگ نہ وفا بوی محبت
کیا رہ کی کرون گا نہ گلستان میں ہونگا

نکلونگا میں زنجیر سے آواز کے مانند
اب فصل بہار آئی نہ زندان میں ہونگا

لے اوڑ مجھے اے جوش جنون سوی بیابان
انسان ہون نہ سنسان بیابان میں ہونگا

عیسے جو چلے چرخ کو اعجاز یہ بولا
تم جاؤ یہان میں لب خوبان میں ہونگا

جب اختر اقبال مرا اوج پر آیا
در ہونگی میں تاج سر سلطان میں ہونگا

اپنی جو محبت نہ بنا کینہ بنونگا
جس دن سے ہے سب سے نہ لگا دل جانا نہیں رہونگا

مین سادہ وہ پرکار ہے ہو وصل ہے معلوم
بس غم ہے بہرای نطق نہین مان مین ہوگا

لو خیالِ نگار آ پہنچا — شبِ غم غمگسار آ پہنچا
ساقیِ بزمِ انبساط چلا — نشہ اوترا خمار آ پہنچا
سر بسر ناز سر بسر غمزہ — یک بیک وہ نگار آ پہنچا
وحشیو پھر وہ موسمِ وحشت — بہوت سنزیر سوار آ پہنچا
قیس ویرا تو ساربان بولا — شترِ بے مہار آ پہنچا
جا لگین در سے پھر یہ آنکھین — وہ گیا انتظار آ پہنچا
لوگو باغ باغ ہو جاؤ — وہ چمن کی بہار آ پہنچا
مثلِ طاؤس جام رقصان ہے — ساقیِ ابرِ بہار آ پہنچا
یون جو پھرتے ہون ترپ ہاتھ لیا — کیا مرا شہسوار آ پہنچا
مژہ و چشم کا خیال آیا — ترک کھینچے کٹار آ پہنچا
کہے دیتے ہین صاف دل کی ترپ — اب کوئی دم مین یار آ پہنچا
سو ہوا ایک باغبان کو سنا — مین بھی بابی ہزار آ پہنچا

نطق کا دل لیا وعجز کے کرد
تیر مار و شکار آ پہنچا

کچھ ذکرِ گل جو اوس لبِ شیرین کا چل پڑا — بوسہ ہمارے منہ سے تڑپ کر نکل پڑا
چھیڑا تو تہا رقیب نے قسمت سے بل پڑا — نشے مین وہ بگڑ کے جبین پر سنبھل پڑا
وہ چاند دیکھنے جو لگے گو نہ تھا مگر — چاند اونکے دیکھنے کو اوس دن نکل پڑا

اے دل وہان تو رقیب یہین ہین جا کین لگے
کمبخت تو بھی چل نہ یہان کہین چل پڑا

یا ر و کشے وہ نقش پہ نہ سنبھالی سنبھل سکا
پہنچا جو کوچۂ یار مین وہ ڈہیل پڑا

باہم ہماری اونکی نظر بیا ر سے لڑی
دو رشتہ وفا و محبت مین بل پڑا

تصویر سے جہان کوئی صورت نظر پڑی
مانند طفل بس دل نادان مچل پڑا

عیب آستان کو لگتا ہے ورنہ مراد دو
اے یار در پہ ہون یہان سر بل پڑا

بیٹھا ہیشہ پڑین یہان تمنا کی گر الیان
ایسا یکایک اونکی ہیبت سے بہیل پڑا

فی او سکے آئے انجمن آرائیان کہان
جلنے کی آرزو مین جلے بس غل پڑا

قاتل کے پانون پر جو گرا مین کٹا کے سر
خنجر کو آفرین کہ برابر اوگل پڑا

دل کا ہجوم یاس مین کیا پوچھتے ہو ہر
یہ مجھو گشت زار مین تیری کا دل پڑا

بیٹا ہو تمین رات پہر آگے رہا نہ ہوش
اتنی خبر ہے منہ سے تیری نکل پڑا

دل کا قلق تو کم ہوا نالون سے رات نطق
پھر یہ قلق ہے نیند مین اونکی خلل پڑا

وہ گل شباب مین چمن آرزو ہوا اب
ابھی عندلیب پکہہ محبت تک بو ہوا اب

صاحب کی بی نیازی و غفلت تو خوب تہا
کوئی نہ آرزو ہو ہی آرزو ہے اب

ہے تیرے باغ مین ہون تماشا نسیم کا
نازک مرے دماغ کو پہولونکی بو ہے اب

فرقت مین جانتا ہون تجہے ہی چراغ ہی
پہلی مے طہور تہی ہیچ لہو ہے اب

تہی خواری جنون سے جو پہلی گہر کے مول
پانی کا قطرہ ہاتھی ہی آبرو ہے اب

گیسو او منہ کو ہے سنبل مراد
رخ اہل آرزو کو گل آرزو ہی اب

چلئے گا وہ مزہ کہ بہت دن رہیگا یاد
بد مست دل حریف مئی آرزو ہے اب

ہر غمزے کی کمر میں ہے خنجر لگا ہوا
اتنا کبھی نہ تھا جو ستم میں غلو ہے اب

اوسکو بھی گن لیا ہے رقیبوں میں شک نے
آئینہ ہر گھڑی جو ترے روبرو ہے اب

کھوئے گئے ہیں آپ تمہاری تلاش میں
بن جاؤ بیٹھو اپنے ہمیں جستجو ہے اب

پہلی ہی تند تھی مگر اتنی نہ آگ تھی
بجلی نہ تھی ہو شعلے سے یہ کون خو ہے اب

یہ خلق ناتوان ہے کہ تار نگاہ ہے
کچھ کچھ تو وا ابھی سے مرے روبرو ہے اب

کب ایسے ویسے سانپ ہیں زلف دوتا کی سانپ
ڈسنے کو ہیں کہ مار رکھتے ہیں یہ ہیں بلا کے سانپ

آیا زوال حسن کو گیسو قلم ہوئے
چلتے ہوئے حضور ترا ند لوٹا کی سانپ

کشتہ عدو جو اوسکی گلی میں ہوئی تو کیا
مارے سے تجھ شہید ہوں کس بلا کی سانپ

موذی جو مدعی تھے سلا دو انکا کچل دیا
مارے گئے حضور کے دو زلف دوتا کے سانپ

زلفوں نے اوسکے جوڑے کو پیچ کر دکھایا
قصے کہانیوں میں سنے تھے ہوا کے سانپ

لیتی ہیں انگلیاں تری کیا دلمیں چٹکیاں
ڈستے ہیں پیچھے عذر دغا کی سانپ

لاکھوں ہی دل نگل گئی گیسو حضور کے
انسے خدا بچائے کہ یہ ہیں بلا کے سانپ

الفت ہی جب نہیں ہے تو موئی کوئی نہیں
بچھو سنبھال کے ہیں نہ زلف دوتا کی سانپ

سر زلف نہیں کی سیاہ ہے کی ہے پیچ
کیونکر نہ پال رکھیں زلف دوتا کی سانپ

بس دور ہی سے دیکھی زلفوں کو دور بھاگ
دنیا میں انکو جان اب خدا کے سانپ

مشاطہ چھیڑتی ہے نہیں کاٹتی اوسے
کیلے ہوئے ہیں کیا تری زلف دوتا کے سانپ

پروانۂ دل کا زلفوں میں جلتا نہیں پتا
طاؤس کو نگل گئے یہ ہیں بلا کے سانپ

منتر پڑھے ہیں شعلے نے جب زبان پہ
قابو میں آئے تب تری زلف دوتا کی سانپ

اے گنج حسن تیری کی دولت پہ جوش ہیگا — گیسو ترا ہیں لاکھہ ہمیں بن بنا کی سانپ
مشاطہ تو سے لائی ہے قالوں میں لیس نہ — ناریسے ہیں من تجھے سے یہ زلف دوتا کی
مرکر بھی قبر میں بھی پیرہن ہی آئین گی — یاد آئیگی وہ زلف ڈسین سگے جب آ کی

زلفوں کا پیچ سے نہیں بچتے ہو ناطق کیوں
کیا کہلتے ہیں آپکے سر پر قضا کے سانپ

ترے بغیر ہوئی سخت بیقراری رات — دل و جگر کو تہامی کئی ہے ساری رات
یہ لال ہیں آنکھیں گواہ بیداری — کہ جاگ جاگ کے کاٹی ہے ہمنے ساری رات
یہ انتظار رہا تیرا گر مثل تاروں کے — کٹی ہے آنکھوں نکلی ماہ اپنی ساری رات
سرشک نکلی ستارے زمین پر ہیگے — ہماری جان پہ افلاک دو ہنیا ہے رات
یہ ہجر جان نرہ ہو سکے خواب تک ہیگے — کہا نکل آہ نرلی ہمنے سانس ساری رات
جو نام آپکا ملے کے شب چلاسے — بہت حضور کی کی ہمنے پردہ داری رات
سیاہی شب فرقت کی وجہ ظاہر ہے — ہمارے خیمہ میں سیہ پوش ہی ہماری رات
نیاز و ناز میں تہا معرکہ شب وصلت — ادہر تہی بیقراری ادہر جوش اشکباری رات
ترے فراق میں آکر ہے مرنے ہمدم — فغان و نالہ و فریاد و آہ و زاری رات
نہ ہوا ہیں جہان جال تیرہ بختوں کا — ہمارے واسطے ہی روشن نہیں ہماری رات
قمر کو دیکھے ہالے میں رات ہاری ماہ — ہمیں بھی گھیرے رہا شوق ہمکناری رات
کمند پہنکی تہے بام عرش پر کیا کیا — سمجھ کے بام ترا موج بیقراری رات

جگر کو تہام کے بیٹھی ناطق رہ جانے
وہ آکے دیکھیے حالت اگر ہماری رات

۳۹

وہاں رقیبوں میں تھا شغل بادہ خواری رات
لہو کے گھونٹ یہاں پیتے گذری ساری رات

وہاں رقیبوں میں ہوتی تھی گفتگو لب کی
یہاں تھی پاس کے عالم میں ہم شماری رات

وہاں ہنسی تھی رقیبوں سے ناچ گانا تھا
یہاں تھی نالہ و فریاد و آہ و زاری رات

وہاں وہ غیر کے پہلو میں محو شوخی تھے
یہاں بغل میں تھی دل کو بیقراری رات

وہاں رقیب سے سوتے لپٹ لپٹ کر وہ
یہاں لگی نہ پلک سے پلک ہماری رات

وہاں تھا کوئی شب کا نہ شکوہ دشمن سے
یہاں تھی صورت بیمار مجھکو بھاری رات

وہاں رقیب کے محفل میں بیحجاب تھے وہ
یہاں تھی انکی محبت کی پردہ داری رات

وہاں تھی دشمن پاس عدو امیدوں سے
یہاں تھی یاس [illegible] امیدواری رات

وہاں فروغ پر اختر تھا بخت دشمن کا
یہاں تھی میرے لیے تیرہ روزگاری رات

وہاں چھپی تھی دل غیر میں وہ نوک پلک
یہاں تھی سینے میں وہ برچھی سی کٹاری رات

وہاں تھا مرہم داغ عدو وصال انکا
یہاں تھی تیغ فراق اور زخم کاری رات

یہاں تھا نرگ جان کو خم ناخن غم
وہاں تھے پھیرتے غیر و دشمن آرسی رات

یہاں بپی تھی تا صبح نزع کی الجھن
وہاں وہ زلف سیہ غیر نے سنواری رات

وہاں وصال عدو سے شب برات تھی لطف
یہاں تھی دسویں محرم کی شب ہماری رات

سوئے تھے وہ آکے میرے گھر رات
تھی شام سے رونق سحر رات

کرتا تھا خلش جو ضبط پر رات
ہر نالہ تھا دل کو نیشتر رات

دن بھر نہیں اب نجانے دوں گا
رلوایا ہے مجھکو رات بھر رات

پیشانی صبح پر یہ تل ہے
یا وصل کے میرے مختصر رات

کیا حال شب وصال کہیے
کچھ تھی ہی نہ قصۂ مختصر رات

گیسو ہے قریب عارض روز
یا ہجر کی ہے دراز تر رات

وہ چہرہ نہین ہے گیسوون مین
دل بیچ مین ہے ادہر ادہر رات

رونے ہی سے کم ہو گر مے ہجر
ڈھونڈھی ہو بلا سے بھیگ کر رات

قسمت کو ملا تھا حیلۂ خواب
تھا جھوٹھ ہیچ اونکو دردسر رات

رخسار و نہین ہے فروغ خورشید
ہوتی ہی نہین ہے اونکے گھر رات

کیون تارون کی چاند پر ہی چمک
کیا بیٹھے تھے آپ بام پر رات

آنا ہے نہ آنے سے زیادہ
ہے صدمۂ انتظار زہر رات

دیکھو نہ سحر وصال مین نطق
اللہ کرے ہو رات پر رات

تو آسمان ہلا نہ تو ساتون زمین اولٹ
اے اضطراب پردۂ پردہ نشین اولٹ

بعد فنا نہ مجھکو کوئی دفن کیجیو
دل بیقرار ہے نہ کہین دے زمین اولٹ

جیسے اولٹ رہی ہے تو برگ گل اے نسیم
اوس نوبہار ناز کا برقع یہین اولٹ

مرتا ہون شوق قتل مین تلوار کھینچ او
دامن کمر مین باندھ ذرا آستین اولٹ

آئینے مین نہ دیکھ صنم چشم سحر ساز
ڈرتا ہون مین نہ جائے جادو کہین اولٹ

گلگشت باغ مین نہ یکایک اولٹ نقاب
اے گل دم نسیم کا جائے کہین اولٹ

کیا مجھکو اس سے ذوق کہ اوسکی نہین نقاب
چل او صبا نہ برگ گل یاسمین اولٹ

پیش در کھڑی ہین جو عشاق کی صفین
پردہ اولٹ سکے تو او نہین پردہ نشین اولٹ

باندھے ہین اضطراب کے مضمون کیا قلم
ڈر ہے زمین شعر بجائے کہین اولٹ

بہر

لہرا گئی نطق بلا مار زلف یار
ڈر جی کی کاٹ کی جاتی پھلن اولٹ

دم آگیا ہے تو دلاسا ہے محبت
مرے پاس آئے کہ ہوا آزار دوست
جاگ غافل کچھ تماشا دیکھ لے
یہاں کہ
دل میں جب بیٹھی تو کیا کیا ہو بسیرا
لے اور مجھے جانے نہیں تیری بزم سے
کچھ اثر ہی جب نہیں تو نادان
جبکہ عشق اوس پر قرار نہیں
خود سمجھتا ہوں مگر مجبور ہوں
ایک تو ہو تجھ سے ملاقات کہیں
ہونٹ لب میں ہے جب اونکو کلام

جو تجھ سے جب ہی تو وعدہ محبت
پھول کی پنکھڑیوں کا نشانہ محبت
اے مرے طالع تو سوتا ہے محبت
درد سر کا تمکو جھیلا ہے محبت
تو اوٹھا بھی دو یہ پردا ہے محبت
تو قینچی کو شہسا تا ہے محبت
آہ سے بے سود نالا ہے محبت
نقش و جوش دریا ہے محبت
جانتا ہوں اوس شکوہ ہے محبت
سو تو یہ ساری دنیا ہے محبت
تیرا ایدل اور ارادہ ہے محبت

نطق سے آیا نہ وہ بت گور پر
ہم نے کہتے تھے کہ مرتا ہے محبت

تقریب یکم تو فلک کی برات نج
دل سے خیال عیش دے پانوں چلا دیا
آدم کا تن ازل میں جو بیان نظر پڑا
اور اکی عیش چرخ سجا ہی تجھ کو

وقت شادی ہو سے ہو بیاہ نج
جسد سم تیوم کرکے یکایک ساتی نج
تقدیر نے اوٹھا سکا اور ناد کہا نج
پاس آتے آتے میری نہیں بجا ہی نج

واقف نہ ہول حشر و عذاب لحد سے تھے | ہم خوش تھے نزع میں کہ ہوئی انتہاے رنج

اس غم کدے میں بستے ہنسی خم کی طرح | خندہ ہے نالۂ لب جو نہیں نوائے سنج

مرتی رہی ہیں حسرتیں مٹتی ہی ہیں عیش | آئی دیار دل میں ہمیشہ وبائے رنج

ہو ہو گئے خصوص کے تھے نسی دلفریب | بن بن گئی نشاط یہیں جب آئی رنج

دیوان کا ہر ورق کف افسوس بن گیا | غزلیں نہیں جال یاس ہیں یا ماجرائے رنج

گل ہو چراغ جان کہیں نطق خوف ہے
جو بائی چل رہی ہے جہاں میں ہوائے رنج

میرے پہلو سے جدا کی تو تیر نہ کھینچ | دل جدا آئیگا دیکھ اے بت بے پیر نہ کھینچ

اثر غم سے وہ خاکہ ہی ہیگا نقاش | رنگ تو بھر نہ سکیگا مری تصویر نہ کھینچ

خونبہا بوسہ بازو مجھے دینا ہوگا | یہ اگر ہو نہ سکے تجھ سے تو شمشیر نہ کھینچ

اوسکا ہر تار ہماری رگ جان ہے ظالم | دیکھ پریشانی تو وہ گیسوی گرہ گیر نہ کھینچ

ہے علاج خفقان جلوہ دلدار صبیح | چارہ گر میرے لیے تو عرق شیر نہ کھینچ

نقش شیرین تو نزاکت سے ہی دلپر ہی رہیگا | کوہکن سنگ پر تیشے سے تو تصویر نہ کھینچ

جان ڈالی اسکو بھی منجملہ نغمات وہاں | کھینچ کو نالہ کبھی حسرت تاثیر نہ کھینچ

نازکی صدقے نزاکت کی نثار اے قاتل | بس ترا کام ہوا رہنے دے شمشیر نہ کھینچ

مستی شوق میں ہو دست فشاں رقص کناں | انتظار میں گل رنگ و مزا میر نہ کھینچ

نطق تاثیر کہاں لکھ کہیں گھٹ جائے
ضعف از حد ہے تو آہ گلوگیر نہ کھینچ

تو لیل میں ہے ہمیں لت نہ دو عدو کی طرح | عزیز ہوں مجھے سمجھو تم آبرو کی طرح

خوش آتی ہے لب و زبان سے ہمکو کسطرح — پکارتا ہے سنگ کوئی ماہرو کی طرح
تری قسم مجھے دی ہے مے ناب — بلا رہے ہیں گلا گھونٹ کر لہو کی طرح
دہرا ہے روبرو آئینہ قدکو دیکھتے ہو — اوڑائے تم نے یہ برق کنار جو کی طرح
انہیں سے آبروئے عشق ہے سل ہے تا صبح — عزیز ہیں ہمیں آنسو بھی آبرو کی طرح
جہان پڑی ہیں ہیں یادگل میں دیوانے — چمن میں ہیں تو خزان میں ہیں رنگ و بو کی طرح
خموش پھول کے منہ غنچہ رنگیا یا چار — کچھ اوس سے ہیں نہ پڑی تیری گفتگو کیطرح
وہ رند ہوں کہ بغل میں ہے جسکی دل شیشہ — رگوں میں دوڑتی پھرتی ہے مے لہو کی طرح
وہ رند ہوں ہے نشے میں جب ہو چمن — لو لو چلے نشے میں مع دوش سبو کے طرح
ذری سی بات میں ہوتا ہے بیچ کافر — ہمارا دل بھی ہے نازک شیشی قلقل کی طرح
مثال تیغ تو لگ جا گلے سے او قاتل — کبھی تو جوش میں آجا مرے لہو کی طرح

جو اپنے گوشۂ غزلت کو چھوڑ دیگا نطق
پڑا پھریگا وہ آوارہ گل کی بو کیطرح

بدلتی اب نظر آتی ہے ... ریا کی طرح — کیا ہے آنکھ میں شوخی نے گھر حیا طرح
مٹونگا پر نہ اوٹھونگا تمہارے کوچے سے — زمین پکڑی ہے بندے نے نقش پا کیطرح
الہی وسکی تم تک کہیں پہنچ جائیں — رسا ہوں ہاتھ مرے گیسوئے رسا کی طرح
کہیں گے کان میں بلبل غریب کی حق میں — رسائی اپنی جو گل تک ہے نہ صبا کیطرح
میں اونکی گھر جو گیا تو کمال غصے سے — وہ بولی خیر ہو نازل بلا کی طرح
یہ وہ زمانہ ہے مہر و وفا و شرم و حیا — ہوئے جہان سے نایاب کیمیا کی طرح
چلا ہے وہ فلک حسن جب تعلی سے — تو مہر و مہ ہوئے پامال نقش پا کی طرح

ترا اسیر ازل سی ہوا ہی سہی قامت
ہوا ہی طوق گلو حلق فاختا کی طرح

جو بد نظر ہے اوسے دیکھی اوسکی آنکھوں مین
اوڑا اوسکے خاک پڑی چشم نقش پا کی طرح

بھرا تھا غیر نے پہلے سی جانے کیا کیا
برس پڑی ہی مژہ آئی ہی وہ گھٹا کی طرح

کسی سے دل نہ لگایا جہان فانی مین
پھر آئی اور گئی باغ کی ہوا کی طرح

ہوا ہی خون تمنا دل کا یہ نقشہ
کہ سب کو صاف نظر آئی کربلا کی طرح

نہو گئے جو شش وحشت مین سر کا نہ
لپٹی جہاڑ سی اوجھو نگا مین بلا کی طرح

تری زبان مین ہین مبتلای عشق اکثر
مرض نہ پہیل پڑا شہر مین وبا کی طرح

مثال گرد دل اوٹھکر عدو کی پہلو سی
تو بیٹھہ پاس مری نقش بوریا کی طرح

نہوگی کچہ خبر ای سالک اونکا تو نکلو
بس تمہاری آہ چلی جائیگی ہوا کی طرح

وصف دہن مین جیسے لکی ہی بات بیطرح
کہنا یقینی ہی نفی کی اثبات بیطرح

بوسے کا نام لیتی ہی تیور نیا ہو گا لیان
بکنے لگے ہو یار خرافات بے طرح

دل توڑتے ہو پند و نصیحت سی شیخ جی
ڈہاتی ہو کعبہ قبلۂ حاجات بی طرح

ورد فراق سی تری ای یار اب سے دور
بر ہر گھڑی کٹی ہی کئے رات بی طرح

پڑتا نہیں ہے منہ جو کرون بوسی کا سوال
وہ شوخ بدزبان ہی یہ بات بی طرح

ہر دم ستم ہین اپنے کئے کو بہگتے ہین
جرم وفا کی پائی مکافات بی طرح

بی پردہ ہوں حضور اگر دیکھو جلوہ گر
آنکھیں کہائیں مہر کو ذرات بی طرح

ای یار نالہ کش تری فرقت مین کیون تہا
ہلتی تہی رات ارض و سموات بی طرح

بیدل کہیگا جان دا دیدنی ہی تو
چوری چھپی ہی شب کے ملاقات بی طرح

صاحب مبارک آپکو عاشق بنے نئے | ہمسے چھٹی قدیم ملاقات کی طرح
بجلی گری تبسم جانان سے دفعۃً | آئی ہی ہمکو مرگ مفاجات کی طرح

درد فراق سی ہے برا حال عشق کا | بے سے گرا پڑا ہی وہ ذرات کی طرح

مین مر رہا ہون گو جو ہے تم خوشی کی طرح | ہنسا و پھر مجھے آجاؤ پھر عیسی کی طرح
وہ بیچ دوست ہون اتنا ہی تم خوشی کیطرح | جو درد دل مین ہوا و ٹھا تو گدگدی کیطرح
جگر جو آج شب ہجر مین نہین بچتا | بلا سی کان ہی تجھی دیر دم گھڑی کیطرح
ہوا دماغ پریزاد پیار سے جو کہا | ہوا پر آگئے اوڑنے لگے پری کیطرح
ہوا ہی نغمہ نئی سی غرض شوق کباب | بستر فراق مین کرتا ہون مشقی کی طرح
ہماری آنکہ یہ مجو جمال کسکی ہے | کہلی ہوئی ہی جو ذرات آرسی کیطرح
لگا وہی بت پردہ نشین سے لازم ہے | چہپاؤن عشق کو بھی حسن خانگی کیطرح
لگائی یار نے زر سے یہ لف چہوٹی پر | کہ کہان اوتر گئی کالی کی بجلی کیطرح
چمن مین کہہ کی لب شوق چوم چوم لیا | دہان غنچہ مین پا کر تری ہنسی کیطرح
نہ عشق کیجیے ایسا کہ روگ ہو جائے | لگائی جو مین قل تو دل لگی کی طرح
گلے مین یار کے جنبا کلی کا ہر دانہ | خوشی سے پہول نہ یا پہول کر کلی کیطرح
مرے سوا جو کوئی اون لبونکا بوسہ لے | الہی وسکا بہی کالا ہو منہ مسی کی طرح
مثال ٹہیک نہین عرصۂ قیامت سی | وہان یہ فتنے کہان ہین جو ہی گلی کیطرح
ترے فراق مین جی کہولکر رون نالے | اگر گلی مین ہون سرگرم بانسری کیطرح
صدای خندۂ گل ہی جو تو بی حقہ | شگفتہ غنچہ ہو منہ ان کا کلی کیطرح

شب فراق ترا دل فگار سرد ہوا — اندھیرا ہار گیا اوسکو چاندنی کیطرح
نگاہ ناز سے دم بھر مین ہو گئی بسمل — لگے پر آئی مگر پھر گئے چھری کیطرح

فرد

دہان یار کو ہرگز نہ کہیو جوہر فرد
نہ نطق کہا یہود ہو کہا تو منطق کیطرح

مری نگاہ وہان عجز سے ہو گیا گستاخ — کبھی نہ جیسے گل رخ پر چلی صبا گستاخ
ادب ادب کے صلہ مجھکو عجب حسن سے دی — جو ہو چلا مین قدم عرض مدعا گستاخ
معاملہ ہی مرے دل کے ساتھ یون عسم کا — کہ آشنا سی ہو جس طرح آشنا گستاخ
ہزارون گالیان پڑنے لگین سکندر پر — جو دیکھے رخ کی طرف ہو کے آئینا گستاخ
نہ رعب حسن ہی جسکو نہ سطوت تمکین — یہان نہو گا کوئی میرے شوق سا گستاخ
جفا و جور پہ مجبور کہ نام سے سہمون — یہ مہر و لطف عدو پر کہ ہو گیا گستاخ
نہ بزم یار مین ثانی مرا ادب مین لی — نہ تجلے مین کوئی مجھسا دوسرا گستاخ
چلن ادب ادب ہون رنگ کی نیند کہ تب — وہ مجیا کہین کہین مین اب ہوا گستاخ
وہ مست حسن جوانی مین مست شوق شباب — وہ مجیا قیامت ہی مین بلا گستاخ
ذرا نہ روکے مستی شوق مین دل کو — یہ دیکھئے کہ یہ ہوتا ہے تا کجا گستاخ
کہلا اٹھے یون نکالا یہ لکھا مجھے بتائی ہین — شراب پیکے ہوا وس شوخ سی وا گستاخ
شب وصال مین ایدل سمجھ کا کیا ایسی تشدید — مری تو لوٹ لین سین لنگی مجیا گستاخ
ادب سے فایدہ ایدل کہین گی تب بھی یہی — وہ اب بھی کہتی ہین بیٹھے شرم مجیا گستاخ

مین بن چمن مین ہون جا لکر مثل نکہت خلق
کلی کلی ہی دریدہ دہن صبا گستاخ

ایدل وہ بت کہ جسکو ہی جور و جفا پسند
صدقے تری پسند کی کسکو کیا پسند

دل غیر کا پسند او نہین میرا ہی نا پسند
زنگار ہے پسند نہین آئنا پسند

آباد گھر کو چھوڑ کے صحرا کیا پسند
دیوانے دل کی ہاہی ذرا دیکھنا پسند

بیعانہ جسکا ملک حلب کا خراج ہے
وہ دل کا آئنہ مگر اونکو ہی نا پسند

اسکا تو لطف تب ہی کہ تو بھی بغل مین ہو
یون خاک کی آئے چاندنی ای مہ لقا پسند

عشق پری سے زار ہون ای حور خیر ہے
کرتی ہے اوس چڑیل کو میر بلا پسند

گاہک جسنے قبول کرے مال ہے وہی
دل ہی وہی کہ جسکو کرے دلربا پسند

جب سے سنا کریم خریدار ہے وہان
جنس گنہ ثواب ہے آپکی سوا پسند

تاری کو کیون کلام ہی خاکی کی حسن مین
اللہ کو ہوا ہے یہ نام خدا پسند

فرقت کی شب ہے دور ہوا ای چاند دور ہو
تیرے تو منہ سے ہے مجھے اولٹا تو پسند

بھاتی ہی کوی یار کے ہان ہان وجہ گر لعین
چیل او چمن نہین ہی شنڈی ہوا پسند

ہر شعر سے رسا ہی بعلی کی نطق کیون
کیا اس غزل کو گالی کو اوسنے کیا پسند

سنا جو عیش مین ای تکو دم فغان فریاد
تو نغمہ ہو گئی اگر سر زبان فریاد

جگر فشان ہی آنکھین ہین دل فشان فریاد
بس ایسے گریہ و فریاد سے فغان فریاد

فسون ناز نے منہ بیشتر ہی تھیل دیا
ہزار خلق کرے وہ مگر کہان فریاد

اذان کیسے مین ناقوس سنگدلی مین بتا
سنی گئی کہ میری یہان ہان فریاد

سنی نہین جو اونہون نے تو کیون گئی سر تم
نہ رایگان مجھے مرنا ہے نہ رایگان فریاد

دکھا چکے اثر اوس تک پہنچ چکی ای دل
مری ہوئی سے یہ نالی یہ ناتوان فریاد

حسینون کا

ہر رنگ دانہ اسپند ہول جائیں گے
خیال ہی تری نازک دماغیوں کا ہمیں
اگر ہے نامہ نازک دماغ حضرت کا
یہ ہے سبب نہیں سن سکی انیس دل اوسکو
بھرے ہیں پھول سی بکھرے جگر کے پرکالے
ترے ستم تو نہیں کچھ پرا ستم ٹھہرا
سکت جو سانس بھی لینے کی ہو چلی نکلے
وہ دل ہیں یہ مردہ سی دم غنیمت ہیں
ہری اوہ بلا جس ہی نفس نالہ
وہاں ہو نالہ بھی تاثیر عشق سے [illegible]
نکل رہی ہے دہن سے جو سانس بن بن کر

کرے گی گرمی فریاد سے زبان فریاد
وگرنہ کیا نہیں منہ یا نہیں فغان فریاد
تو ضعف سے ہی ہماری بھی ناتوان فریاد
نکل سکتے ہے نہ سینے سے تو امان فریاد
نکل سکے منہ سے نہ شاخ گل فشان فریاد
نکل گئی ہی منہ سے جو ناگہان فریاد
عصای ہم کے سہارے سے ناتوان فریاد
وہ زور شور سے نالے کہاں ان فریاد
ترے ستم وہ غضب جس سے خونچکان فریاد
اثر سے غم کے نہ نغمہ ہی بن فریاد
یہ پردہ دار محبت کی ہی نہان فریاد

یہاں تو چاہئے نطق جو بین [illegible]
وہ لاکہ کان لگائیں مگر کہاں فریاد

ٹوٹے ہیں تری جوشن جوانی سی اگر بند
الفت کے سبب لوگ ہیں طرفین بدظن
ای برق تجلی ترے جلوے سے عجب کیا
طفلی کے سبب ہیں وہ ابھی قید حیا میں
بیتابی دل ہے کہ بلا ہے یہ سبب
ہو ناشب غم اپنے مقدر میں کہاں [illegible]

جوش تپش دل سے ہی ٹوٹ گئے ہیں [illegible] بند
وہ قید میں پردے کے ہیں ہم ہیں نظر بند
ہو روزن دیوار سے بھی آنکھ اگر بند
آنکھوں میں بھی ہے نگہ شوخ نظر بند
لیکن قفس اوڑ جائے نہ ہو جائے پر بند
ہاں بخشش ہی کسی وقت یہ آنکھیں نہ ہوں گر بند

میں سینۂ صد چاک کہاں اگر اپنا
سینے کو ابھی شرم سے کر لے گل تر بند

تا پیچ کشش دل کے حسینان جہاں میں
پریاں مری افسون محبت کی ہیں پر بند

ایذا سے سوا کم ہو جو آزار محبت
شورش تری ہو جائے جو ناسور جگر بند

ہاں گرنے نہ پائے کوئی ٹکڑا کہیں دل کا
اے آہ مژگان یہ ہماری ہیں جگر بند

ایسا ہے تصور کہ لیے دیکھیں نہ آنکھیں
رہتا ہے ہمیں خانۂ آباد کا در بند

ہو کاش نقاب رخ نکی مری آنکھ کا پردہ
اور اوسکی ہوں اے نرطق مر تا بہ نظر بند

دل آ کے جو اوڑا تا تو گریہ اشک کو کیا بند
کوزے میں نہ دریا ہو نہ مٹھی میں ہوا بند

بلبل ہے شاخ ہم ہیں نہ بکھری اوڑا سے
ہو جاتی ہے دل میں اگر ایک ہے پا بند

تب ہجر کی سوزش سے مر جا سوز جگر سے
مرہم تو ہو منہدی تری پا کی ہو اپا بند

خود ہو گئی لیلیٰ ہے دل بیتاب پتش کی
لعد ذرا رحم کہ دم ہونے لگا بند

گلزار میں آمد ہے بہت پردہ نشین کی
نکہت سی کہو جا کے کرے راہ صبا بند

جی میں ہے ذرا پھیرئے میدان سخن میں
مدت سے ہمارا فرس طبع ہے جا بند

خیال نقاب اوسکی ہو رنگین گل تر سے
تار رگ گل کا کوئی بند کیا لگا بند

قلقل سے بہت ہجر میں سر میرا ابھر آیا
ہو جائے خناق اسکو ہو شیشے کا گلا بند

رنگ رخ رنگین تا مہوئیں تو لائی نہیں گیا
شوخی میں بجا اے شوخ ہے منہدی تری پا بند

بے تاب دل سے نہیں پڑتی نگا شب بھر
ہر بند سے ہو جائیگا تا صبح جدا بند

اوس زلف سیہ فام کا دل میں ہے تصور
شیشے میں پریزاد بھی ہے بلا بند

نکہت کو اوڑا کھول کے تو زلف چمن میں
اور اسکو لے کر دون میں دم با صبا بند

۴۹

تخصیص نہ اسمین کوئی خار کہ گل ہو
لگ جلنے مین انکی نطق ترہ مثل صبا بند

کہین تری اسکے کو نہیں مثل صبا بند
دیوار کو ڈہا ندہ نکا جو دروازہ ملا بند

مجنون کی خود آرا کو یہ زیور ہو مبارک
دیوانی تمہاری ہو نہیں زنجیر کے پابند

بالفرض اگر رکہی ہی تسمہ پکڑ کر
گائی ترے ہمراہ [illegible] نکلا بند

نان جاگی سونیکا جو تہا محل مین تہا لطف
اب ہجر کی شب [illegible] کو سلا بند

مہتاب کا تہا سے ترا روپ بنا کر
[illegible] شب [illegible] مین [illegible] جو کیا بند

کیا کیا نہ [illegible] سو سے آسے
سو مین قبا کا جو [illegible] کھلا بند

ادس شرم کی تیلی کا تجہے سینہ دکہایا
گر ہی کا ہون ممنون [illegible] کا کہلا بند

وہ زلف عجب خانہ زنجیر ہے جس مین
ایک ایک گرہ مین ہے دل ایک ایک جدا بند

کس بات کی بندش ہے شب [illegible]
ایکی سا ہو دروازہ کیا پانہ کیا بند

مین بندہ [illegible] سکا ہون [illegible] دل کو
خوش [illegible] کا مقید نہ [illegible] کا پابند

ہے [illegible] مین [illegible] کی ہوا ہے
ہوتی ہے حیا [illegible] ہوا بند

ابرو پہ اوسکو [illegible] تلوار پہ گہمنڈ
جو جو جری ہین [illegible] پر گہمنڈ

ناز و ادا کی پشت قوی ہون ہی حسن سے
جس طرح ہو سپاہ کو سردار پر گہمنڈ

تجہ [illegible] وہ [illegible] کے واسطے
اب تک تہا اپنے زعم مین جس یار پر گہمنڈ

کہتی ہین ناز و حسین ناز و حسن پر
کرتے ہین ناز و حسن [illegible] یار پر گہمنڈ

کرتے [illegible] جو یار کے دل مین تو بات تہی
ناحق ہے تجہکو خوبی اشعار پر گہمنڈ

میرے تو اضطراب کی پوری تمیز ہیں
گیسوئے سرمدی یا کہ سرمہ حسن کا
معشوق کی ہی ذات ہمہ ناز و بی نیاز

تمکو ہی کیا بلندی دیوار پر گھمنڈ
زیبا ہے گل کو سنبل گلزار پر گھمنڈ
اے دل نہ کیجو کرم یار پر گھمنڈ

اے نطق اونکی بات کی کیا بات ہے مگر
شاعر ہیں ہم ہمیں بھی ہے گفتار پر گھمنڈ

کیونکہ مری زبان نہ نکلے سخن لذیذ
سنگ فلک نے تیغ چبا کر کیا ہے قتل
شاعر ہوں فکر نہ مجھ سی تعلی سے کیجیو
دو بوسے مہر کے ہیں گلزار حسن میں
بوسے لب شیریں سے نہ تم عطا کرو
لذت یہ پائی نفس کشی کے جو اختیار
ہو صبح پھر شراب پئیں پھر مزا اوڑائیں
میوے کی طرح کھاتے ہیں پروانگان عشق

چوسے ہیں ہم نے تو ان لب شیریں ہیں لذیذ
لقمہ دہان گور کو ہے میرا تن لذیذ
ہوگا تمہاری بات سے میرا سخن لذیذ
خرمائے لب لذیذ ہے سیب ذقن لذیذ
کھاتے ہیں میوے باغ کے مرغ چمن لذیذ
کھاؤں جو تلخ ہے تو مرا ہو دہن لذیذ
پھر دے کباب ساقی پیمان شکن لذیذ
تھے ہیں تیری ماتمے اے سنگ زن لذیذ

دھوئی ہوئی زبان ہے کوثر کے آب سے
والہ نطق کا ہے نہایت سخن لذیذ

الفت جو ہو کسی سے اثر اوسکا نہو کیونکر
مرکر بھی ہوتی نخل اوسی بت کی لگائی ہیں
جب تک جوانی ہیں گل تر کا نکالے
دیوانہ کرے کیوں نہ ترا حسن جوانی

ہم ہو رہیں جیسے وہ ہمارا نہو کیونکر
اے [illegible] ہی نہو کیونکر
پھر خاک کا پتلا ہی تماشا نہو کیونکر
جب فصل بہار آئی تو سودا نہو کیونکر

وصفِ دہنِ یار میں منظور ہے دقت
ہر ایک مرا شعر معما نہو کیونکر

اوس رخ کو اگر حسن میں ٹھہرائیے یوسف
تو زلفِ شبِ خواب زلیخا نہو کیونکر

کیا ترکِ محبت سے ستمگر ہے شکایت
ای یار جفت ہو تو ایسا نہو کیونکر

ہیں عاشق و معشوق تو یکجان و دو قالب
بدنام مجھے کر کے وہ رسوا نہو کیونکر

منہ دیکھ کے کیونکر نہ پڑھے آپ کا کلمہ
طوطی کی طرح آئینہ گویا نہو کیونکر

انسان ہوں فرشتہ نہیں کیونکر ہوں ناملوث
جی کہتا ہوں خواہش مجھے اصلا نہو کیونکر

بجلی سی وہ وہ بت پردہ نشیں ہے
پھر کوئی مشتاق تماشا نہو کیونکر

جب باغ کو تو جائے تو غنچہ ہو کھل کر
تیرے لیے آغوش تمنا نہو کیونکر

قابو میں ترے آئے ہو چلتے ہو فقرہ
نیچے نظر آتے نہیں وعدا نہو کیونکر

اب تو لبِ شیریں کا مزہ چکھ کے چلے جاتا
بوسے کی ہوس اور زیادا نہو کیونکر

مر جاؤں میں جس پردہ سے وہ دفن نہ آسکے
ای نطقِ لبِ گور سے شکوا نہو کیونکر

دل میں ہی جو ارمان ہزاروں درد ہو کر
اب سے دم و فغان نکلے دم مانی سر ہو کر

دیوانہ آسمان ہی مجھکو جو چھیڑتا ہے
دو نالوں میں اوڑتے لگا لبس گرد پھر ہوا

میں کیا مر فرشتے واقف نہ عشق سے ہی
خود دل میں آسمان یا بید درد ہو کر

ای خزان چمن میں مٹی میں مل گئی گل
رنگ بہار اوڑتا پھرتا ہے گرد ہو کر

میں مر گیا تو وحشت رو رو کے کہہ رہی ہے
کیسا تھکا پڑا ہے صحرا نورد ہو کر

اگر تری گلی میں کیا خاک سبزہ پائی
شکل غبار او ہی میں بیٹھے ہیں گرد ہو کر

تسکین دی لگو دیکھے مانند رہ نقل میں
پہلو سے اوٹھ نہ ظالم تو دل کا درد ہو کر

دنیا وہ بسوا ہی زاہد کو بہا لے گی | ممکن نہین ہی بچنا عورت سے مرد ہو کر
چل ڈھونڈھ ساتھ میرے اوس غیرت قمر کو | اسے چرخ کیا ملیگا بیہودہ گرد ہو کر
کیا جان پڑ گئی ہے قاتل جو لوٹ آیا | بسمل تپش مین پہرین سرگرم ہو کر
اوس انجمن مین میرا انجیا رہے برابر | دل کا سا بیٹھنا تھا اوٹھنا تھا درد ہو کر
سیکھی بلا شرارت فتنے بنے قیامت | اوس چشم سرمہ گین کے دنبالہ گرد ہو کر

ای نطق ہر طرح پر دنیا کو جہیل ڈالا
کیا نرم و سخت ہو کر کیا گرم و سرد ہو کر

ای جان نکلی فرقت مین درد ہو کر | آیا جو دم لبون پر تو آہ سرد ہو کر
اوڑ جائی ہو سب تیرے جلو لیے گرد ہو کر | خورشید ڈوب جائی چہرے سی زرد ہو کر
رنگ وفا و الفت محبوبون پر چھایا | آنکھون نے سرخ ہو کر چہرے نے زرد ہو کر
مردان حق کو جو کچھ ہوتی ہوای دنیا | اکسیر اوڑتی پہرتی گلیون مین گرد ہو کر
جاڑون مین دہوپ کہاتی وہ نازنین جو بیٹھے | تو دہوپ چاندنی سی ہو جائی سرد ہو کر
دلکو جلا رہا ہی کیا نور صبح وصلت | کرتا ہی مجھکو گرمی کا فور سرد ہو کر
ای شیخ چھوڑ خلوت رندونکی بزم مین آ | کیون عورتونکی عادت سیکھی ہی مرد ہو کر
زہرہ وشون کی رتبہ سیارونکا ہی پایا | ای ماہ حسن تیرے دنبالہ گرد ہو کر
دیکھی کوئی تماشا کیا کس نے مجھے رولایا | تحریک نبض لی ہے اوس رخ کی زرد ہو کر
کیا کچھ کیا دکہایا چاہت نے کیا کہایا | آنکھون مین اشک ہو کر سینہ مین درد ہو کر
تو عاشق خدا ہی مین عاشق صنم ہون | ای شیخ یہ ملامت یون لی درد ہو کر
ایدل نہین ہے بازی لڑکونکی عشق بازی | خود اس جگہ ہی مین مارا جائیگا فرد ہو کر

تیرا سخن نہ سمجھے جو لوگ داد دیتے
کیا شاعری میں پایا ای نطق فرد ہو کر

نخیر و نکو دہو کہا دیکھو ذرا وقت ٹال کر
دامن نہ کھینچے تا کوئی دامن سنبھال کر
جو بلبو سے ٹل گئے وہ بات ٹال کر
ایدل شوخ چشموں کی تو دیکھہ بھال کر
ساری بہار بادہ کشی تھی بہار تک
مایوس سے آنے سے ہم ہو گئی ہے سو ہے
نازک بہت ہی موج کلائی میں نجاتی
ایسا نہو کہ آپ ہلن اپنے غیر لغت
پایا جو جو نگاہی تو بسم اللہ دیر کیا
دیدار کی نصیب ہوا پالکی بوس بھی
اللہ نے کیا ہے تجھے بادشاہ حسن
خوش چشم ہو تو اپنے لیے ہو سیاہ کیا
دل پھیر دے ہو تو نے خدا کی طرف مرا
اوس صاف صاف ساق کی خوبی نہ پاسکی
جالی ہی تیرے فراق میں ایکا وہ کھینچ کر
خورشید کانپ جاتی ذرا آ جلال میں
تھک تھک گئی ہاتھ ہی ہاتھوں چلیں تری پاتہ سے

آیا کریں تو آتے یہاں دیکھہ بھال کر
چھینٹیں ذرا لہو کی بچا کر چلا کر
مجھہ سے کہو تو رکھہ دوں کلیجہ نکال کر
لے جائیں سے نگاہیں کلیجہ نکال کر
ساقی سبو و جام اوٹھا کے کھنگال کر
اپنے گلے میں دست تمنا کو ڈال کر
گلشن سے کا پھول اٹھ ناواں اچھال کر
آئینہ دیکھنے لگا ذرا دیکھہ بھال کر
وہ تیغ یہ لگا ہے ستمگر اچھال کر
پانوں تلے ملیں ... آنکھیں نکال کر
تو آج لی چھری جسے چاہے حلال کر
بندی کو گھورنے لگا ذرا دیکھہ بھال کر
اے عشق مجھہ فقیر کو صاحب کمال کر
لا کہہ آئے شمع آپکو سانچے میں ڈھال کر
ٹھنڈا ہوا بخار میں دل کا نکال کر
مریخ سر جھکا ہی ذرا آنکھہ لال کر
تلواریں ہاتھ لیے ہیں زبانیں نکال کر

ای نطق آئینے سے تماشا ہے مدعا
تجھکو جو دل دیا ہے تو محو جمال کر

پتھر پڑین آہ تری اوسکے لئے اثر پر
دن بھر تو پھری خاک اوڑاتی ہوئی سر پر
جب پوچھی گھڑی یالیونسے کہتے ہین کمبخت
بہ جائیگا شکل کف دریا جو دوپہر ہوگے
کہتا ہون تڑپنا تو سنبھل کر شب غم مین
کرتب ہین حسینونکے زمانے سے نرالے
بیتاب مجھے دیکھ کے اونکو بھی قلق ہے
گھونٹین گی شب وصل موذن کے گلو کو
گل کردو نقاب آج سر شام اولٹ کر
دو ہاتھ سے سو ٹوٹ گئے سینہ زنی سے
کس بات مین کم تجھکو بنایا ہے پری سے

بجلی کی طرح کوندتی ہے چھری سپر پر
جب رات ہوئی بیٹھ کے کاٹی ترے در پر
لیلای شب غم سکے ہی اب لٹ کمر پر
رو وان ٹھہریگا مرے دیدۂ تر پر
ایدل کہین کچھ صدمہ نہ آجای جگر پر
دل مین اوتراتے ہین یہ چڑھتی ہے نظر پر
دل تیر سے یہان ہاتھ وہان ہاتھ جگر پر
پھیرین گی چھریان شام سے مرغان سحر پر
ہان شمع کا یہ قصہ نہ رہ جای سحر پر
کیا وقت قلق رکھیے دل اور جگر پر
گیسو تجھے بخشے ہین دئیے اوسکو اگر پر

گیسو کے درازی ہی مین نطق یہ ڈر ہے
پڑ جای کوئی پیچ نہ تار نسے کمر پر

کیا تیرے جی مین آئی تھی تلوار دیکھکر
ہنستے ہین گل چمن مین ترے گال دیکھکر
کشش سے لطف اسیر ہے گیسوئے یار کے
بوسونسے شادکام ہون اغیار بدنصیب

حاضر ہون فرق بچا ادھر ای یار دیکھکر
نکہت اوڑا رہی ہے مجھے زار دیکھکر
اتنا ڈرو ہے تجھکو گرفتار دیکھکر
چاٹین ہم اپنے ہونٹھ لب یار دیکھکر

مجھ میں نہیں طعنہ زن کم تو بھی
یہ کم نگاہ سیاں تری ای یار دیکھکر

وہ طاقت و توان خرد دین و دل
ایک ایک کو کے لے گئے ہر بار دیکھکر

ساقی پیالہ مجھ سے بلاکش کو ہوش ہے
تقسیم کر تو ظرف قدح خوار دیکھکر

ای بت علاج اب بھی مرے درد کا کر
ورنہ کچھ اور ارادہ ہے دیوار دیکھکر

کیا نام ہوگا قتل سے مجھ ناتوان کے
مارو کسی غنیم کو تلوار دیکھکر

بیدم پڑے ہوئے ہیں تماشا ترے شہید
جی اوٹھو اوسنے تا نہیں تلوار دیکھکر

ای ذوق دردمند کہ ہمیں کیا ہی پاس
بیباک بدزبان و ستمگار دیکھکر

اب بارہ جان نثار نکالیں آپ امتحان
میری طرف نہ دیکھیے تلوار دیکھکر

بچنا وسکے کہیں جو فقط حسن پر پڑے
دل دیجیو تو خلق وفادار دیکھکر

چمکے نہ برق آہ شرربار دیکھکر
جان جای میری گرمی بازار دیکھکر

ٹوٹا دل اپنا لذت آزار دیکھکر
پھیلائے پانوں وادی پرخار دیکھکر

وہ دردمند ہیں کہ نہیں بیٹھے ستم کرنے
ہم چھیڑتے ہیں تجھکو آزار دیکھکر

بندہ تمہاری نذر کو لایا ہے جان و دل
دونوں کو لو لطف سے دو بار دیکھکر

صیاد کا یہ حکم ہے دلکو کرون نہ شاد
چاک قفس سے جانب گلزار دیکھکر

یا اوسکے گھر میں رہتی تھی یا اب گلی میں ہم
روتے ہیں جو رسی در و دیوار دیکھکر

تیرے نہیں ہے ساتھ نہیں ہم بھی ہوگی
لازم تھا تجھکو وصل کا انکار دیکھکر

عرض جمال حسن جو کردی تری کہیں
دل دینگے ہم کسی کو طرحدار دیکھکر

ہاں میرے پاس کیا ہے مرا پاس کیا اونہیں
اب اوسسے ملیں گے وہ زردار دیکھکر

وہ اوسلئے پانون آسکے لب بام پہر گئے
ہمکو پڑا ہوا پس دیوار دیکھکر

مطرب سنائی جا یونہین جب تلک نہ آنکھ لگی
ساقی پلائی جا یونہین ہشیار دیکھکر

یوسف سی بڑھ کے اپنا تہا ئی ہین مشتری
لیتے ہین دو ن کی وہ خریدار دیکھکر

باتین تیری ہی کی جو موزون ہوئین ہین نطق
محبوب وہ ہوئے مرے اشعار دیکھکر

سرو شمشاد ہین تری آگے لب جو ہوکر
گل سپید آئین نظر شرم سے شبو ہوکر

موت آئی مری معشوق پہ بیرو ہوکر
تیغ یا رب ہو روان حلق پہ ابرو ہوکر

گلکو در پردہ غم عشق دکہانے کیلیے
شبنم آئی ہمہ تن باغ مین آنسو ہوکر

پڑ گئین نیگنین شدت بیتابی سے
رہ گئی رات قبا جسم پہ الو ہوکر

آمد و رفت ہی یون نبض جان مین اپنے
آئی زلفت کی روش اوڑ گئے ہم بو ہوکر

مین جو روتا ہون سر بزم تو وہ کہتی ہین
شرم بہی بہ گئی کیا آنکہ سے آنسو ہوکر

حسن جاتا جو رہا ظلم وہ باقی نہ رہا
خال رخ رہ گئے بے ڈنک کے بچہو ہوکر

طوطی آسا ہو جو گویا تو صفائے عارض
منہ پہ آئینہ کرے عرض دو زانو ہوکر

دیکہ پائے تری رفتار جو اے فتنہ حشر
شور محشر کا پڑے پانون مین گہنگرو ہوکر

یاس امید تہہ دیدار کے جانے سے ہوئی
اب نکلتی ہے نظر آنکہ سے آنسو ہوکر

اے فلک ہمکو کسی نے نہ اوٹہایا حیف
چشم عالم سے گرے تہے مگر آنسو ہوکر

مانع دید ہماری ہی سیہ بختی ہے
سامنا رخ کا ہی روکی ہوئی گیسو ہوکر

اپنی روداد کا جب قصہ ہم پڑہتے ہین
درد دل ساتہ دیا کرتا ہی بازو ہوکر

چند قطرے مری قسمت کی جو ساقی تہی ترا
گر پڑی دیدہ ساغر سے وہ آنسو ہوکر

٥٧

مل گئے وہ سر بازار تو یوں ٹال دیا
حال دل کہیو کہیں راہ سے یکسو ہو کر

درد من بن کے رہے دل میں خیال دلبر
اور آنکھوں میں جو آجائے تو آنسو ہو کر

غیرت عطر پسینا ہے ترا اصل سے گلے
پیرہن جامۂ گل ہو گیا خوشبو ہو کر

میرا صحرا وہ جنوں خیز ہے اچھے ہیں جہاں
نقش پا بہاگتے ہیں لوٹ کے آہو ہو کر

ہے یہی تیری ترقی اگر اے جوش قلق
مار ڈالیگا مجھے میری قضا تو ہو کر

حسن جاناں کا مہ و مہر سے پلہ ہے گراں
تول لیں دیدۂ انصاف ترازو ہو کر

غنچہ دیکھے گا جو تیرے دہن تنگ کو
خون دل پیئے گا رہ جائیگا چلو ہو کر

اے جنوں مژدہ تجھے اور مبارک مجھکو
ہو گیا دشت ہے بد تر مرا گھر ہو ہو کر

کس قدر تیرہ شب ہجر ہے اے بخت سیاہ
اڑ گیا نور ستاروں کا بھی جگنو ہو کر

نطق ان خاک کے پتلوں کو ذرا دیکھو تو
کیا بلا ہے دل و جان ہو گئی خوشرو ہو کر

چاہت کا مرے وہم نہ کر اور کسی پر
مر جاؤں نہیں مرتا ہوں اگر اور کسی پر

اللہ رے اے بت ترے دیدے کی صفائی
آنکھیں ہیں کہ جانب ہیں نظر اور کسی پر

حاصل مجھے کیا تذکرۂ قتل عدو سے
باندھے ہو جو باندھے ہو کمر اور کسی پر

در پے نہ ترے لوگ ہوں تجھ کو لگا دے
تہمت تو مری قتل کی دہر اور کسی پر

ربط اور تمہارا غیر سے ہاں کیا ہے خبر ہو
آجائے مرا دل جو ادھر اور کسی پر

جب مد نظر آنکھ لڑانا نہیں مجھکو
وا ہیں تو رہیں روزن در اور کسی پر

کہتے ہیں وہ کیا ڈوں جو کبھی حال پریشان
عاشق تو مقرر ہے مگر اور کسی پر

تاڑ لیگا ہمیں کیا کوئی محفل میں کسی کے
آنکھ اور کسی پر ہے نظر اور کسی پر

تو مجھکو ڈبو یا مری ناموس کو لیکن
کہتے ہین وہ مجھ سے مجھے بدنام نہ کر تو
تیری ہی نظارے کو یہ آنکھین ہین سیہ
معشوق ہین پر رشک سے خالی نہین
جاتی ہو مرے دلکو کئے غم کے حوالے
کیا جی کو وہ بھایا ہے کہ جب بھی تو نہ بہولے
ہوں خود ہی سیہ بخت پریشان
مجھ ہجر زدے پر کہین رونا نہ پڑے ہون
تنہا رشک کا تا زیست مرے جان بکھیرا

چھینٹ آئی نہ اے دیدہ تر اور کسی پر
ایسا ہی جو مرتا ہے تو مر اور کسی پر
ڈالی ہو اگر بیٹھے نظر اور کسے پر
مر جائین وہین جا کے اگر اور کسی پر
کیون چھوڑ چلے اپنا یہ گھر اور کسی پر
بالفرض دل آجائے اگر اور کسی پر
اے زلف صنم جا کے بکھر اور کسی پر
جا پھول شفق وقت سحر اور کسی پر
ہم مر چکے اب مار کے مر اور کسی پر

تم شوق کا سر غم مین زانو سے اوٹھاو
دیکھو کہین ٹیکے نہ سر اور کسے پر

لکھ رہا ہون تماشائے عارض یار
مر کے بھی ہے ہوائے جلوہ یار
خون سے ہین تیلیان گلنار
کیا ہوئی تیری غیرت ای بیدار
دست قاتل کو نازنے روکا
حیرت جلوہ کو شک آرا سے
دیکھئے شوق دل بہت ہے ضعیف
غم کے ہاتھون سے دل مکدر ہے

میر اٹھا ہے موج باد بہار
ذرہ ذرہ ہے میرا آئینہ دار
اضطراب اپنا ہے قفس کو بہار
جان بلب ہو رہا ہون مین بیمار
دیکھکر مجھکو جان سے بیزار
آئینہ بند ہین در و دیوار
گرم جوشی سے چڑہ نہ آئی بخار
ہر نفس ہے اب ایک موج غبار

بوسہ کسکا نہیں ہین ہیچ از جو
واہ ری تیری خوبی تکرار

کہوندی شرم جور سے ظالم
یہ جو ہے ایک لذت آزار

غیر بہی میرے حال کو پہونچا
صدقی ای شان بے نیازی یار

اسکے نقش قدم نہ کہوں سکا
برق تہی تیری شوخی رفتار

تہی فرقت مین سخت جانی سے
ہمکو مرنا بہی ہوگیا دشوار

جلوہ گر ہو کہ جل کے رہ جائے
باندہتی ہی جو یہ نگہ طومار

ایسے گالونکو مین کہون کیسا
جنکی حسن صفا ہی آئنہ دار

اوسکا گلچین داغ حسرت ہون
وہ جو ہی رنگ بوسے باغ و بہار

لکہ چلا ایک قطعہ بند غزل
اپنا خامہ کہ ہے بدیع نگار

ہان مجہے دیکہو یا اوٹہالی بلا
چشم بد دور ہون تصور زار

شور سودای زلف تا بسر
دیدہ تا دل تجلی رخ یار

وہی لذت ہے ہجر مین گویا
نہین گذری شب وصال نگار

وہی بیٹہا ہی میرے پہلو مین
صورت نقش مدعا دلدار

وہی کہتا ہون اوسکی جلوے کے
ہی تجلی طور کو تکرار

وہی پہرتا ہے میرے گہر بہر مین
جیسے صحن چمن مین باد بہار

جلوہ باقی ہی ہنوز او ور ہی سے
اس طرف سے ہے بارش انظار

وہ اوسی طرح محو آرایش
چشم حیران ہنوز آئنہ دار

ہے وہی شانہ و خم گیسو
کشمکش مین ہنوز دل زار

٦١

کوندتی ہے نظر میں بجلی سے
وہی شوخی موج رنگ عذار

ہے لگاوٹ وہی گریز کے ساتھ
کچھ تو انکار اور کچھ اقرار

ناتوانی سے کم نگاہی کا
ہے وہی عذر نرگس بیمار

ہے ستم میں ادا کا حیلہ وہی
بی نیازی میں ناز کا اظہار

کر رہا ہے وہی بہانۂ خواب
میرے مطلب کو جان کر عیار

کہہ رہا ہے وہی نزاکت سے
میرے آغوش کو عذاب فشار

وہی پڑھتا ہے گرم جوشی میں
وقنا ربنا عذاب النار

وہی اصرار وصل پر ہے
ہے او دیکھ وہی ہنوز انکار

وہی غش وفریب وہ شوخ
چڑھ گیا میرے دم پر آخر کار

بوسہ و دل کی پھر ہے داد و ستد
گرم ہے ذوق شوق کا بازار

وہی بوسے دوبارہ لینے کو
عمداً کر رہا ہوں سہو شمار

لب ہے بدن بدلنے چلا
وہی او ٹھتا ہی لطف بوس و کنار

کیا تخیل ہیں آنکھ کھول کی دیکھ
نطق اب تو کہاں کہاں دلدار

آستینیں جو چڑھی تھیں گئی گھسیانوں پر
تو گریبان تھی دیوانوں کی دامانوں پر

وہ تڑاقہ تری آواز میں تھا نالوں میں
بجلیاں ٹوٹ پڑیں آت سہت ...

ہاں ذرا سوچ کی دعوائی عنایت کرنا
تنگ آجاوگے ارمان ہیں ارمانوں پر

سنکی وہ ذکر میری طنز سے فرماتے ہیں
حسن ظاہر ہے اسی ...

دیکھ کیا کیا تری جلوی سے ہیں عاشق بیتاب
ذرہ سان ٹوٹ پڑے ...

گو ہر گوش نزاکت سے مگر بھاری ہیں
ہاتھ رکھتے ہیں وہ ہر بات میں اپنے کانوں پر

قتل اغیار سے دکھ گئے اونکے بازو
بار اونکے ہوئے گران جانوں پر

بزم عشرت میں ترے نزدیک صف ماتم ہے
شمع روتی ہے کہ یہی سوختہ پروانوں پر

وہ بچے مسلخ قصاب سے کیونکر نسبت
اوس گلی میں تو چھری چلتی ہے انسانوں پر

سر سے پا تک ہیں ملے خاک میں ان ہاتھوں فریفتہ
ای پری خوب کہی چھا گئی دیوانوں پر

واہ کیا حسن صفا کا ہے کہ مانند نظر
پائے نظارہ پھسلتا ہے تری رانوں پر

آج اوس آنکھ کے گردش سے ہی محفل بدمست
قہقہے قلقل مینا کے ہیں پیمانوں پر

بہار کھائی کو جیسے ہیں جب آتا ہوں دیر
بس جو تو چھوڑ دوں کتے ترے دربانوں پر

آنکھیں رکھتے ہیں پیرا نہ ہونگی طرح جھپٹیں
رحم آتا ہے مجھے آپ کے حیرانوں پر

گوش زد ہوگا جہاں شور ترے نالوں کا
ہاتھ رکھ لیں گے سرافیل بھی ہیں کانوں پر

سیب جنت کی ہوں نہادم مبارک تمکو
دانت اپنا ہے حسینوں کے زنخدانوں پر

کوچۂ یار میں جا کر اپنی ملا خاک میں چل
خاک بھی ڈال اب اپنی مطلق بیابانوں پر

یہ جوش گل ہے یا کہ ہے سرخی عذار پر
جوبن ہے یار پر کہ چمن ہے بہار پر

ہے ہر حسین لوٹ دل بیقرار پر
سر ترک کا ہے دانت تمہاری شکار پر

آیا مجھے شراب پلانے کے واسطے
رحمت خدائے پاک کے ابر بہار پر

شبنم پہنچ گئی ہے رخ آفتاب تک
قطرے نہیں عرق کے یہ رخسار یار پر

لے جائے اوس گلی میں ٹھکانے لگا دیا
احسان ہے صبا کا ہمارے غبار پر

جلدی خبر لے جلوۂ دیدار الغیاث
نزع ہے یاس کا دل امیدوار پر

وہ میرے بعد ہونگے مکدر جو مجھ سے
میری طرح نہ کرے گا کوئی اوسے عزیز
میخانے کی طرف جو کچھ آئے زمین پر کے
گردش جو اوسکی آنکھ کے یاد آئی لیس گیا

تہمت دیرین گی پھری ہی مشت غبار پر
رو دیگی بیکسی مرے لوح مزار پر
کوشہ لگائے برق نے ابر بہار پر
ساغر کی طرح گردش لیل و نہار پر

ای ذوق محبت بالہ بی اوس کی ہم ہمین
آوازہی لاکھ بار کسین گے ہزار پر

منہ سے آفتاب ہے دندان یار پر
صدقے کرو نہین سر کو قد نگار پر
بولا وہ ترک یکہ کے مجھ ناتوان کو
آنکھین کنول ہین کھلی ہی جبین ہی صبح ہے
باقی ہی اتنا غم کا اثر بعد مرگ بھی
کچھ تو مزہ ملا تہا ذبح کو وقت تیغ
مشہور ہین یون نہین ان لب ہین پان کی
کیا لطف ہی خلش مین کہ پانو کو آبلے

پانی پھرے گا آب و رشا ہوا ر پر
وار دن گلو نکو چہرۂ رنگین یار پر
تلوار کیا لگائی مردہ شکار پر
عالم ہے تیرہ نور کا رخسار یار پر
سبزہ اوگا تو زرد بہار چمن مزار پر
رگڑ اگر گلے کو جو خنجر کی دہار پر
ہنستا ہون پہرن شوق کی دار و مدار پر
رقصان مثال قطرۂ شبنم ہین خار پر

صحن چمن مین شوق تمہی و قت صبح ہو
شاید ہوا ئی گل اثر نہین لائی مزار پر

جوش و حشت کا ہی بیار سن آج جا دو پر
زلف سر کے جو رخ ساقی ہوا وہش سے
وقت پر موت تو کیا آئی شب فرقت کی

نہین پائی ہین پہر کی مری دیوانگی پر
صبح جنت کی سفیدی بھری مجاو پر
لاکھ جا نین ہے مرے صدقے مرے اسرار پر

چاندنی رنگ فق کہاتی ہی سیہ فرزمین
بند سے شوق نے جب اپنی کشش دکہلائی
دو شانہ نزاکت سے کہیں عارض ہو
دیا ہم گیسوئی پرپیچ پر اوسکا قبضہ
اترا تا ہو آنکو جو نہیں پڑا پہرتا ہے
بگڑی بن پڑی ہی نظر خوبان ہے
دیدہ صد ارند ونکو ای رعد کر اگر دیکہین
ہے خجل گردن مینا سی پری کی گردن

رو پہرتی ہی سیاہی مسی کی غم خانے پر
تحفت پریونکی اوتار ہی مرے ویرانے پر
طرۂ زلف تیرا لٹکا یا کر دوشانے پر
دانت پیسا کیے عشاق تری شانے پر
ای پری بہتی مت جیڑا ہی تیرے دیوانے پر
آنکہ پریونکی ہے پڑتی تیرے منہ لانے پر
کیا گہٹا چہائی ہے کیا روپ ہے میخانے پر
حور کی آنکہ تصدق مرے پیمانے پر

دوسرا مجہسا گرفتار بلا کون ہی نطق
نام میرا ہے لکہا دام کے ہر دانے پر

تمہید بہت ہین پیدا دیکہی ہی یاری ہین اور
پیدا نہ ہوا مجہکو تا طبا کو دیکہا تو
نکہا چاشنی شربت دیدار نہو جو
ہو جارہی بوسون ایرہی نہو بس لبر
بزم شیر کر تجہی صلح کی باتون مین بڑا لطف
ہی بہت نہ سہی لو تری مانند ہزارون
لب کسی پہ لب آئی کسی او رسے کہنا
اس سیس ہین دو ہر کوئی عاشق تمہارا
نالی بہی بہت آہین بہی ہین فریاد و فغان ہے

ہم جہیلتے ہین اس سے کیا ہو وفق جفا اور
ہے درد محبت کا طبیب اور دوا اور
وہ ترش جو ہوتی ہین ملتا ہی مزا اور
خاطر جو میری کی ہی لو ایجاد ا اور
لیکن ہے شکر رنجی جانان مین مزا اور
ممکن جو نہین ہے لو نہین ایک خدا اور
کچہ خم مین جو باقی ہو تو ساقی ابہی لا اور
انجان فقیر ونکی لو ہوتی ہی صدا اور
پرحسب ہی کہ ہی شیوہ تسلیم و رضا اور

وہ رات بھی ہو ہم کہیں ہاں اور وہ پوچھیں
ای منطق ابھی باقی کوئی ارمان ہی کیا اور

دی بوسہ لب کا دیکھ کے جبرا سی بگاڑ
ای شک نا لون تن تمی حسن عمل مین
قالو مین ایدل اچھی طرح کرلے یا رکو
دیوانگی ہیے دست و گریبان مین ہی ملاپ
دولون مین نا سبحہ و زنار بن سکے رہ
ایدل تپ فراق سے صدمے جا وہ کھینچ
قمری و شیرین گل و بلبل مین اینٹھ ن
اونکو خود اپنے ناز و ادا سے کہان فراغ

تو بھی صبح وقت نہ تھیا ر سے بگاڑ
ہوا ٹھنے سے اور رخ یار سے بگاڑ
نادان بکھیہ ابھی سکے نہ اغیار سے بگاڑ
شوریدگی سی ہے تھر دستار سے بگاڑ
کافر سے تو بگاڑ نہ دیندار سی بگاڑ
میرا سے کیا بگاڑ ابھی یار سے بگاڑ
ہوتا ہی آپکے قدو رخسار سے بگاڑ
مجھ سے نباہ ہے نہ کچھ اغیار سے بگاڑ

غیرونکو منطق خندۂ بیجا کا دے جواب
دو چار منہ سے ہو سے تلوار سے بگاڑ

شہر لوٹی نہ کیون وہ بانی ناز
میرے برق خیال کی شوخی
میری طاقت گھٹا کی ظلم سے
جیلۂ شرم سے جھکائی وہ سر
ای خدا دی مجھے وہ حسن نیاز
تیغ اوٹھتی نہیں ہے قاتل سے
ہی تمہارا نیاز مند جہان

غمزہ کرتا ہی ہم عنانی ناز
اونکی جلوہ کی کی ہی نشانی ناز
ہے اندیشہ نہانی ناز
دیکھیے مجھ سی سرگرانی ناز
اری ہو یہ لن ترانی ناز
قتل کرلی ہے ناتوانی نا
ہو مبارک یہ کامرانی ناز

جان لے تو عنایت بیداد | خوش کرے دل تو مہربانی ناز

سب کرشمے تھی حسن تکلمی نطق
ناز کیا ہون گیا وہ بانی ناز

کس ادا مین ہے دلستانی ناز | ناز ثانی مگر ہو ثانی ناز
چشم و ابرو کا جوڑ توڑ ہی خوب | غمزہ انگیز یہ وہ بانی ناز
جان نے تیری باڑہ دی ہے | عاشقون پر ہے تیغ رانی ناز
ستم و جور کے پیام و سلام | آنے جانے لگے زبانی ناز
کہہ رہا ہے کہ دم چھڑایا ہے | یہ مرے پر ہے بدگمانی ناز
کج ادائی کے پیشتر ہوا ہے | وا دریغا وہ مہربانی ناز
آہ بیطاقتی سے زور گری ہے | نہ سہین طعنہ گرانی ناز
ہو گئی اب شب شباب سحر | چھوڑ وین آپ قصہ خوانی ناز

نطق مجھکو نیاز مند کہا
ای مین قربان قدردانی ناز

کیون نہو زور حکمرانی ناز | ہے جوانی مین اب جوانی ناز
گلشن دیدہ و بہار نگاہ | جلوہ حسن وگل فشانی ناز
مار رکھنے کے اپنے تدبیرین | سن چکا ہون مین سب بیانی ناز
دیدہ تا دل ہے ایک جولانگاہ | واہ واری سبک عنانی ناز
کیسے کیسے جوان و بے سکے | باز کی پر یہ پہلوانی ناز
حسن فتنہ کی ہین بہارین یاد | چرچا ہون گل خزانی ناز

نالو انکو یار نے پوچھا — ای خوش از زندہ یہ گرانی ناز
السد السد کلام کبر فنتم — ہوش اوڑی سن کی تمن ترانی ناز

وہ پری رو جو اوڑ چلا اسے نطق
ہے یہ انداز پر فشانی ناز

مری سی حسن پرست آنکھ ہے کسی کی یار — لگی ہے شکل میں شیشے کی آرسی کے پاس
حیای یار کی شوخی حسن پری ہے — کیون نو صبح ہے کہ شیطان آ ولی کے پاس
قضا الحد سے اجازت جو دی نکلنے کے — تو تعزیت کے لیئے جاؤن بیکسی کے پاس
نہیں ہے عارض پر نور کے قریب وہ زلف — سیاہ دیو کا یہ سایہ ہے پری کے پاس
بہشت نقد و امید بہشت رندونکو — رہا عذاب جہنم سو شیخ جی کے پاس
ادس انجمن میں جھپی بیٹھی تھی جو قیامت ا — یہ جی میں آئی کہ چل بیٹھئے اوسی کے پاس
نہیں قریب ہیں سرخ سرخ رخسار کے — نہال قد میں وہ پھول ہیں کلی کے پاس
میں پہلے بیٹھ چکا اب جو آئی بیٹھے الگ — یہ کیا جو آئی سو بیٹھے وہ آپ ہی کے پاس
زوال حسن میں کیا اونکو تم دکھاتی ہو — پڑے ہوئے ہیں جو دو چار دل کسی کے پاس

وہ نطق خستہ ہو وہلیہ او لفافل کیش
مرا پڑا ہے کوئی شب سے اس گلی کے پاس

جو وہ آئے ہوں چارہ فرمائی غش — نہ ہوس آئی پائے کہ پھر آئے غش
جو وہ زلف کرتی مداوای غش — تو ہو یاد اونکو سو آئے غش
عدو کا کرو تم مداوای غش — مجھے رشک سے کیون نہ آجائی غش
یہاں اوسکے جلوے نے اوٹھیں صفین — کرے کون کسکا تماشائے غش

عجب غم کوئی تشکل آرام ہوے
صبا جب تک اوس گل کی بو لای لاے
سمجہ لو جگر گہر مین الٹو نقاب
مرقع ہے دیبا کا یا انجمن
تڑپتے تڑپتے تو بسمل ہو گیا
مرا سر ہوا اور نگار زانو ہو پہر
تری لعن سنتے اگر لحن سے
نہ جہڑک عاشق کو غش ہین گئے
ہر شکل محروم رہین نصیب

نہین نیند آتی تو آجاے غش
ہزاروں ہی غش ہیں ہمین آ ہی غش
نہ دیوار و در کو ہمین آسکے غش
پڑے ہین تڑپے حیرتی کہا ئی غش
ذرا دم میں سے لون جو آجائی غش
میں اس غش کے قربان ہو جائی غش
تو ہشیار کرنے تمنا سے غش
بہلا اوسکو کیا میری پروا ہے غش
اوٹھے پردہ تو پردہ بن جائی غش

شب غم میں قیامت سے تقدیر کے
جو ای نطق نیند آئی ہو جائی غش

گھڑی گھڑی کا جو تمکو نہین تقاضا خوش
جو ہوگی عارض رنگین کا ہی نظارا خوش
خراب نشے سے ہم اور غیر دونون ہین
برنگ شیشہ و ساغر مشابہ برق و سحاب
مین درد مند نہ ساغر نہ شیشۂ صہبا
کسی طرح نہین بہاتی ہے غیر کی شرکت
گہٹا سے برق تو گلشن سے گل نکلتی ہے
یہ کس سوار سمند ادا کے آمد ہے

تو بوسہ گل کا جو باقی ہے دو نہو ناخوش
چمن کی سیر بے شک ہے تماشا خوش
جو یار ایک سے خوش ہے تو دوسرا ناخوش
کسیکو آتا ہے رونا کسیکو ہنسنا خوش
نہ زخم سان مرا رونا ہی خوش نہ ہنسنا خوش
بہار وصل صنم کی ہے سیر تنہا خوش
کسی چمن کو آتا نہین ہے پیدا خوش
جو میری خاک سے نقصان اوٹھا لگا خوش

نہ کہکشان ہی شب وصل ہے اب خنداں
خدا کی دین میں مہمان کو سمجھتا ہوں
برا نہیں کوئی تیر نگہ اوسکی تیزی کا

ہنسی ہے دانت نکالی ہے ہر ستارا خوش
پہ پوچھوا آمد غم سی ہوا ہوں کتنا خوش
ہر ایک رنگ تماشا ہی ہر تماشا خوش

فراق میں کہیں ای نطق جی نہیں لگتا
نہ باغ خوش نہ بیابان خوش نہ دریا خوش

ای فلک تجھی بیداد مبارک تو ہو لا خاص
بس ایک میں ہو رشک کا مارا نہ گیا خاص
ای بت تجھی خالق نے حسینوں میں کیا خاص
جو چاہیں بلائیں مجھے نا فہم اطبا
بلبل کو اوڑاتی ہی تو بیجا نہیں کرتی
نادان عدو ہی کرم عام سی خوش ہو
یا زلف ہے حسینوں کی لیے ادا بلائیں
ای بنفشے نرمی کا وہ جو ہیں نہیں تجھ میں
اٹھی ہی نہ تھی وہ کہ نکالا تجھے گھر سے
گالی تجھے دیکر وہ دیا کرتے ہیں بوسہ
غنچے میں یہ شوخی نہ یہ شوخی میں کرشمہ
صدقے میں ترے ہی اور حسینوں نے بھی پائی
ہان جلوہ ادھر بھی کوئی او برق تجلی
جو لبوں پہ ہے تبسم ... تجھے

یعنی ہی کرم عام وہاں اہل رضا خاص
ہوا ہی وہاں عید کے دن عام تنا خاص
تیرے لیے ایجاد کی نازو ادا خاص
لیکن ہے مری تربت دیدار و وفا خاص
اترای نہ کیون گل کہ تو ہمدم ہے صبا خاص
میں خاص ہوں اس لیے مجھ پر ہے جفا خاص
میرے لیے اور تری گیسو کی بلا خاص
ہے ساتھ لطافت کی ادا میں بھی صفا خاص
غنچہ نے شکایت نہیں ہنسنے کی گلا خاص
یہ میرے لیے بدمزگی کا ہے مزا خاص
رکھتی ہی لگاوٹ تری آنکھوں کی حیا خاص
پیدا ہوئی تیری ہی لیے ناز و ادا خاص
موسی ہی نہیں ہیں تری مشتاق لقا خاص
میں خاص ہوں ... لازم ہے جفا خاص

زبان بند

انداز سخن ناطق سے نیا پایا ہے نرالا
ہی اوسکی لئی تشبیہ مضمون کی ادا خاص

حسن چاہیے بجھانا سے چراغ عارض | اب یہ اندھیر کہ گل ہو گئے چراغ عارض
حسن فتنہ کی ہین نقش کف پا ہر داغ | چیند تل جو نظر آتی ہین داغ عارض
وصل کی رات ہی ہو سوتی نہ فرصت ہو گی | اب کہان وہ ایام فراغ عارض
مین تو کہتا نہین خیر و نکو دیئی ہین ہو | کہ رہی ہین تری شمشیر پہ تیری داغ عارض
سی مہ چاردہم چودہ برس کی سن مین | ہی بجا اب جو فلک پر ہو داغ عارض
وصف رخ مین جو غزلخوان نہ ہو وہ کہتی ہین | کیا چہکتا ہی مرا بلبل باغ عارض
شرم سے رات دوپٹے مین چھپایا ایسا | نکلا مشکل سے ہمکو سراغ عارض
اللہ اللہ ہے کیا سبزہ خط کا عالم | واہ وا خوب ہی سرسبز ہے باغ عارض
وہی تا تنک ہی جھمک واہ رے تیز روشن | صبح پیری ہی ہوا گل نہ چراغ عارض
اس سیہ رو کی چمکتی ہوئی قسمت دیکھو | ہندو خال بنا چشم و چراغ عارض

عاشقانہ ترا ہو جیہ ہین ناطق کلام
تو کسی کا ہی مگر بلبل باغ عارض

یار جب دن ہی ہو کوئی لاتی او دہر سے خط | زر لی ہی کر سے مجھے دے کر سے خط
رونا اب سکھا گیا جو لا مٹ گئی حروف | تب شوق مین لگایا تھا کیون چشم تر سے خط
صید ہی سبقت ہین کوئی کبوتر پکڑ نہ لی | ڈرتا ہون جہت بجا ہی کہین جا تو بر سے خط
تہا کاٹ ذوالفقار کا اعجاز حسن تک | اب تو پڑی جناب کی تیغ نظر سے خط
پہنچا ہی اوسے باندھ کی نامہ پتنگ سی | اوترا مجھے صحیفہ صفت عرش سے خط

تصویر اوسکی اور یہ آلات خیر ہے
بہزاد و موقلم کا ملا تو کمر سے خط

رنگینیاں دکھائیں مضامین شوق کی
لاکھ چشم تر لکھیں او میں خون جگر سے خط

دشمن ہمراہ اپنے دل ہی میں کیا کیا مسوسے
شوقیہ اونکو لکھتے ہیں کس دھوم سے خط

بگڑا ہوا چاند کا ہے یہ کیا تیرے ہاتھ میں
قاصد تو لا یا کیا مرے رشک قمر سے خط

آتا ہے اوسکی آمد مضمون فرح کی
لاتا ہے نامہ بر بہت فرح گھر سے خط

وہ خط رخ ہے کاتب قدرت کی ہاتھ کا
نکلے نہ ایسا کلک و بنان بشر سے خط

عنوان تیر نام کا مضمون غیر کا
بے سو نہیں تعلق آج آیا اودھر سے خط

ان آنکھوں میں بجا رہی کیا خاک لحاظ
بیحیا شرم سے مر گیا رکی بیباک لحاظ

کر دیا مست اوسے تاثیر ہوائی لے
باغ میں لوٹ گیا ہے تہ تاک لحاظ

اتنی کاوش سے بنا تھا نہ تو کیا میوں
گیسوے یار کا اب کیا دل صد چاک لحاظ

مر گئے جب بھی حسرت میں بجھی یا صبا
دامن یار کا پھر خاک کرے خاک لحاظ

یوہیں ہونا ہی تو رونق کی ذرا محفل ہے
دوست و دشمن کا رہے دیدہ نمناک لحاظ

تجھکو پیدا و میں افلاک بنا کین استاد
تیرا پیچ کرے ای بت سفاک لحاظ

اچھی تعلیم تجھی با ز و داد انے دی ہے
آنکھ میں شرم نہ دل میں بت بیباک لحاظ

پردہ کعبہ کا او ٹھا زاہد و نکو عجب ہوئے
کیوں رخ پاک ہے کرتی نگہ پاک لحاظ

یار سرمست شباب اور میں مست ہو کر
جبکہ ہشیار ہوں تو ہوں ہی خاک لحاظ

ضبط کر ضبط کا موقع ہے تڑپنا کیسا
دامن تن کا کرای لسبتہ فتراک لحاظ

شوق کیا دھیان نہیں بگڑی ہاتھ سے رلائے
دیکھیو کوئی کرتا ہے یہ بیباک لحاظ

آپ انصاف کریں نطق کا کیا اسمین گناہ
پاس خلوت مین بٹھاؤ تو کری خاص لحاظ

رخ ترا شمع اور گردن شمع
تیرا گیسو ہی ایک اندھیری رات
تیرے شانی ہیں دونوں جیسے فانوس
تیرا ہر ایک ناخن ایک چراغ
تیرا جلوہ ہی دل کا چشم و چراغ
تیرا ہر نقش پا ہی ایک چراغ

بازو و ساق دونوں روشن شمع
تیرا چہرہ ہے ایک روشن شمع
تیری بازو ہیں دونوں روشن شمع
تیری ہر اونگلی ایک روشن شمع
تیرا رخ آنکھ کو ہی روشن شمع
تیری ہر فندق ایک روشن شمع

نور کی لکھ ایک غزل
فکر تیری ہی نطق روشن شمع

تو سراپا پری ہی روشن شمع
خط ہی جاتا رہا فروغ جمال
لاگ پروانو نسی لگاؤ کی ہے
دل کی صورت جلی تو جلنے کیلیے
تم سا جب دلفریب بزم مین آئے
روشنی ہی یہ کسکی آنے سے
آگے کالے کی جل رہا ہی چراغ

ایک شب میری بزم کی بن شمع
بجھ گئی آکے زیر دامن شمع
دوستی سے بنی ہے دشمن شمع
بلکہ ہو تکی صبا کا دامن شمع
کیون پتنگو نسے ہو نہ بدظن شمع
گل بنے ہین میان گلشن شمع
زلف کی پاس رخ ہی روشن شمع

صبح کو داغ تھی پتنگ سے نطق
رات سارا لٹا کی جوبن شمع

وہ بام پر آئے ہیں لگا دی تو نے مرغ
لی اوڑ مجھے اے شوق سکھا دی پر مرغ

ہے بیکلی شب خود مجھے سودا مرغ
وہ رات گئی جس میں تھا خوف خطر مرغ

ہم نشین نالۂ فغان شوق نہاں میں
ہنگام سحر زمزمہ پر وہ در مرغ

کمبخت نہ کیوں شور مچایا ابھی سے
کیا شام شب وصل ہی میری سحر مرغ

یوں خیال رخ یار کو دل تاک رہا ہے
ہو ہو کے میں جیسے ہوئی نظر مرغ

جیتا ہی شب وصل بھر رات رہے سے
تا چاشت ہو فرقت میں تو پر بال مرغ

بیتابی دل ہی مری یوں لطف نسیم
ہوا میں جیسے قفس نے اثر مرغ

اے موج صبا صبح سے پہلی تو چھری پھیر
گردن سے جدا شب وصلت میں سر مرغ

ہم نوش شب وصل کو ہو لطف زیادہ
ساقی جو لگا لائے کباب جگر مرغ

کیا مر گیا ہول شب فرقت سے تڑپ کر
اب تک نہ صدا آئی کوئی لائی خبر مرغ

اے نالہ دل وصل کی اب رات ہے ٹھہری
یوں تیر لگا تاک کے اڑ جائے سر مرغ

وہ گرم مری وادی وحشت کی ہوا ہے
جل جائیں پر و بال اگر ہو گذر مرغ

اب وصل کی ٹھہری ہے بیان رات دن اے شوق
کچھ خوف موذن ہے نہ ہے کچھ خطر مرغ

مار پیچاں ہی بلا سی ہی تیکھا ہے وہ زلف
غرض اپنی اپنی ہمراہ ہے مسودا ہے وہ زلف

شیخ جی کیا مت کہوں کیا ہے رخ کیا ہے وہ زلف
قبلہ کعبے وہ رخ کعبے کا پردا ہے وہ زلف

پیچ عارض کو چراغ ید بیضا ٹھہراؤں
تب کہوں وہ چراغ ید بیضا ہے وہ زلف

خم بخم ہی ہمہ تن اور شکستہ تا بسر
مجھ سے بیکس کا گویا کہ سراپا ہے وہ زلف

بال ہلتے ہیں تو وہ اور بھی اڑ چلتا ہے
تو سن ناز و ادا کے لیے کوڑا ہے وہ زلف

شاخ سنبل کی لٹک آتی ہے گویا گل پہ
پاس اوس عارض گلرنگ کے زیبا ہی وہ زلف

اپنی سر بال سی ہی سلسلہ جنبان جنون
اپنی ہر پیچ سی مایۂ سودا ہی وہ زلف

بار بار آکی بلائیں جو لیا کرتی ہے
ہو بہو عارض محبوب کی شیدا ہی وہ زلف

حشر میں خوش ہوں ہے نامۂ عصیاں لیکن
جانتا ہوں کہ مری ہاتھ میں طوبیٰ ہی وہ زلف

عیش آخر ہے فقط شیفتۂ لیلی تھا
جسکی مجنوں ہیں ہزاروں ہے وہ لیلی وہ زلف

دل مرا گو چھٹ گیسو سے کہاں بھاگ سکی
حلقی تو طوق گلو ہیں رسن پا ہی وہ زلف

لاکھ نقشوں میں ہی پا رکا نقشہ بر دار
لاکھ لفظوں میں ہی پا رکا فقرا ہی وہ زلف

جسکا افسوں نہیں کوئی وہ بچھو ہی بلی
جسکا منتر نہیں دنیا میں وہ کالا ہی وہ زلف

عقدہ در عقدہ ہی ہر عقدۂ لا ینحل
نسخۂ حسن میں پیچیدہ معما ہی وہ زلف

لشکر ناز و ادا کا ہے علم قامت یار
اوس علم کی لیے ای نطق پھریرا ہی وہ زلف

لاکھوں پڑے ہیں کشتۂ تیغ جفای عشق
ظالم تری گلی ہی کہ یہ کربلای عشق

تیغ نگاہ و خنجر مژگاں سے دیکھیے
کسکس گھاٹ اوتارتا ہی ہمیں ناخدای عشق

ملتی نہیں ہیں عاشق مفلس سے سیم تن
ہتھی جو کچھ جڑی ہی تو ہے کیمیای عشق

نالی سے شور عالم بالا میں پڑ گیا
افراشتہ ہوا علم چرخ سای عشق

کتنے مریض مر گئے کتنے ہیں جاں بلب
چل او مسیح دیکھ تو دار الشفای عشق

کیوں لے چلا ہی جانب گرداب ناف یار
کشتی دل ڈبوئی لگا کیا ناخدای عشق

تہمت ہی بات بات میں اب وہ زمانہ ہی
عاشق مثال فصل بہار اپنا جیسا ہی عشق

ہمت سے جھیلتے ہیں بہت سہل سختیاں
تن پر ہمارے پھول ہیں سنگ جفای عشق

صہ ۷

یہ ٹلیوں میں کرینگے وفا تو یہ سمجھے — میری بقا تک آپ سمجھیے بقای عشق

نالان نہیں ہیں جو دل پر زخم لگا گنو کو شوق دا ہینا — چہکا رتا ہی بلبل خونین نوای عشق

جبر و ضعیف کا جو اوٹھا ہی ہو تی نہ کہو — پیدا و حسن جمیل رہی ہی وفای عشق

کیا جانیں عشق غم کوئی کہاتا ہی کسطرح
ہم تو ہیں تازہ وارد مہمانسرای عشق

غنچۂ گلسے ہے برابر چاک — دل جو اندر تو سینہ باہر چاک

تب گریبان ہم بھی پہاڑینگے — ہوگا جب دامن گل تر چاک

پاس ناموس سے ہے ثابت جیب — مثل غنچہ ہے دل میرا یکسر چاک

دلمیں ہر آبلے کی پاس ہو داغ — اور ہر داغ کے برابر چاک

بے اثر ہے جو نالۂ بلبل — کیوں ہے پھر دامن گل تر چاک

وہ ہے خندہ اوسکو طول مختصر — اور دل کا دراز ہو پھر چاک

ایکدن تیرا پردہ در ہوگا — پردہ در کا ہو بیشتر چاک

غنچہ وا اوس طفل کو پڑتا ہے — نے پڑھے ہے خط عاشقان کر چاک

جان کو جبادہ فنا ٹھہرا — غنچۂ غم کا تھا جو دل یکسر چاک

میر سینہ سنا ترے چلمن — بسکہ ہیں چاک کے برابر چاک

ای جنون کیا قبا کو پہاڑا ہی — ہر کلی میں ہیں سا ٹہنہ تر چاک

مجھکو دیوانہ ہی جان گئے — سلسلے ہی ہیں قبا کی مجھپر چاک

دیکھکر ربط شانہ و گیسو — رشک سے دل ہوا مرا پر چاک

نامہ بر مجھسے سنکے صاف جواب — مثل خط دل ہوا مرا پھر چاک

تیری اشعار خوش آتی ہیں
نطق دیوان یک قلم کر چاک

آگئے تھے جو وہ قسمت سے فنا ہونے تک — آزما آنکھ میں ہم آنکھ کے وا ہونے تک

رونق شمع ہوا ہے کہ فروغ مہتاب — بس ہے اے یار تری جلوہ نما ہونے تک

ناز و انداز ہی کر دینگے مرا کام تمام — میں ستمگر نہیں رہنے کا جفا ہونے تک

خون جب تک کہ ہو دل کشتہ شین لن ترانی — دیکھیں کیا رنگ ہو اس عقدہ کا وا ہونے تک

نکہت یار صبا لائی تو ہے گلشن میں — بوی گل آپ سے جاتی ہوا ہونے تک

وعدہ یہ وصل کا تا آن جو نہیں سچ ہی سہی — پر وفا تم کرے اوسکی وفا ہونے تک

تم تو کوئی دقیقہ نہ ستم میں چھوڑو — ہم تو جیتے ہیں فضل خدا ہونے تک

غم فرقت جو ہی تقدیر میں بے حد و حساب — دیکھوں گو بار جنوں کی فنا ہونے تک

مجھکو لیجائیں گے کیوں نار جہنم میں گناہ — کیا ندامت نہ سمجھ لیگی سزا ہونے تک

گور پر یا کہ خبار سے پرا وسی لائی تو لاسے — ہم نہونگے اثر آہ رسا ہونے تک

چھوڑ دو تم قید تعلق کہ شگفتہ دل ہو — غنچہ گل ہے تو فقط چاک قبا ہونے تک

رات گلشن تمہارا رخ یار فروغ ہی سے — جلوے ہر رنگ کے تھے ہوش و حیا ہونے تک

ستم و جور و جفا نطق سہی جاؤ تم
آزماؤ انہیں سرگرم وفا ہونے تک

دیکھکر ایک یہ شک گل کا رنگ — ہے نئے ہر رنگ اپنا دیکھا رنگ

پھر نہ بہلا یہ دل جو لایا رنگ — باغ جا کر دکھائے صدہا رنگ

دیکھو عارف ذرا گلوں کا رنگ — جلوے ہر رنگ کے ہیں رنگا رنگ

طرۂ زلفین تری ہین قد شمشاد
بوی گل تن مین تجہ مین گل کا رنگ

غازۂ رخ پر تو یان ہو شہو نیر
سب جماتی ہین اپنا اپنا رنگ

کیا عجب ہو نسیا ہین جو اوڑ جاتی
اے صبا ہے گلونکا کچا رنگ

گل حسینو نسے تیری آن الگ
سب سے نقشہ جدا نرالا رنگ

کیا کہلا کالی کالی زلفو نمین
چاند سے منہ کا گورا گورا رنگ

اونسے جلسے کی کچہ تو ہو تقریب
ہمنے چہرے سے کا جما یا رنگ

غیر ممکن نظارہ شوخی سے
تیرے رخسار کا ہی بردا رنگ

نیکے دکھوانے موسم گل مین
اونسے لائی ہین ہم ہی کیا کیا رنگ

واہ رے تازگی و شادابی
ٹپکا پڑتا ہے رشتے گویا رنگ

قطعہ

ست جلوی ہین اوسکی قدرت کے
واہ کیا گل کہلی ہین نکہارا رنگ

ایک سے ایک کی نرالے بو
ایک سے ایک کا تماشا رنگ

گل کو بہی قابلیہ جمال لیتا ہون
کچہ کچہ اونسے ہے ملتا جلتا رنگ

لکہکے لایا یہ اچہی رنگین شعر
نطق نے پہولونکا نچوڑا رنگ

یہ رونا نہین مسکرانے کے قابل
مرا حال ہے رحم لانے کی قابل

نہین بیکسی سے ستانے کے قابل
ترحم کرو ہون ترس کہانے کی قابل

کبہی تہے وہان آنے جانے کی قابل
نہین اب تو ہم یاد آنے کے قابل

دل اب ہے اونکی جوانی کا ایسا
بہار آئی ہے رنگ لانے کی قابل

نظر غیر کی بزم مین اور پر ہے | یہ عالم ہے اونکے سمجھانیکے قابل
کرم بھی ستم ناتوانے مین ٹھہرا | کہ اب دل نہین ناز اوٹھانیکے قابل
خبر میرے مرنے کی سنکر وہ بولے | یہ کمبخت تھا ہی جلانے کے قابل
نہ بہی ناتوانی سے زانو مین طاقت | نہ ہے ضعف سے سر اوٹھانیکے قابل
اجازت ہو بوسے کی اسکے صلے مین | غزل کہہ کے لایا ہون گانیکے قابل
نہین کچھ گیا تیرے بحر و دہن پر | کہ منہ بھی تو ہو منہ چڑہانے کی قابل
لٹ ہم ہون آپ سمجھے ہین فقاید | کہ یہ بھی ہے ہنسنے ہنسانیکے قابل
خدا نانہ دے اور دے دشمن ہی | کہ وہ زمین ہین گڑ بدانیکے قابل
تجاہل ہے تو کیا تغافل ہی تو کیا | مین ہر حال مین ہون ستانیکی قابل
بہت زار ہون آہ دم لے ٹھہر جا | نہین ضعف سے لب ہلانیکی قابل
مین دریا بھی رو دون مگر آگ دلکی | نہین آنسوؤن سے بجھانیکے قابل
فروغ رخ یار سے شمع جل کر | پتنگو نہین ٹھہرے جلانیکے قابل
توانا کرو کرکے کچھ دن عنایت | کہ ہو جاؤن مین پھر ستانیکے قابل
دہان ای قلق مجھکو لیجا پر اتنا | کہ پہر بھی ہون آنے جانیکے قابل

نہ لے ہی لیا قلق نے بوسہ دیکھا
یہ تھا ہی نہین منہ لگانیکی قابل

الفت مین بہی تیری خطر جان خطر دل | چاہی لگا کوئی کیون خطر جان خطر دل
یون بیٹھے کی پردہ مین شمع پردہ در دل | پردہ مین کوئی چاک سے اے ... گردل
کیا اونکی نزاکت سے مین شرمندہ ہون کیسے | اونکو نہین تاب تپش ہے اثر دل

پہلی تھی مشکل مگر اب ضعف کی مارے
وہ درد جو تھا خون ہو کے بھی نہ ہی باقی
ای غیرت شہو ہر جو دیکھی تری صورت
انجان ترے ہاتھ سے پہچان گئے لوگ
سینے کی نہ وہ تیغ نگہ داغ نے روکی
ہی تا بسر فو بھی ہی جو تیر نگہ سے
صد حیف کیا سنگ الم نے ادھر آ جی
ہی تشنہ آب رہا ابھی تیغ نگہ کا
ہول شب غم فرقت سے ہی [illegible]
پھر کیا ہوا ای داغ اگر کہا گیا تو
درد اسکو عزیز اور ابھی اب [illegible] پیارا
موت آئی ہی اوس ظلم کے [illegible] مین [illegible]
اوسکا یہ طلبگار ہی اسکا وہ طلبگار نہ
بیتابی دریا کا طلسمات ہی ای چرخ
لطف ستم امیر بھی ہمیں ترپاتا ہے

اوس لف کی بو ہو گئی ہی در بدر دل
اتنک ہی سینے مین ہی اتنا اثر دل
دل کیا رہی حیران ہوا آئینہ گر دل
انداز تغافل بھی ہوئی پردہ در دل
کوئی نہ ہوا وقت پڑی پر سپر دل
جو رخنہ گر دل ہی وہی بخیہ گر دل
تھا نخل جوانی مین جو تازہ ثمر دل
لب خشک ہوا کھاتا ہے مرا زخم تر دل
بس اسکے سوا اور نہین [illegible] دل
داماں و مژہ مین تو نہین گوہر دل
وہ دل جو جگر کا ہی تو ہی جگر دل
الوای [illegible] طائر بے بال و پر دل
دل کو سر گیسو ہی تو گیسو کو سر دل
ہاں ہوش مین آ [illegible] دل
اوسکے خم گیسو کو نہین [illegible] سر دل

ہین نالہ موزون ہی شعار کی مصرع
شاعر نہین ای نطق مین ہی نوحہ گر دل

کیا اپنی آنکھ جھپکی [illegible] نہین ہین ہم
[illegible] زبانی کی آنکھ [illegible]
تجھ سے جھپکتے برق [illegible] نہین ہین ہم
ہین خاک رہگذار جو [illegible] نہین ہین ہم

کوچے مین کیون پڑے ہین کیون کھلے ہین
رونی پہ اپنی کس لیے ہنستے ہوا ہے گلو
پھرتے ہین گرد سر تیرے قربان ہو گئے ہین
کیون دیکھ کر حسینو نکو نیت بدل گئی
احباب عشق مین کہین گر گیا ہین
کہا ہین کس لیے دل بریان کی ہم کباب
لی ہی چلی جنون ہمین صحرا کو شہر سے
اہل فنا ہین و اہل قرات خدا ہی پاک
کہتے جو اونسے پردہ اوٹھے تو کہتی ہین
رہ دور اپنے آہ سے کسلا بچا سے لو
چاہین تو چھوڑ دین یہ ابھی اختیار ہے
صد حیف کہو کے آپکو پایا نہ یار کو
بیمار بد مزاج لب جان فزا کے ہین
کیا وجہ دم بدم جو تغیر ہے شکل کو
چھوٹین کہین جفا سے ہی آپ چاہیے
عاشق ہین پر نشانی نہیں عاشقوں کی شکل
ہم تیرہ بخت داغ جگر ہونگی قیس سے
ہمکو سبو تکی بس مین اس بیکسی ہی رکھ
اوس بت کی یاد مین یہ فراموشیان رہیں

دیوار کا حضور کے سایا نہیں ہین
کچھ ابر نوبہار کا چھینٹا نہیں ہین
کیا او ہین جو قند کا تیلا نہیں ہین
اے شیخ جی بشر ہین فرشتا نہیں ہین
آلودہ نجاست دنیا نہیں ہین
ساغر کشی ترا تمنا نہیں ہین
لڑکو نکا کوئی کھیل تماشا نہیں ہین
کچھ بھی نہیں ہین جسکو کیا کیا نہیں ہین
کیا وجہ منہ دکھاتے ہین تماشا نہیں ہین
اے گل نسیم صبح کا جھونکا نہیں ہین
عمر نہی بڑھ گئی اتنی ہی شیدا نہیں ہین
حیران ہین پر آئینہ اونکا نہیں ہین
منت کش علاج مسیحا نہیں ہین
اے عمر بشر ہین کوئی ہیولا نہیں ہین
مدت کی رسم و راہ ہی شیدا نہیں ہین
اے قیس تیری طرح جو و آرا نہیں ہین
کچھ خال دلکش رخ لیلے نہیں ہین
کیا تیری بندگی بار خدایا نہیں ہین
یہ بھی خبر نہیں ہمین ہم یا نہیں ہین

کیوں دل میں گھر کیا ہی بتوں نی اللہ تو
بتخانہ ہم نہیں ہیں کلیسا نہیں ہیں ہم

جب سے ہوئی ہیں تجھ سی ستمگر کے شیفتہ
تب سے یہ سمجھی بیٹھے ہیں گویا نہیں ہیں ہم

اے نطق کیوں ہر ایک کے دلکو ہوں ناگوار
زخم جفا و داغ تمنا نہیں ہیں ہم

وہی علم شاہ حسن کہ ہوں باریاب ہم
سیکھا ہی ضبط سی تری محفل کا داب ہم

غفلت سے کرتے دلکو کہاں انتخاب ہم
افیون کہا کے مرگئے بے شراب ہم

ارض و سما کہیں سے کہیں ہوتی رات کو
دل کو نہ روکتی جو دم اضطراب ہم

جن لوگوں نے گزر ہوا اس راہ میں چل گئے
ہر رنگ میں شریک ہیں مثل آب ہم

اس درس میں کل مطالب کو نہیں ہیں بہر
اپنی بغل میں کہتے ہیں طرفہ کتاب ہم

مکتب میں ایک طفل سے دلبستگی ہوئی
پیر ہیں تھی یا جوان ہی گلستاں کا باب ہم

عاشق کی قدر چاہئے عاشق مزاج کو
بلبل جو پالتی تو پلاتی گلاب ہم

پہلو ہر ایک فقرہ میں سو سو طرح کی ہیں
کیا لکھیں اس کے خط کا جو لکھیں جواب ہم

نشے کی نیند ترنگ میں سوجھی ہے بارہا
گردوں نے ہمیں لیے قدح آفتاب ہم

کوئی ہمارا ہی کسی کے ہیں ہم آشنا
بحر جہاں میں آئی ہیں مثل حباب ہم

تقدیر جب سے سو گئی کیا ذکر وصل کا
راتوں کو دیکھتی نہیں سوتے میں خواب ہم

نشے میں سوجھا آتش ہی پہنچے گزک
لیکر ہیں شراب لگائیں کباب ہم

دنیا کی جستجو نے کیا نطق کیا ذلیل
اس میوہ کے پیچھے ہوئے ہیں خراب ہم

دیکھتے ہی شکل عشق کہاتی ہیں ہم
وہ ادھر آتے ادھر جاتے ہیں ہم

۸۱

ستر رہ بت ہین حرم جاتے ہین ہم
وصل مین تو ہجر مین تیرا خیال
گرم جوشی اوسکی جب آتی ہی یاد
دل وہ منتہد ہے کہ جسمین ہر گہڑی
دیکہکر اوسکے لبون پر رنگ پان
سوچتا ہے کچہ مجہے اے چشم تر
ملتفت پایا نہ تہا آبیٹہے تہے پاس
گو نہ آتا پر سے تسکین دل
ضبع مین ہین قاصد اوسنے جاکے کہہ
وہ تو بیخود دیکہتی مین محو ہے
ہین یگانہ بیخودی شوق مین
کاروان ریگ دشت شوق ہین
رعب ہے بوسہ طلب کرتے نہین
ہے شب غم اے دل غمگین ہو شاد
کیا خدا ہی غم نہین گہٹتا ہمین

پتہرونکی ٹہوکرین کہاتے ہین ہم
دلکو ہر صورت سے بہلاتے ہین ہم
سانس ٹہنڈی بہر کے رہ جاتی ہین ہم
آرزوی مردہ دفناتے ہین ہم
خون بس پی پی کے رہ جاتی ہین ہم
تیری روتی سے ہنسے جاتے ہین ہم
یہ نہین تو لو اوٹہے جاتے ہین ہم
یہ تو کہئے جاؤ ابہی آتے ہین ہم
آئی جلدی کہ اب جاتے ہین ہم
زخم دلکے کسکو دکہلاتے ہین ہم
سب کو بیگانے نظر آتے ہین ہم
کیا خبر ہمکو کہان جاتے ہین ہم
دیکہکر منہ اوسکا رہ جاتے ہین ہم
بے قضا کے لے مرے جاتے ہین ہم
وہ ہی کہاتا یاد سے کہاتی ہین ہم

نطق بلبل نے شعر مین ہے مزا
بات اونکی سنکی پی جاتی ہین ہم

صیاد کی ستم سی سراپا ہین داغ ہم
اوس گل کی ہجر مین ہین بلا بیدماغ ہم
ضبع قفس مین بن گئی طاؤس باغ ہم
بلبل جو بولتی ہے سمجہتے ہین زاغ ہم

گرتے ہیں اپنی دلکو جو یوں اب داغ ہم
تخم سے لیئے بناتے ہیں یہ خانہ باغ ہم

بلبل کے نالی کس سے جا ئیں ہیں
رکھتی نہیں ہیں خندہ گل کا دماغ ہم

کیا بیٹھے بزم یار میں جلتے ہیں شکل شمع
ہیں دشمنی وصل عدو کی چراغ ہم

دامان آرزو میں گل مدعا بھرے
ای گل تری وصال میں ہیں باغ باغ ہم

کیونکر نہیں لگی بات ہی نازک شیشہ کی
نازک مزاج یار ہی نازک دماغ ہیں ہم

تھے سخت بی نصیب خرابات دہر میں
مثل حباب لیگئے خالی ایاغ ہم

ای درد کیا سنائیں ہیں تجھے ماجرای غم
ای سوز کیا دکہائیں تجھے دل کے داغ ہم

سب تخم غلط کرینگے جو امان باغ کا
اوس گلکو تیرے لیجا ہیں سینے سیر باغ ہم

زخم جگر کو دینگے گل تر کے التیام
لالی کر دلکا آج مٹائیں گے داغ ہم

یہ داغ دل ہیں نقش قدم نقش رفتہ کے
لیتے ہیں نطق نہیں میرا ایسکا سراغ ہم

نازو کرشمہ و ادا حسن و جمال کیا نہیں
نازکی ادائیں کہیں ظلم کیئے جفائیں کہیں

عشق میں تیغ بیکسی اتنی قدر رای خدا نگر
اب تو عبث ہی بدگمان شاد ہوا بنی جفا

سائل بوسہ ہم نہیں طالب دید ہیں فقط
آپ کو آپ میری نگہ میں سمجھے ہیں سعد برا

سنو درد دل کی نگہ دل ہی نہیں رہے کیا
بوسہ کے لیئے الٹیں سعد ہے بوسہ تجھی نہ دیجیئے

آپ میں خوبان میں سب عیب ہے یہ تو فا نہیں
صاف نگر نہ جاتے آپ نے کیا کیا نہیں

بت کہیں نہ کر ادا نہیں اسکی نگہ خدا نہیں
نفس کی دیکھتا ہی کیا مجھ میں تو کچھ رہا نہیں

زخ سی غرض ہی کام کیا اوسکی دہن ہا نہیں
نہیں کوئی بد خبر نہیں تھی نہیں بلا نہیں

خوب ہے یا یہ جبل نجا ہی آہیں افزا نہیں
قدر یہ لو میں ہی آپکے دلکو میں تجا نہیں

دور کیا نقاب بھی چھوڑ دیا حجاب بھی
وصل کی شب میں درمیان پردہ کوئی رہا نہیں

کیوں نہ آئیں گے دلا ہوگئی یاس کیوں تجھے
جذب بھی بے اثر نہیں آہ بھی نارسا نہیں

رستی ہے اوس سے چھیڑ چھاڑ گاہ بناؤ گہ بگاڑ
اسکے بغیر عشق میں نطق ذرا مزا نہیں

شکوہ ہی بس نصیب ہے یار کا کچھ گلا نہیں
زلف کی کوتھی ہی کیا ہاتھ ہی کچھ دراز نہیں

سیر کو ہر ادھر یہ قدم شان خدا ہی بس صنم
نقش مرا ہی میں تجھے آپکی نقش پا نہیں

بادہ بھی ہے گھٹا بھی ہے باغ بھی ہے ہوا بھی ہے
پھر بھی یار کے بغیر لطف نہیں مزا نہیں

دیکھی آپکی خرام ساتھ ہمارے لوٹتا
لیک بصر سے بہرہ ور دیدہ نقش پا نہیں

حسرت دل کو کیا و داغ روکی گردن کر یہ کیا
کوئی بھی میہمان کو گھر سے نکالتا نہیں

آنکھوں کی نبی مہربان کر بہی جلوہ نمایاں
ایسی بڑی بھی ہیں ان آنکھیں ذرا حیا نہیں

رات تمام وصل کی ختم نہیں ہوئیں ابھی
ہوتی ہی صبح کہتی ہیں دیکھیے بس شتابیاں نہیں

ہونہ عبث خفا صنم کہتی ہیں یہ فدا سی ہم
شکوہ طالع دژم آپکا کچھ گلا نہیں

نطق یہ سب گلا وہیں اونکی ہیں بس بناوٹیں
مانی یا نہ مانے وہ مگر آپ کا نہیں

دل مضطر بھی باقی تھا سو کر دیکھتے ہیں
مر کے شاید تجھے تسکین ہو مگر دیکھتے ہیں

تجھکو بیتاب سا ای شاک قمر دیکھتے ہیں
اپنی بیتابی دلکا کچھ اثر دیکھتے ہیں

ہم لعل لب تجھ ای شاک قمر دیکھتے ہیں
اپنے قسمت ہی کہاں خواب مگر دیکھتے ہیں

ہے ترے ایک شوق تجھہ کہ گھر جا بھی
عالم ہو شوق آتا ہی [illegible] دیکھتے ہیں

ہائی ہی شوق ملا تھا وہ کبھی ہم کو جہاں
روز جا جا کی وہی راہ گذر دیکھتے ہیں

تیغ وہ کھینچ چکے حال کہلا جاتا ہے
کون ہیں سینہ سپر کون سپر دیکھتے ہیں

گور میں ہی کوئی اپنا نہ پڑا یا یارب
بیکسی ہی نظر آتی ہے جدہر دیکھتے ہیں

پاس بہی او ٹھہ کے وہ بیٹھیں گے ابہی جذبہ دل
اثر اتنا تو ہوا ہی کہ ادہر دیکھتے ہیں

سر سری کی تہی نظر آپ نے میں یہ سمجھا
کچھ تو ہی تب تو عنایت سے ادہر دیکھتے ہیں

تیر وہ پھینکتے ہیں یا کہ نظر ڈالتے ہیں
ٹوٹ جاتی ہیں ہزاروں سے جدہر دیکھتے ہیں

گل سی چور کا زانو تہا بجائے بالش
آج پتھر بہی نہیں ہم تہ سر دیکھتے ہیں

آہ یہ ہم ہیں ہر سینہ ایسی اندہیری راتیں
تو دکھاتا ہے ہمیں اے رشک قمر دیکھتے ہیں

اگر الفت نہیں اونکو تو عدا وت ہی سہی
کچھ تو کچھ اپنی محبت کا اثر دیکھتے ہیں

اف ری گرمی تپ ہجر کہ احباب طبیب
اونگلیاں پھونکتے ہیں نبض اگر دیکھتے ہیں

آگ کیا ان نے تو ہیں آنکھیں مجھے دکھلانے
ہاتھی دانت دیکھتے ہیں جب وہ ادہر دیکھتے ہیں

بار گو ہر کی ہے سر پر ہی ہیں وہاں کان میں در
رات سے آہ کا کچھ کچھ تو اثر دیکھتے ہیں

ہم تو بن بوا کے حمایل لیئے آتے ہیں مگر
کیسے یہ بوجھ اوٹھاتی ہے کمر دیکھتے ہیں

التفات اونکو نہیں ہے جو بقول اعدا
نطق پھر کیوں وہ کن انکھیوں سے ادہر دیکھتے ہیں

ناز و خود بینی و نخوت کا میں ہی بانی ہوں
رو برو حسن کی آئینہ حیرانی ہوں

جسم ہے جسکے نہیں ہیں وہ بشر جانی ہیں
لا تو زار ہوں ایسی دیجیے کہ روحانی ہوں

موج غم تو ڑ چلے لنگر خود داری کو
ڈوبونگا جا کے کہاں کشتی طوفانی ہوں

زلف لیلی ہوں نہ کچھ ہوش و حواس مجنوں
اے جنون کس لیئے پہر وقف پریشانی ہوں

بلبل مست جہلکتی ہے چمن میں گویا
کوچہ یار میں ہیں محو غزلخوانی ہوں

بے تمیز ونکا زمانہ ہے عجب کیا اسکا
کان کیا رکھی کوئی کون توجہ فرما ہے
کسلیے نیک و بد دہر سے ہون چین بجبین
دن بہر آئینہ دکھاتا ہون عروس غمکو
پیر کنعان ہون مین صاحب جو کنعان ہین
ہی تماشا گہ خوبی جو سراپا وہ شوخ
نسبت طالع ہین ہی جو نشینی مین ہے

جسکی شہزادہ کہی یوسف کنعانی ہون
دردسر کا ہون سبب قصۂ طولانی ہون
جلکہ دانا ہی رموز خط پیشانی ہون
رات بہر شانہ کش زلف پریشانی ہون
حسن ہین آپ مین عشق مین لاثانی ہون
ہمہ تن مین ہی زبا نکہ حیرانی ہون
زیب ہا مثل نگین مسند سلطانی ہون

مجھکو اول سے فنا مد نظر ہی آئی تعلق
ہر گہڑی مین ہمہ تن دیدۂ قربانی ہون

دم بہر ہی آپ ہمسے دو سخنہ اگر کرین
وا حسرتا رقیب ترے گہر مین گہر کرین
کہدے کوئی یہ تو نے نہ ظلم اس قدر کرین
تہا نہ کیا مکان ہے ہم بسر اگر کرین
جاتی ہین تیری کوچی سے دی ہملک [illegible]
یہ پاس کب اور نہین عقدے الٰہی آنکہہ
باتین بناتین [illegible] کی تسلی کو جو ہیچ
اسے جذب و نہ جاتے ہین خود وہ سیر کو
کاتین گلی کو لیکی پہیری [illegible] ہاتہہ سے
نالے اگر رسا ہون اثر [illegible] تیر کا

دنیا ہماری نالی ادہر سے ادہر کرین
ہم بام و در کے سمت بحسرت نظر کرین
مجھپر نہ رحم کہائین خدا کا تو ڈر کرین
کعبہ بہی ہو تو پہرکے نہ پہر مونہہ ادہر کرین
حسرت سے ہم نگاہ سوئے بام و در کرین
ہمکو کہان یہ تاب کہ قطع نظر کرین
بہولے سے وہ کاش ادہر کو نظر کرین
وہ فکر کر کہ آج ادہر سے گذر کرین
طول شب فراق کو یون مختصر کرین
گوئی ہو کم نہیں [illegible] آنسو اثر کرین

خسرو کو دین نوید کہ فرہاد مر گیا
یہ حسن عارضی ہی جو چاہین ثبوت اب
مطلع ہی آفتاب کا کس آب و تاب کا
دستار و شملہ تاج و کلاہ ای جنون عشق
دیکھین جو سنگساری انجام پر [illegible]
عاشق ہین ہم بھی سنگ کے صدمے اوٹھائین ہم

دنیا سے عشق اوٹھا یہ ہوس کو خبر کرین
سو او ٹھکے لیکر آئینہ منہ پر نظر کرین
شاعر جو ہون وہ سیر بیاض سحر کرین
ہم سر بسر نہ خوب ہین کیون [illegible]
اورا د کی کبھی نہ تمنا بشر کرین
بلبل کے سامنے نہ گلون پر نظر کرین

اے لطف کام یاس مین اپنا تمام ہے
جی چاہین ہم وہ جیسو شہ بھی عدہ اگر کرین

تری چھینٹے سی آرایش آئے زیور مین
وہ زور گردش ذاتی ہی ای پری اختر مین
یہ کہ رہا ہی در گوش لف جانان سے
جو آج ہمسے قد یار کرتا ہے
وہ سو رہے ہین [illegible] سفید اوڑھے ہوئے
نگاہ مست کی آنکھون مین ہی یہ کیفیت
دہان زخم جو چوسین گے تشنہ کامو نکے
ترے ستم سے زمانے کو اب نجات نہین
ہوئین نہ خلق مین کیون ہیچ جۂ تبسم یار
جواب نامہ جو لایا ہے جسسے اوڑتا ہے
تری باتو دہن ہین مین دیکھکر سمجھا

صفائی گوش سے دونی ہی آب گوہر مین
کہ جسکے ساتھ فلک بھی پڑا ہی چکر مین
خدا اسے بالا ہے مجھکو دہان اژدر مین
لگی ہے شاخ نے کیا کوئی صنوبر مین
چھپا ہی چاند مگر چاندنی کی چادر مین
اوٹھی شراب کے جس طرح موج ساغر مین
تو ایک بوند نہ پانی رہیگا خنجر مین
اوٹھا ہی نوح کا طوفان آب خنجر مین
اسی سے لہرونکو ہے پیچ و تاب کوثر مین
پری کے لگ گئے پر بازوئے کبوتر مین
کہ سرخ رنگ کی مچھلی ہے حوض کوثر مین

کلام مین خاص

میں فاقہ مست تھا [illegible] ریشہ ہوں | نے شہر کی ہی [illegible] ساغر میں
ہماری دیدۂ تر سے اوٹھا ہے وہ طوفان | فلک بھی جس میں ہے کشتی کی طرح چکر میں
وہاں نہ زخم ہے تیرے شہید کہتے ہیں | مزہ ہے قند کی شربت کا آب خنجر میں
ادا و ناز و کرشمہ کی کیا نمود ہے یہ | جوان جو ہے وہ بانکا ہے تیری لشکر میں

کسی [illegible] نہیں [illegible] ظلم کی باداش
لہو سے موج [illegible] اٹھتا ہے نطق خنجر میں

بقول تیری ترا عشق اے حسین تو نہیں | قلق ہے پھر مجھے کیوں [illegible] تو نہیں
گلہ نہیں ہے خوشی دل میں جو نہیں تو نہیں | وہ میہمان ہے دل میں گھر کی [illegible] تو نہیں
میں اتنی بات پر اب بوسہ چھوڑ [illegible] | چلو لحاظ ذرا بھی مجھے نہیں تو نہیں
کسی سے ہمکو محبت ہی یہ جو کہتے ہو | [illegible] تو وہ ہیں تو نہیں
جنون شوق میں کھینچا جو اونکی دامن کو | تو بولی آپ کی [illegible] تو نہیں
کہا اپنا حال سناتا ہوں تو وہ کہتی ہیں | یہ چاہیے [illegible] تو نہیں
مرا قصور یہ نہیں وہ جو رشک ہو مجھکو | [illegible]
نہیں نہیں جو وہ کہتی ہیں مجھ سے [illegible] | ادا شناس [illegible] نہیں تو نہیں
کیا تھا جل کے کل اُنکا [illegible] تو ملوں | نہیں [illegible] تو نہیں
جو [illegible] بڑی آہ [illegible] کیا | وہ فتنہ زا [illegible] تو نہیں
کہیں جو ہوئیگی تو بدنام ہوگی [illegible] | رقیب مری [illegible] تو نہیں
نہیں جتاتی ہی بندی [illegible] محبت | چلو نہ بحث کرو [illegible] تو نہیں
بلند [illegible] کیا میرے فکر عالی نے | فلک سے بڑھ گئی اب یہ زمین [illegible] تو نہیں

پہر آج نطق کا ملتا نہین سراغ کہین
کہان گیا ہی ذرا دیکہنا وہین تو نہین

مین جب جو ہون وہ مجہی مین ایمان ہی نہین
ہی عذر دردِ سر کا عبث بے کہی سنئے
کافی تہا ایک بوسہ بہی مرنے سے بیشتر
وہ بی طلب خود آئی ہین اسوقت کیا کرون
ہان ایک بوسے کے لئے مین ڈہونڈہوتا
ممنون بوسہ مین تو ہون لیکن جو آپ نے
مرنے سی بات اور بہی مطلب کچہ ہوا
دم دیکہی گہر رقیب مجہے لے گیا یہ کہیا
ای شیخ کیا وہ حور جو فرمان پذیر ہو
برقِ نظارہ سوز وہ رخ ہی عتاب مین
کہنے کی ہی یہ بات کہ مانع عزیز ہین
اوس گل کی کان تا نزاکت نی بہر دیے
ضد ہو تو سو فریب سے لے آؤن راہ پہ

ہی یہ کہ رغبت حسن سی اوسان ہی نہین
دل مین بہا تو ضعف سے ارمان ہی نہین
اب اب سے لب او ہی تو کیا جان ہی نہین
مارے خوشی کی کچہ مری اوسان ہی نہین
پہر کہیے کیا کہا تجہے ایمان ہی نہین
لذت اوٹہائے اوسکا کچہ احسان ہی نہین
پہر جی اوٹہین کہ یار پشیمان ہی نہین
اب ہی تو اوسکی بات کوئی ہان ہی نہین
معشوق کی خضاب کو پہچان ہی نہین
دیکہون جو آنکہہ بہر کے امکان ہی نہین
ہی بات یہ کہ تجہکو مرا دہیان ہی نہین
کیا حرص تیجیے کہ ادہر کان ہی نہین
اسکو مین کیا کرون کہ ادہر دہیان ہی نہین

ترک صنم نہ نطق کریگا کبہو نہ کچہ
خود رای بہی ہی صرف وہ نادان ہی نہین

دیکہینگے تماشا نہ میان جبکہ آنکہین
آنکہین نکلوائیے اربابِ نظر کی

ڈہونڈہتے ہین تجہے پہولتے ہین آنکہ کی گلبدن آنکہین
درکار ہین جلوے کی لئے جان مین آنکہین

دل حاجی و زائر تھا اوسی لوٹ لیا ہے
ابرو و مژہ سے تری ثابت ہوئی یہ بات
یوں مجھ سی شب وصل یہ شرمائی رہے ہیں
ابرو وہ تری شاخ میں جو شاخیں نکالیں
کیوں دیکھو دیتے نہیں کیوں ہوتی ہو مانع
جب شوق اشارونکی تری بول اوٹھینگے
کیا مجھ سی شرارت ہی جب آنکھیں ملیں اون
جب تک ہی جلوی سے وہ روشن ہوئیں نہیں
گلشن میں تجھی دیکھکے پھوسلے نہ سمانے
پرویز تماشائی شیرین ہو تو دیکھے
می اتنی پیوں ہا ری نہ پیلی ہی سیاہی
چلتی ہیں چھلاوی کی طرح فتنیں حسن کو
ان انکھوں نے اپس شوخ سی چشم ہونگی
دو چار کو بسمل کیے ہیں تیغ نظر سے
کیا میر نے خماری کی اوٹھائی کو وہ آیا
دو آنکھوں نے ہم محو لقا سیر ہونگے
چل سیر گلستانکو ذرا سرمہ لگا کر

ہیں کعبۂ ابرو کی تلے یا ہیرن آنکھیں
ای ترک ہیں تیر افگن و شمشیر زن آنکھیں
دولہا سی کرتی جا نہ جیسے دولہن آنکھیں
آنکھیں تری ایسی کہ جو ہیں ہیرن آنکھیں
کچھ توڑ نہ لیجائیں گی سنبل و قرن آنکھیں
چل نکلیں گی ای بار کریں گی شیخن آنکھیں
لیں نوک سے پلکیں تو کریں بانکپن آنکھیں
سمجھی ہی نہیں قدر لعل جان میں آنکھیں
رکھتی جو گل و لالہ و سرو و سمن آنکھیں
پتھرا گئیں ہوتیں تری ای کوہکن آنکھیں
ہوں نشۂ صہبا سے عقیق یمن آنکھیں
لیلی کی کہاں پا گئیں یا رب ہرن آنکھیں
بنتی ہوں تو بنوائیں کسی سے ہرن آنکھیں
ہاں بول دیں پیکر تہ سیکا بزن آنکھیں
کیوں میری کھلی جاتی ہیں بے کفن آنکھیں
ہوں کاش نظر باز مسا مات تری آنکھیں
نرگس کی جھکا شرم سے زرشک چمن آنکھیں

ای لطف کریں صاف دل کو لکھوں نے جو دیکھیں
انصاف کی آنکھوں نے یہ اہل سخن آنکھیں

[illegible]

دلخون و سینہ چاک ہین آفت رسیدہ ہون
ہون [illegible] طلب جہانسے دست کشیدہ ہون
برباد میری ساتہ عبث ہونا ای نسیم
اب میری بازگشت چمن مین محال ہے
چمکے نہ کیسے برق تجلی مصر ہے کون
رونی کا رنگ دیکہکے کہتا ہے دل یہی
ائی تو رحم ہی تو کوئی کیا بنا سکے
ثابت ہی میری رنگ سے تیرا کمال حسن
شوخی کہان وہ آنکہہ مین بعد از زوال حسن
ممنون برو باو نہ منت کش بہار
گلزار و کوہ و دشت کہین بہی نہین قرار
[illegible] ہی جو مری میری دلین ہے
صیاد ہاتہ ملکے بس اب ہاتہ آ چکا
[illegible] لطف بندہ بندہ بی دام آپ کا

اس گلشن جہانمین انار رسیدہ ہون
جاتا نہین کہین قدم آرمیدہ ہون
مجہسی الگ کہ ہوای وزیدہ ہون
ای باغبان گلونکا مین رنگ پریدہ ہون
جلوی ہزار دیکہی ہین مین کیا ندیدہ ہون
بس بکیدنمین قطرۂ خون چکیدہ ہون
ایوای مین صدای گلوی بریدہ ہون
گویا زبان مصر کا دست بریدہ ہون
وہ چل بسی یہ کہکی غزال رمیدہ ہون
کیا باغ باغ ہون کہ نہال پریدہ ہون
جوش جنون ہی موج نسیم وزیدہ ہون
کہتی ہی تیری جان کو تیغ کشیدہ ہون
طائر نہین حنا کا مین رنگ پریدہ ہون
بی ان زر غلام عنایت خریدہ ہون

کیا الگی ہین یاد کر دن تمان کبہی تہا نطق
ابتو خموش ایک زبان بریدہ ہون

[illegible] اوسی تو چارۂ سودای دل کرون
[illegible] یاس کو حریف تمنای دل کرون
[illegible] فرصت پہر مین تو نہ پروای دل کرون

پیر بہی اگر کرے تو مداوای دل کرون
تان در دبی دو اسی مداوای دل کرون
سو انہیں ہے پہر جو مین سودای دل کرون

سینے ہی میں لگاؤں اگر پاؤں درد کو
وہ کونسی ادا تھی کہ جو دل ربا نہ تھے
ای غم بنادی شانہ اوسی کی کی جاک جاک
گلشن نہیں ہی سوختۂ درد و داغ ہے
ہو ہو گئی ہیں ہاتھ دبائی دبائی شکل
بی پردہ ہو وہ برق تجلی جو جلوہ گر
دل پر ہزار ظلم ہیں او سپر یہ ظلم ہیں
ہر ہر قدم یہ شوخی رفتار کہتی ہے
اونکی نگاہ کی یہ ودیعت بغل میں تھی
کب تک غم ایک قطرۂ خون چکیدہ کا
جولانیوں پر آئی وہ گلگون تازہ اگر
اوس گوشۂ خیال پر ای ہم حسین تو

آتی جو داغ ادہر تو سویدای دل کرون
حیران ہوں میں کس سے تقاضای دل کرون
اوس زلف میں پوہین میں مگر جای دل کرون
کہتے ہو کیا کہ لامین تماشای دل کرون
ہی ہی میں کیا علاج تپش ہای دل کرون
ہر داغ غمکو دیدۂ موسای دل کرون
وہ کاٹ لیں زبان اگر ہای دل کرون
سو سو جو دل لیں تو نہ پروای دل کرون
میں دل کا کون ہوں کہ جو دعوای دل کرون
کب تک میں آہ ہای دل و وای دل کرون
میدان گشت وسعت بیدای دل کرون
صدقی ہزار وسعت صحرای دل کرون

پائی یہ لطف پاس میں جی چاہتا ہی نطق
ناکامی ابد کو تمنای دل کرون

ہمکو کانا صحیں کہتے نے جو بولا جائیں
اپنی دیوانگی وہ تشنۂ خون ہیں تیغ
برق چمکی جو یکایک تو یہ خسارو تھی
شوق لایا تھا ہم آئی ہے نہیں طاقت
آرزو ونکا حبابا ہو نشست وصل بھجوم

کوچۂ یار کو کیون چھوڑ کے صحرا جائیں
قتل اگر کر نہ سکیں فصد ہی کھلوا جائیں
نعش تو کیا جانتی مشتاق تماشا جائیں
کہ پھر اب لوٹ کی مایوس تمنا جائیں
جا ہی لطافت ہی کیونکر نہ وہ گھبرا جائیں

[illegible]

آج کل سے بھی زیادہ مجھے بیتابی ہے
الجھے عجب جان نہ ہمدم وہ اگر آجائیں

واہ محرومی دیدار مقدر دیکھو
آتی آتی وہ مری سامنے شرما جائیں

میری گھبرائی ٹھہرتا دل بیتاب نہیں
دو گھڑی کے لیے اگر وہی ٹھہرا جائیں

میری گھبراتی ہی آتی یا جو نہ آپکا حجاب
بس وہیں کیوں نہ مری جی میں کہا کیا جائیں

چاہیئے تھا اوسے سمجھا کے یہاں لے آتے
نہ کہا آتے سب الٹا مجھی سمجھا جائیں

سچ ہے ہاں جو شبہ تو ہے وصل کا وعدہ لیکن
کسطرح ہاں نہ کہوں جب وہ قسم کہا جائیں

مختصر آہ کی تقریر میں ادا کر ای شوق
طول سے قصۂ غم کی وہ نہ گھبرا جائیں

ستمگر ہیں پر مجھکو بھائے ہوئے ہیں
وہ ڈر سے دلمیں سمائے ہوئے ہیں

مرے قتل پر زنگ لائے ہوئے ہیں
وہ مہندی ملی پان کھائے ہوئے ہیں

بچھی سے کیا پیچ ہم پر چلیں گے
یہ گیسو ہمارے بنائے ہوئے ہیں

یہ رنگت خدا داد ہاتھوں کی ہا ہی
کہ گویا وہ مہندی لگاتے ہوئے ہیں

فلک کے رقیبوں کے دل کے بتوں سے
کہیں کیا کہ کس کے ستائے ہوئے ہیں

ترے گھر کی ہے منزلت اپنے دم سے
ہمیں اوسکو کعبہ بنائے ہوئے ہیں

بلا دلفریب اونکے ناز و ادا ہیں
کہ اس ظلم پر بھی وہ بھائے ہوئے ہیں

نہیں آنے دیتے ہیں دل خال رخ پر
ابھی تک تو گویا بچائے ہوئے ہیں

ترے منتظر مثل نقش قدم سے
بہت لوگ آنکھیں بچھائے ہوئے ہیں

ترے عشق میں تنگ لائی ہیں زاہد
یہ خرقے نجسے پر رنگائے ہوئے ہیں

شب ہجر کا ڈر یہ غالب ہوا ہے
کہ دم صبح محشر چرائے ہوئے ہیں

[illegible]

ذرا بیقرار رونے کم کر تغافل | کلیجے بہت منہ کو آئے ہوئے ہین

شرارت سی وہ نطق ہوتے ہی ہین
بلا قہر ہین کیسے کہائے ہوئے ہین

شب وصل کی لطف اوٹھائی ہوئے ہین
لبون پر یہان لی آئی ہوئے ہین
وہ نکہت سی ہین ہیدماغ اور دل
بلا ضیق ہین تن مین تنگی دل سے
مزہ حسرت قتل مین ہی کچہ ایسا
مشہ مہرین جائین گی چاند سورج
مری قتل کا کیون لئے ٹہائین ٹہرا
یہ طائر جو کچہلے سی جلا رہے ہین
سبھی پہر گئی ایک قسمت کی پہرنے
یہ دل ہو کہ ہین نقش حسرت کے اثر ہین

وہی ایک نگہ مین چہپائی ہوئی ہین
تری خو سے پر خوف کہائی ہوئے ہین
نسیم و صبا دم چورائی ہوئے ہین
مجھے جیسے پہلو دبائی ہوئے ہین
کہ ہم قتل کو جی چورائی ہوئے ہین
وہ جہومر کو اب سر چڑہائی ہوئے ہین
کہ یان آپ کے منہ لگائی ہوئے ہین
خدا جانی کس کے ستائی ہوئے ہین
محبت مین اپنے پرائی ہوئے ہین
تری عاشقونکی جلائی ہوئے ہین

ندامت نہ قاتل کو ہوش سے اے نطق
ہاین منہ کفن سے چہپائی ہوئے ہین

اوڑتا ہی نشانہ دل کوئی ان مین
کرتے ہین صاف وست ستم امتحان مین
ہم بہی تو لاغری سی فقط دار رہ گئے
ہی اور ہی کچہ اپنی ان کے گمان کو وہم

ابرو تیر غمزہ وہ جوڑا کمان ہین
یو رہے ہین ورنہ خوب ہم اونکی گمان مین
وہ جسم جا ملا جو لطافت سی جان مین
پہاند اشارات چور چورا اونکی مکان مین

تھے پھیر یون کا جوش جوانی کی شوق سے
خود گدگدی ہی اوٹھتی ہی اب اونکی آہ مین

بیٹھی ہی برا سہی مگر ابہی بنا ہے
کیا لطف ہی جو آئی گلہ درمیان مین

دنیا سلی ٹھہ بجانے کی طعنی اوڈہی ہے
اتنی سکت کہان ہی ترے ناتوان مین

سنتا ہی چھیڑ جبکے وہ گل مرغ خوان
رس پڑ گیا جو نالۂ بلبل سے کان مین

یہ عشق آنکھہ کا رنگ روپی مین سما گیا
باد ام کا ہی مغز ہر ایک استخوان مین

صبح شب وصال دل ایسا اوداس تہا
نالی کی وہ کشش تھی جو مدہی اوڑان مین

آئی اودہر جو اونکی طبیعت اوپن ہی
تو مین گئی ہم ستم کے مزے امتحان مین

تو بی نقاب ہو تو نظارے کی واسطے
مہر آئی ذرہ بنکے ترے تابدان مین

نور خدا ہی نام انہین کے جمال کا
کعبے کی بت ہین نطق یہ ہندوستان مین

جنبش مژہ کی سینہ سپر کرکے دیکھہ لین
دو چار ہاتہ آپ کے خنجر کے دیکھہ لین

شاید کہ ہو تسلی دل مرکے دیکھہ لین
پتہر ہی لاؤ چہاتی پر اب ہم کے دیکھہ لین

جو پوچہتی ہین کیا دل پر خون کا رنگ ہے
شیشے مین جو شراب کبھی بھر کے دیکھہ لین

ای طفل اپنی جنبش ابرو دکھا ہمین
چہوٹے سی تیغ کی بہی ہم چرکے دیکھہ لین

جاتی ہین آپ دیکھیے اب کب تو اپ ہی
منہ پھیر کے ذرا کہ نظر بھر کے دیکھہ لین

وعدہ وہ کر گئے ہین جنازی پہ آئینگے
جی مین ہی یہ بہی جہوٹہہ ذرا مرکے دیکھہ لین

بولی کہا کی چرخ کو وہ نقش پا زمین
خورشید و ماہ اپنی برابر کے دیکھہ لین

نظارہ کرکے آپکے روئے گیتی کا
جی مین ہی زخم دل مین نمک بھر کے دیکھہ لین

اونکو جو بیقراری شب کا یقین نہو
وہ تار تار الگ مرے بستر کے دیکھہ لین

اللہ ری شرم ڈھنکو وہ نکلیں نہ صحن میں
یہ خوف ہی نہ مرغ ہوا پر کے دیکھ لیں

ہے مثل مہر نور فشاں یار کا بدن
تار شعاع تار میں چادر کے دیکھ لیں

وہ بدظنی سے برہم اوٹھیں مجھ سے صبح کو
زلفوں کی بال شانہ سی اگر سر کے دیکھ لیں

چلئے تو نے نقاب فرا اسیر کے لیے
کیا رنگ ہیں چمن میں گل تر کے دیکھ لیں

بیٹھا ہوں بیچ کچھ نکلیا یار کو اثر
جو ہو سکے تو صبر بھی اب کر کے دیکھ لیں

مرتے ہیں ہاتھ جاتے ہیں جی ہی جہان سے
آنکھوں تلیں ہم ہی آؤ نظر بھر کے دیکھ لیں

کٹ جائیں گی حریف سخن معرکے میں لطف
جوہر مری زبان میں ہیں خنجر کے دیکھ لیں

تو چاہتا ہی یہ کہ تجھے آرزو نہیں
میں اس سے ہی ہوں خموش کہ اس سے کہا تو نہیں

گو مہربان یوں وہ بت ماہرو نہیں
پیدا ہی تیرے دل میں جو سمجھ ہیں سو تو نہیں

ہر دم کی چھیڑ چھاڑ نہیں دل لگی حضور
آجائیگا ملال کچھ اچھی یہ خو نہیں

یہ فخر کیا ہی کم کہ سگ کوی یار ہوں
ہو کر ذلیل و خوار بھی بے آبرو نہیں

ہمارے بد دماغ ہیں چڑھتی ہیں ناز سے
وہ چارہ گر نہیں ہیں تو ہم چارہ جو نہیں

قاتل کی ہاتھ چومنی اپنے فراغ پر
کاری ہیں ایسے زخم کہ فکر رفو نہیں

دریا ہی شوق اوس سے ملیں گریاں ہوں مستیاں
میرے شرار کے لیے جام و سبو نہیں

عیار کا گریز لگاوٹ سے دیکھنا
کہتا ہے دیکھ مجھکو خبردار جو نہیں

ایسے جمال شوق فزا پر بھی اونکا جو
کہلا ہی چھوڑتا ہے کہ کچھ آرزو نہیں

اس سے ہی یہ کنایہ جو چھیڑا اوس نے چھوڑ دی
شایان ظلم و جور بھی اے لطف تو نہیں

ابھی غنچہ ہی اوس دہن کی برابر کا تو نہیں
تجھ میں وہ رنگ تو نہیں وہ گفتگو نہیں

مثل کباب گریۂ خونین کی خو نہیں
میں اس طرح جلا ہون کہ خامی کی بو نہیں

عاشق ہوئی ہین اونکو وفا جنکی خو نہیں
اونمیں ہین عکس کہ جنکی گل رخ میں خو نہیں

وہ پھول جیسے ہین یہ مرادمین
جنمین وفا کا رنگ محبت کی بو نہیں

خلوت میں اختلاط نہ جلوت میں چھیڑ چھاڑ
تم کیسے آدمی ہو کہ کچھ آرزو نہیں

اسیر ہی آپ نکہین دکھائیں تو تیر سے
لیجئے بجز نظارہ کوئی آرزو نہیں

اس شک باہمی میں نہیں خیر ای حبیب
یعنی جو تو ہی ہم نہیں ہم ہیں تو تو نہیں

یہ جام مے نہیں کہ تو شک فرو نوش جان
مجھ سے بلا کشون کو تو ساغر سبو نہیں

تجھ جیسا کسی نہیں گل کو بھی چھو
قدر صبا کو بھی جو تری جستجو نہیں

کوئی حسین نطق تجھ منہ لگا ہی کیا
سو بات کی یہ بات ہمیں ہوش و بس کا تو کن

بڑی محفل میں سب الگ چاہت جتاتے ہین
رقیبوں سے حلف کرتی ہین قسمیں کیا کی کھاتے ہین

وہ اس انداز سی کرتی ہین ظلم ایسا لبھاتے ہین
کہ شکوہ بھی شکر ہو کر ہمارے لب پر آتے ہین

فقط مہندی لگا کر پان بھی بن ٹھن کے آتی ہین
سبھی اس شمع کی خاطر میں رنگ اپنا جماتے ہین

قیامت کرتی ہین یا داوس نگہ کی دلاتی ہین
تڑپ نالی تو ای بلبل ہمارا دل دکھاتی ہین

ہمیں ہین محبت سی مگر نقش عداوت ہم
جہان جس انجمن میں بیٹھتے ہیں ہم اوٹھاتے ہین

مگر تقصیر دن ذرہ کی ہی منزلت پیدا
گرا دنگی جو بڑی قصر ستھان پر چھپا جاتے ہین

دیکھو جی ایکدن جو نقاب اوس ماہ طلعت سے
تو بولا جتنے کامل ہین کمال اپنا چھپاتے ہین

ابھی بیٹھے ہین لیکن وہ ای فروغ انجمن تجھ سے
تماشا ہی بنینگے شمع کو اولٹا جلاتے ہین

فدای آمد ناز اپنی جان و دل مگر کیے
کیا ہے ہیر کرم یا بھولی بھٹکے آپ آتی ہین

غضب کے گو کر آغوش تصور مین ہی گرائی
مگر وہ شوخ ایسی ہین کہ پھر بھی نکل جاتی ہین

گئی یہ دل لگی ہی شاعری ہی مجھ سے اٹھ نہ گئی
کہ وہ میری غزل گاتی ہین تو ہم جال آ جاتی ہین

نجانی تا کہ یہ کوئی آئینہ نہیں لے سکو ما اپنی
مری تابوت کی ہمراہ وہ بھی روتی جاتی ہین

غرور حسن سے سمجھے ہین کیا سے عکس کو اپنے
نہیں معلوم آئینے مین کیا کیا شے نظر آتی ہین

معطر جس طرح گل زلفین پری لوگ ہو گئے
یونہین اسکی پری کے پر و تمکین ہو لوگو نسا آتی ہین

یہ شرح شوق کب تک بس ہم آغوشی مناسب ہے
عبارت مختصر ہوتی ہین اب مطلب پہ آ جاتی ہین

وہ جیبا نخوت سی بیٹھی ہین مگر وہم محبت سے
ہزارون وسوسی اے نطق میرے دل مین آتی ہین

صحبت ماہ شبینہ کا اثر کچھ بھی نہیں
کیا دلا خواب تھا جو وقت سحر کچھ بھی نہیں

جس سے کچھ فیض نہیں ہی وہ بشر کچھ بھی نہیں
جس مین پہل پہول نہ آئے وہ شجر کچھ بھی نہیں

کس طرح ہون وہ مری زور نہ زر کچھ بھی نہیں
ایک آری ہی ہے نالے ہی کہ اثر کچھ بھی نہیں

مر گئی دیکھ کے دنیا کے تماشے لینے
آنکھ کی بند ہین اب مد نظر کچھ بھی نہیں

پشت سی ہی نظر آتی ہی شکم کی پسلی
وہ تن آئینہ نہیں ہے کہ ادھر کچھ بھی نہیں

صورت طایر تصویر نہیں اڑ سکتا
حیرتی رخ صیاد کی پر کچھ بھی نہیں

اوڑ گیا رنگ کیون منہ سے تیرے کچھ سنکر
نسبتے نخیر و نسبی جیسی جوہری اگر کچھ بھی نہیں

غیر کی قصے مین رخ لیتی ادہر تو سب کچھ
میری قصے مین ذہن لیتی ادہر کچھ بھی نہیں

شور سنتی تو قیامت کا شر آفت کے
تجھ مین اے آہ ہے سب کچھ پر اثر کچھ بھی نہیں

کچھ بھی دل کا نہ رہا دھیان ہجوم غم مین
کب ہوا خون ہمین اسکی خبر کچھ بھی نہیں

بوسے لینے سے جو وہ چونک پڑے یہ کہا
دیکھیے اسکی حقیقت کو تو سب کچھ یہ ہے
نکالیسان کہا کہ جو پھر بوسہ لیا وہ بوسے
ہم گداکاسۂ امید لیے در دولت پر
حسن با صد سپہ ناز او وہ آمادۂ جنگ
بزم آراستہ بی یار کے بے رونق ہے
تھے پیمان خطا ایل دغا سے باندھا
ترک بیداد سے ہوتا ہے تغافل کا گمان
بے اثر آہیں ہیں فریاد و فغان بے تاثیر
بے تعلق ہوں زمانے سے ملی آپ نے صفت
بند شین کھل گئیں ای یار تری تیکے کی
کبھی نکلی نہ ہماری ہوس بوس و کنار
ہے جو مقصود تو مضمون ہم آغوشی کیا
بوسی چشم و ذقن و لب کے لیے نخرون کو
یہ طلسمات جہان صرف نظر بندی ہے

ہوئی بدخواب تم ای رشک قمر کچھ بھی نہیں
گو کہ یوں خاک کا پتلا ہے بشر کچھ بھی نہیں
بیحیا ؤنکو ملامت کا اثر کچھ بھی نہیں
حشر برپا ہوا پر اونکو خبر کچھ بھی نہیں
عشق بیچارہ کرے کیا کرا دہر کچھ بھی نہیں
نغمہ و بادہ سبھی کچھ ہے مگر کچھ بھی نہیں
دور سے بیٹھا او وہ ہر ایک کہ جدھر کچھ بھی نہیں
چین یوں بھی تو نہیں ہمکو اگر کچھ بھی نہیں
ہاں تمہاری تو سبھی کچھ ہیں مگر کچھ بھی نہیں
دیکھیں سب مجھکو مجھے مد نظر کچھ بھی نہیں
پیچ پر پیچ لگائے ہیں مگر کچھ بھی نہیں
ہیں لو کیا ہیں وہ دہن اور کمر کچھ بھی نہیں
شاعروں نے کہو تم وہ کمر کچھ بھی نہیں
چمن حسن کی جو کچھ ہیں ثمر کچھ بھی نہیں
سامنے آنکھ کے سب کچھ ہے مگر کچھ بھی نہیں

نطق سے کچھ تجھے اور پردہ نشین گوش تو ہے
پھر قسم کیوں نہیں کھاتا ہے اگر کچھ بھی نہیں

کرسی نشین عرش خدا کے کبیر ہیں
آزاد دام زلف میں صدہا اسیر ہیں

ہم خاکسار لوگ دعا سے فقیر ہیں
اوس تاک کی لکیر کے لاکھوں فقیر ہیں

غمزے کرشمے آپ سے کتنے شریر ہین
آفت کی ہین حضور غضب کے مشیر ہین

کہو ابلا ئین شاہ کو ہم وہ فقیر ہین
تاثیر سے بھری ہوئی نقش حصیر ہین

جھمکٹ کی اتنے سے ہی جادو نگاہ ناز
ناوک ہی آنکہ جتنے اشارے ہین تیر ہین

تو چاند ہی اگر تو ستارے ہین خوبرو
تو ہی جو شاہ حسن تو وہ سب وزیر ہین

اونکی نگاہ ناز سے اللہ کی پناہ
چوبی کمان توڑ کے ہین تیرہ تیر ہین

دولت لٹا رہے ہین جو حسن شباب کی
کہہ اونسے کچھ اِدھر بھی کہ ہم بھی فقیر ہین

اس سے جہ ناتوان ہین کہ اونہی ہین انگلیان
ہین ماہ نو نمود مین گو ہم حقیر ہین

قید تعلقات سے نکلے ہوئے ہین ہم
آزاد کی جبین کی گویا لکیر ہین

پانی ہی ایک گھاٹ کا ابرو و تیغ مین
تیر نگاہ ایک ہی ترکش کی تیر ہین

بس پھلجھڑی سے چالی وہان چھوڑ آئی ہین
نالی شررفشان مری کتنے شریر ہین

ای گودلے کی آئی ہین شاید پیام یار
کیا کہہ رہی ہین کون یہ منکر نکیر ہین

دیکھو فروغ جلوۂ حسن پری رخان
اجزای برق سے مگر انکے خمیر ہین

کچہ اولٹی پلٹی کہہ کے نکالین گی مدعا
اولٹی تری سمجھ ہے تو ہم بھی کبیر ہین

منقار مین خشک غنچے نہین کلیان ہین نرمی
میری بغیر او دو اس کے ترا تم صفیر ہین

الہی دعا دو نطق رسائی ہو یا ترنگ
مین نی سنا ہی آپ بھی پہنچی فقیر ہین

خاک کی تیلی کا پردہ کھل گیا تقریر سے
بولتا ہی اور کوئی اس گلی تصویر مین

ای صنم ناحق ہوا اونکی قید کی تدبیر مین
بستہ گیسو مین خود جکڑی ہوئی زنجیر مین

تیری لکھنی کی ترمی ای طفل خوش خط دیدہ ام
دی کبھی اصلاح میرے بھی خط تقدیر مین

ٹھنڈی ٹھنڈی گرمیاں نا حق جلاتی کیوں
پوچھتے ہمسے نہ عالم کچھ ہجوم یاس کا
خاک ڈالو خون پر دیکھو یہ قصہ جانہیں
پردہ ہای گوش گلچینونکی امن ہن گو
سر کی گتی ہے جو تار عمر میں کس سے کہیں
وصل کو جب کہتے تو کہتا ہے وہ بت جاکے
زندگانی کا بھروسا مجھکو پل بھر بھی نہیں
بیٹھی فاداری جو ثابت شدہ درگاہ کی

کہتے ہو ہم لکھنؤ سے جا رہیں کشمیر میں
ہم نگہ میں رہ خنجر زیدہ تحریر میں
تم بھی سوا ہوگی میری لاش کی تشہیر میں
پھول جھڑتے ہیں وہ منہ سے آپکی تقریر میں
یہ سبز قاتل ہے تیری ناخن شمشیر میں
پہلے لکھوا لائے اللہ سے تقدیر میں
میں نگاہ وہ ایسیں ہوں پڑے زنجیر میں
کچھ زمین اپنی گلی کی دیجئے جاگیر میں

نطق اوس تیکی ذرا پاکیزہ صورت دیکھی
ڈالدی ہے جان کیا اللہ نے تصویر میں

بغل میں انکو سلا چکے ہیں ہم اپنی قسمت جگا چکے ہیں
مگر سا وصلت کی شب کے تجھا ہوا نہ گرہ پایا انکو شوا
کرینگے ان وصل کا مقرر وہ یا خود آتے ہی دور ہی کہہ رہے
تھا الفت میں دل لگا کر لگا دیا داغ کھیلے جی یہ
منگاؤں ساغر و جام بادہ چلو نہیں لیتی کو خود پیا وہ
پلک جھپکتے ہی پھر جو چونکا تو دیکھتا ہو تجھے تماشا
کہاں ہیں ہر گلیں اور وہ دن ہمیں جھیں بتا دیں [illegible]
جناب لگتی ہے بہت کسی کر نیکیں الفت
زوال خوبی کو ہو گیا تو الگ ہوئی شیفتہ تجھ جو

مراد دل جمع تھی یا چکے ہیں مری ہمیں جتنی اور اٹھا چکے ہیں
بجا رہیں بہت تیکھا ابھی تو ظالم ہجا چکے ہیں
کہ رات میری بغل میں سج کر مزا جوانی کا پا چکے ہیں
اٹھی ہیں اس نیند سے ادبی تو قسمت کہا چکے ہیں
ترا ہے تجھ دل میں نازیاد مگر وہ نزدیک آ چکے ہیں
بغل میں شوخی سے رہنے کیا وہ یہی کہ ایکھ کو جا چکے ہیں
کہ نازا و نہانیکا تھا جو شمن زور سے بلا چکے ہیں
ابھی تو کل سے ہیں حضرت زر کا [illegible] چکے ہیں
اب آئے ہیں مجھکو لوٹنے کو جب اپنی دولت لٹا چکے ہیں

تنہائی نزدیک

ہوی ہین مجروح خوب قاتل تڑپ رہی ہین شوق گلا
کہین تجھکو لگا کی مجھکو نیا دین ہے نام اور مجرم
مری یہ پایی حکم دیکھو کہ شہید کیا ہی لکھو
[illegible] نہین [illegible] لائی ہی دلا شاد کیا ہی [illegible]
[illegible]

نہین ہین بگڑی تو [illegible] ال مجھہ کی جو [illegible]
[illegible] اوستادین معلم ہزارون [illegible]
وہ شمع لائی ہزار پر جو چراغ ہستی بجھا [illegible]
[illegible] تنہائی [illegible] تجھکو [illegible]
[illegible] شوق وصلت [illegible]

ہلالی زنجیر ہی وحشت کیونکر کھولتی ای در تک
یقین سچ ہی نطق بے شک جو آنی والی تھی آ چکی ہین

توبھی پیا جگہ بحث سیہ سر آنکھہ مین
تو جو جاوی باغ ادہر تو واکرین نجوش گل
دیکھنا ذوق تماشا اونکی جنت والی نقاب
میری محفل سے نہ اوٹھی کرکے عذر کشمکش
ماورای سفت جنت آٹھوین جنت ہے یہ
خون شدہ دل کہان سینے مین ای بیگانہ
آبلہ لب پر ہی جیا آہ بے تاثیر سے
اوسکی بیتابی نگاہ ڈرکیا اپنی سوای کا خوف
دلمین سے کہتی تھی وہ کیا کھوتا ہی جور کو
تیری نظروںکی کہان پایی لگاو [illegible]
آنکھہ جو [illegible] جھپکتی ہے تماشا دیکھنا
ہای ہی حیرت فزای جلوہ دلداری

دیکھہ کر لیتا ہی سرمہ کس طرح گھر آنکھہ مین
اور اودہر نرگس کری ایما کرم سر آنکھہ مین
آ رہی سارے بدن کی جان کھچکر آنکھہ مین
آنکھو دلمین جگہ ای بندہ پرور آنکھہ مین
پھر رہی ہین کیسے کیسے حور پیکر آنکھہ مین
ڈھونڈا اوسی دامن مین یا جستجو کر آنکھہ مین
آب نزلہ ای شہر آنسو سے بہتر آنکھہ مین
آنسو اولٹی پھر پلٹ جاتی ہین آ کر آنکھہ مین
خستگاہ وا ہسین میری تھی مستند آنکھہ مین
مثل تیری آنکھہ کے جادو نہین آنکھہ مین
کیا کھلا ہی سرا وس کافر کی کافر آنکھہ مین
یون نگہ مشتاق کی رہ جاتی ہے ششدر آنکھہ مین

[illegible]

چشم بد دور آب کتنی ہی دیدۂ جانان بیچ	بھری ہین کوٹ کر صانع نے گوہر نگین

ہم بھی مثل نطق مشتاق نگاہ یار ہین
اس طرف بھی کبھی منہ لگا کر آنکھ مین

شب بھر شب وصال رہا اس عذاب مین	ڈر کا تھا دل کو پھر نہ چلے جائین خواب مین
دیکھی جو کوندتی ہوئی بجلی سحاب مین	یاد آ گئی وہ موج تبسم نقاب مین
جلتا ہی جی ہے ہنگی وہ کب تک حجاب مین	اف تو نے آہ آگ لگا دی نقاب مین
بوسہ لیا تو لطف کھلا روے یار کا	مستی سی ہی ہین یہ نمک کباب مین
کافی ہے تیری آنکھ کا ساقی بس ایک جام	شیشے کے واسطے بزم شراب مین
السے دعا ہے مری روز و شب یہی	پہ یان لے جا لگتی ہین ملین حورین خواب مین
پھر بھی کہین گے کچھ نہین ریا کی سامنے	بالفرض ہے جو ہستی قطرہ حباب مین
جاتا ہین بند حضرت عیسے سے پیشتر	ہوتی شراب اگر قدح آفتاب مین
کیون میرا قتل رہ گیا لوگ آ گئے	ہی منع دیر اسی سے تو کار ثواب مین
سرخی جو بہا لی گالون کی پھر بوسہ لیا	تقصیر ہو گئی ہے دوبارہ عتاب مین
آخر سوا نہین ہے تو لکھا نہین کچھ	پھر اتنی دیر کس لیے خط کے جواب مین
مشتاق سیکڑون ہین پر آنکھ کھولتی تو بند	کھلتا نہین کہ کیا ہی تماشا نقاب مین
اس سے جواب صاف کا مضمون کھل گیا	بھیجا جو سادہ خط ہمین خط کی جواب مین
ابھی نئی نہین ہین جوانی کے	سر پہ بھی حسن سا چڑھتا تھا شباب مین

سمجھے ہین گرد راہ جسے اردلی کی لوگ
وہ نطق ناتوان تمہاری رکاب مین

١٠٤

[illegible]

طفلی سے بڑھ کی ہوگی قیامت شباب مین / اوسکی شباب کے ابھی فتنے ہین خواب مین

جان اون لبون سے پڑتی ہی شمع کتاب مین / تاثیر آب خضر ہی ہوتی شراب مین

پردیکھو جب کہا تو وہ بولی جواب مین / کچہ رخ مین عیب ہو تو چہپاؤن نقاب مین

قالب مین روح آئی کہ رکہا ہی پانو نے / پائی لطیف حلقۂ چشم رکاب مین

روشن دل اپنا گرد کدورت مین ہی نہان / خورشید آگیا ہی مین کی حجاب مین

اوس گنج حسن کی ہمین لائی ہی جستجو / آتے وگرنہ ہم نہ جہان خراب مین

رخنہ گری کریگی جو سیری نگاہ شوخ / جالی ہی جالی ہوگی تمہاری نقاب مین

حیرت زبان بند جو کردی تو خوب ہے / کہتا ہون کچہ نکلتا ہی کچہ اضطراب مین

دیوانہ کون ہو کہ پری اوڑگئی حضور / وہ شی ہی اب نہین ہی جو تہی شباب مین

فرقت کی شب ہے موت کو کیا موت آگئی / آئی کہ مر رہا ہون تمنا ہی خواب مین

تجہ سے مجہی یقین ہی ترا بس چلی جو چرخ / ملنی نہ دی لگو عاشق و معشوق داب مین

بلبل مری تو جائیگا گل لوٹنی کفن / گاڑدون چمن مین غسل اوسی دون گلاب مین

دیدار سے یہ ضد ہی جو اس قسم کا ہو شعر / کرتی ہین وہ اوسی نظری انتخاب مین

دیکھا بغور روی کتابی حضور کا / پایا کہین نہ لفظ وفا اس کتاب مین

ہنسنا نہین ہی صبح دم میکشی حضور / پڑجائیگا نمک کہین جام شراب مین

بلتے ہوآگے چاند جو ہولی ہو مہربان / ملتی ہوا آفتاب سے جاکر عتاب مین

یاد آگئین نہ بانٹہ دو زخ کو دیکھکر / وہ گرم گرم اونکی نگاہین عتاب مین

کیون عقل کل پڑا لکو ہی اعتراض نطق / دیوانہ کس کی نی کہا ہی خطاب مین

نہ اوٹھی جب سے تری کوچے میں ہم بیٹھی ہین
یا نو توڑ کے ہی صفت نقش قدم بیٹھی ہین

صورت پیکر دیا تری بیمار مسیح
نہ کبھی اوٹھہ کی سر بستر غم بیٹھے ہین

صبح سے شام ہوئی شام سے پہر صبح ہوئی
پہر مرا شوق کہتا ہے وہ کم بیٹھے ہین

نہیں معلوم کہ اس شوخ سے مین کیا ہوا ہے
ایسے خود رفتہ ہین گویا نہیں ہم بیٹھی ہین

کسطرح اونکو اوٹھاؤن کہ تری محفل مین
نقش قالین کیطرح غیر تو جم بیٹھے ہین

ہاتھون مین مس ہو گئی بچھ جیسے ای شوخ خزینہ
حسن جگہ تیری گران بار الم بیٹھے ہین

لشکر ٹڈا دو گی اس سے اوٹھیں گے تو ہی
لیجیے آپکے قدمونکے قسم بیٹھے ہین

شوخی چشم صنم تیرا زمانہ دیکھا
چھوڑ کے پھول کی آہو حرم بیٹھی ہین

دیکھو دیکھو نہ رقیبونسے لڑا او اٹھیں
کشتہ شکل ہر ہم ہی صنم بیٹھے ہین

حشر کا دن ہے کہان ظل حمایت ڈھونڈہ نہ
بس تہ سایۂ دیوار صنم بیٹھے ہین

جانی والے ہین عدم کو سبب قرہ اہل
نفس چند یہان لینے کو دم بیٹھے ہین

جوش وحشت مین گری کہا ٹھوکر
آج سے آپسے تھک کر کہیں ہم بیٹھے ہین

زیر ابرو ہی صنم تل نہیں بھری کی یہ نطق
چند سندو تہ محراب حرم بیٹھے ہین

یون نکھنی مین لالی کی پھول ابھی بیٹھے ہین
داغ ہین جگر کسکی تب غم سے جلے ہین

ہو سیر گلی مین جو کہین ضعف سے رہ جاتے ہین
نالی تو بڑا ہی نہ رہے سینے سے ... ہین

چوٹی کی فراق ہے جو کسد وا ہی جاتی ہین
دیوانو کی ہنسانسی مین تو گرفت گلی ہین

بگڑی تو بنی اور بھی یہ حسن کی خوبی
مہتاب تجلی ہین جو وہ جوبن ہو ڈلی ہین

گنجینۂ گوہر یہ مقدر سے ملا ہے
سینے کے پہسوی ہین کیا خوب بیٹھی ہین

پارسا شامل

اے گور کرم کر کہ غش ارون کی نہیں تاب
داغ لالونکی سماتی ہین کنار رفتین یلی ہین

عشاق کو لے اوٹھ تو برائے شوق لگاؤ
وہ ہین سر بام اور یہ کوٹھی کے تلے ہین

ناخون سے یہ کشتی ہوئی جان آئی لبون تک
مجھکو بھی لئے چلئے کدہر آپ چلے ہین

اے یار تری کوچہ نشینون سے ضد ہے
دیوارونکی اندر کی طرف سائے ڈہلے ہین

رو ہے عارض اوسکا ہے ملمع کا سب کام
وہ گال ہین کہانی ہے کو سونی کی ڈلی ہین

دیدے بھی بند ہین کو تڑپنے کی اجازت
پھر ارض و سما دیکھئے اوسکی تلے ہین

بیچوڑ کو لے عضو حسینون کا نہیں ہے
گویا یہ قدرت سے یہ سانچے کی ڈہلی ہین

مشکل ہے تہا تری پاس سے غیر ونکو اوٹھانا
پتھر یہ بڑی زور سے یہ ہین تو ٹلے ہین

کیونکر نہ بنا ہوگا کہ ہیون ہلنے فا ہین
اچھی ہین مجھے رشتہ بری پاکر بھلے ہین

اوسے بتا تے ہو تو قصد بنائی کی بہانے
اے نطق وہ اب بستر سے سونے کو چلے ہین

گو جفا و ستم و جور حسین کرتے ہین
وضعداری ہی کہ ہم ترک نہیں کرتے ہین

پہلے تو جو چاہین نہیں یار نہیں کرتے ہین
نذر ہم آپکے جان و دل و دین کرتے ہین

بھول جاتی ہین مجھے دیکھ کے اوسکی صورت
آشنا میری مرا ذکر نہیں کرتے ہین

شاہ اقلیم سخن جو ہین وہ بھی فوج و حشم
روز قبضے ہین نئی ایک زمین کرتے ہین

بوسے لینے کی نخچہ خو ہی اپنے لیتا ہون
اونکو عادت ہی نہین کی جو نہیں کرتے ہین

اپنی تقدیر کو روتی ہین تمہارے آگے
کیون خفا ہوتی ہو تم شکوہ نہیں کرتے ہین

گالیان لاکھون ہی دیتی ہین پھر اوسپر یہ بت
بیدہین ہنستی ہین کچھ بات نہیں کرتے ہین

شیخ حق حق تری کیا جلکے ہی آوازہ مراد
وہ ہی ہو حق جو خدا بات نشین کرتے ہین

بڑھ کی اللہ سے بھی ہند کی ہیں مغرور
شرم کی آڑ ہے جو منہ نہیں دکھلاتے ہیں
بوسہ لب تو دیئے خال کا بھی بوسہ دو
کوئی جاناں نہیں لگ جاتا ہیں مجھ سے
جوش وحشت نے بنایا ہی ہمیں مجنوں کی
لن ترانی کی تری سی صدا آتی ہے

جو کلیم آئیں تو یہ بات نہیں کرتی ہیں
ظالم در پردہ بت پردہ نشین کرتے ہیں
منہ کو سب کہاں کی مٹھائی نمکین کرتے ہیں
لوگ کیوں مجھکو پریشان حزین کرتے ہیں
شام کرتے ہیں کہیں صبح کہیں کرتے ہیں
منہ دکھانا تو کجا بات نہیں کرتی ہیں

نطق کی سادگی اوس شوخ کی پرکاری ہی
وہ جو دم دیتا ہے اوسکا یقین کرتی ہیں

دست سر ماتم زدہ ہیں جبیں ہیں
کچھ ہوش ہیں ہم محفل خوباں میں نہیں ہیں
مغرور نہیں کہتے ہیں جو زانو پہ گرے ہیں
اور ترک تری تیغ جفا سے نہ بچیں گے
عشاق کی فریاد و فغاں آپ کو سنکر
عشاق کو تم دفن کرو کان نمک میں
تب جیتے ہیں جب کھیل گئی جان اپنی
یہ جوہر نایاب تم میں نہ عدو میں
بہتر ہے جنازہ جو اوٹھے پردہ شب میں
ہنسنے ہی عبث چرخ ستمگر کو کدورت
سنتے ہیں جہاں آپ کے جلووں کی حرافات

بزم عمر و اندوہ کی ہم صدر نشین ہیں
بیٹھے ہیں پریشان ہیں یا اور کہیں ہیں
تنہے چمن دہر کے سب چین جبیں ہیں
بیٹھے ہوئی بیٹھے ہیں کشتی ور میں ہیں
جھنجھلا کے وہ کہتی ہیں یہ قیمتی ہیں
تا جانیں یہ سب کشتہ [illegible] ہیں
کیا تمہاری جفائیں بت بے مہر کہیں ہیں
سنکر جسے کہتے ہیں وفا کا وہ ہمیں ہیں
ہم کشتہ شرم صنم پردہ نشین ہیں
ہم تو صفت نقش قدم خاک نشین ہیں
موجود پتنگی کی طرح ہم بھی یہیں ہیں

آتی ہین تصور مین وہ گھر بیٹھے ہین جیسے — پھرتی ہین وہی آنکھون مین کیا پردہ نشین ہین
دونون ہین برابر کے مزیدار ہین دونون — لب جتنی کہ شیرین ہین تل اتنی نمکین ہین

ہر بحر مین ہی نطق مرا اعلم ہے جاری
غزلون کی زمینین مرے سرسبز رنگین ہین

جلال عشق سلی وہ سا بتونکا ناز نہین — جو ہی نیاز نہین وہ مجھی نیاز نہین
ملین نہ آپ تو کیا غم مجھے بہت ہین حسین — فقط حضور کی خدمت مین کچھ نیاز نہین
فروغ بزم سخن مین ہنو گا روشن ہے — برنگ شمع طبیعت اگر گداز نہین
رقیب کو ہی سمجھتے ہین میرا ہم رتبہ — حسین ہین وہ مگر حسن امتیاز نہین
برنگ آئنہ کہتا ہون نیک و بد منہ پر — مین صاف دل ہون طبیعت زمانہ ساز نہین
عدو مین وسکی جگاتی ہین کس طرح نکرو — کہ خواب بخت مرا او نکا خواب ناز نہین
گرینگی زلف کو بڑہتی ہی وہ کمر کوتاہ — حرام زادگی رسمی یہان دراز نہین
نہ جانے سر ابھی بخت تنگ سو رہا — شب وصال تو اتنی بہت دراز نہین
مین ایک صور ہون نالو نشی سبق کہی — نہ چھیڑ مجھی لگا مجھی پھر کیسے کرسا نہین

ملکسن آجو نکو ابی نطق یہ گوارا ہو
مری مذاق مین شیرین تو تشنہ آز نہین

معتبر کب ہین جور کی باتین — واعظو ہین یہ دور کی باتین
ڈر ہی او نکو نہ بدگمان کر دین — اس دل نا صبور کی باتین
حسن پر تم خدا کو بھول گئے — ای بتو یہ غرور کی باتین
کھولی ہی شیخ کی دکان فریب — وعظ کیسا ہین زور کی باتین

لن ترانی کی ہمکو تاب نہین
جانین موسی ہی طور کی باتین

گلفشان ہو جہان ہین بول سنین
کان کہکر حضور کی باتین

تذکرہ صلح غیر کا کیسا
پہر نکالین فتور کی باتین

نطق اوس ماہرو کا کیا کہنا
نور کا منہ ہے نور کی باتین

کچھ جو ہنگ التفات کے اب پائی جاتی ہین
آنی کی خواب ناز تو نکو دکھلائی جاتی ہین

نامحرمی عکس سے شرمائی جاتی ہین
آئینے کو ہٹاؤ وہ گھبرائی جاتی ہین

آلودہ نجاست عصیان ہین پاک ہون
ہم اسلیئے پسینے مین نہلائی جاتی ہین

گھٹ گھٹ کی مارے شرم کی گو ہو گیا ہلال
لیکن وہ اب بھی ماہ کو چمکائی جاتی ہین

کیون مضطرب ہے دیکھیے کسی کھینچ لاتی ہے
ایدل ذرا ٹھہر وہ ابھی آئی جاتی ہین

وہ بعد غسل چھوڑتے ہین منہ پر اپنی زلف
بال اونکی تاب حسن سی سکھلائے جاتی ہین

لیلی کی کتنی لڑتی ہین مجنون کی نعش پر
دو بدلیونکی واسطے بولائی جاتی ہین

مین ہون ازل سی جیب دریدہ ز وحشت
چاک قبا ہی گل کہین سلوائی جاتی ہین

کیون دل لگایا تھی قول لب پر اونکی آ
یہ میوی وہ نہین ہین کہ جو کھائی جاتی ہین

حیرت سی چشم و دل مین ہین آئینہ بند باز
کہری یہ کس کے واسطے سجوائی جاتی ہین

غیرونکو کس تپاک سے لیتے ہین بڑہ کے وہ
فتنے مری اوٹھانیکو ٹہلائی جاتی ہین

وعدے بھی اونکی آئینے خوش یادگی سی ہون
جھوٹی جو میری سر کی قسم کھائی جاتی ہین

کل غیرونکی لیے تو نکالی گئی تھی ہم
آج اورونکی لیے وہ نکلوائی جاتی ہین

یارونسی ہم خیراتی مین نکہین جو دیکھی دل
کہوئی ہوئی کہان کی کہان پائی جاتی ہین

پہلے گہڑی بھی ہوتی باتی تھی تم اُن
اتنا تو اب ہوا ہے کہ جھنجھلائے جاتے ہین

بس کہا چکی حضور ہوا سیر ہو چکے
چلیے کہ ہون شرم سی کہلائے جاتے ہین

اوس گلکی گفتگو ابھی شاید سنی نہین
اپنی جو نغمہ سنج چمن گائے جاتے ہین

پریان بھی کہو مین ابھرون انہی تا رہے
حورین بھی حیرتین ہین کہ لیے پائے جاتے ہین

کیا باسی ربا کی ہوی نطق باغ باغ
پہولی نہین سمائی چمن اترائی جاتی ہین

یہ بھی تو کم نہین کہ ادہر دیکھتی تو ہین
غصے ہی سے سہی وہ مگر دیکھتے تو ہین

مجھکو ذرا گلاب منگا لینے دیجیے
جرأت آپ کے زخم جگر دیکھتے تو ہین

کہتا ہون عقل سے نہین بینائی وہ بھی ہم
کہتا ہون کہ تمکو روزن در دیکھتی تو ہین

حال آنکہ ہین وہ غیر کے آنے کے منتظر
در پر ہین کہ رہا ہون ادہر دیکھتے تو ہین

دلکو تری نگاہ ہی پالاگ کیا خبر
لیکن کچھ التفات ادہر دیکھتے تو ہین

رستی ہین وہ بھی پردہ شوخی مین بیقرار
کچھ اضطراب دل کا اثر دیکھتے تو ہین

آنکھین بھی فتنہ زنتہ لڑائین گی دیکھنا
اب گاہ گاہ بھر کی نظر دیکھتے تو ہین

میری سی شکل ہو گی ہی شکل اگر رہی
آئینہ آپ وہ پھر دیکھتے تو ہین

طالع جو ہین سا تو پہنچے ہین اونکی پاس
ہمسایہ مین کرائے کو گھر دیکھتے تو ہین

پہلے سی کچھ زیادہ تغافل ہی یار کو
اے آہ مرحبا یہ اثر دیکھتے تو ہین

دیوانہ نطق ہے کہ نہین کیا خبر مگر
گلیون مین اوسکو برہنہ سر دیکھتے تو ہین

مطلب نار جانتا ہون مین
ہرن سے آشنا ہون مین

لب جان بخش یار کہتا ہے
درد ہوں درد کی دوا ہوں میں

گل سے کس آن سے وہ کہتی ہیں
تو تو لالہ ہے میرزا ہوں میں

پس رہا ہوں فلک کے گردش سے
سنگ زیرین آسیا ہوں میں

شہر آشوب میری وحشت ہے
گردش چشم سرمہ سا ہوں میں

نہ ہو دیکھ کے مجھے انجان
آشنا ہو نہیں آشنا ہوں میں

میرا سودا سر شہان کو ہے
سایۂ شہپر ہما ہوں میں

کر رہے ہیں وہ مجھ سے وعدۂ وصل
دل میں کہتے ہیں ٹالتا ہوں میں

دیکھ لو جان کا نکلنا ہے
اور ٹھہرو کہ ہو چکا ہوں میں

تیری شہرت ہے میری رسوائی
گو برا ہوں مگر بھلا ہوں میں

رشک سے ہو نہیں نطق بزم آشوب
چشمک چشم آشنا ہوں میں

جادو بھرا ہے سرمے کی چشم سیاہ میں
غمزے کی تیغ سونپی ہے مست نگاہ میں

عشق بتان کی آگ یہاں بھی کیا پلاک
کعبے میں آ چھپا تھا خدا کی پناہ میں

وہ ست گیا جو صومعہ تو تار سبحہ سان
گن گن کے سو سو دل لیے ہر ہر نگاہ میں

ہم سوختہ دلوں کی جلانے سے فائدہ
مشعل سینہ ہونگے تمام ایک آہ میں

بدنام میں ہوا ہوں تو رسوا ہوا ہے یہ
وہ بھی شریک ہے مری حال تباہ میں

میں کہ چکا ہوں قیمت دل بوسہ تم کہو
کتنے کا مال ہے یہ تمہاری نگاہ میں

زندان کو اے جنون لیے جاتی ہیں مجھے
حیرت ہے پکڑی جاتی ہیں ہم کس گناہ میں

کیا ایسا ننگ نام ہے کیا ایسا پاس ننگ
گھر میں بلاتے ہو نہ تو ملتے ہو راہ میں

اشعار کا صلہ تو رہا در کنار نطق
اب لوگ بخل کرنے لگے واہ واہ میں

غمگین وہ ہوں آنکھوں میں آنسو بھی بھری ہیں
لی بس رخ تصویر میں جو بلتی تو مزہ بہتا
کیوں گا و جر یاس و الم فربہ ہوئے
پر کبی ہوئی ہیں تابع وفا خوب ہمارے
کیا مانع دیدار ہوئی شادی دیدار
بوسہ جو میں لی لوں تو وہ کیا میر زنگی
ای بیخودی شوق او نہیں یاد کرے کون
نقاش ازل جو مٹی لبیں تہ ہی تیرے
کیا کیا ہیں جوانان حسین نازو ادا میں
میں او تکی لپٹ جانی کو سمجھا ہوں عنایت
سیفی ہی کا بیمار مسیحا بھی یہی ہے

ہر قت لبوں پر مری نالی ہی دھری ہیں
ارمان ہی ہاں مرے دل میں ٹھہری ہیں
برسوں ہی کی کشت تمنا میں ہری ہیں
گو انکا چلیں کم ہو مگر سر لے کھڑی ہیں
الو ای ہم اس وقت تو ہو وقت مری ہیں
رہ جائیں گی تجھے سمجھی کہ کیا ری ہیں
ہم اپنی ہی عالم میں عجب بی خبری ہیں
تصویر میں اوس شوخ کی کیا رنگ بھری ہیں
تیری سی حسن میں پریوں کی پری ہیں
اور اصل میں وہ دیکھی کچھ خواب وری ہیں
اوس لب ہی اگر مردی جی زندہ مری ہیں

لپٹ لب شیریں تک میں کیا موی خطا ای نطق
یہ مور چے جھٹے ہیں شکر منہ میں بھرے ہیں

سب بیک جلوہ جسے ہوش ربا کہتے ہیں
ستم و جور کو ہم ناز و ادا کہتے ہیں
ہم سمجھتے ہیں وہ انداز تحمل تصحیت
عیب کو اپنے ہنر حسن کے ٹھہرا لے ہیں

ایسی ہی حسن کو ہم قہر خدا کہتے ہیں
اپنی خوبی ہی پر وہ نکو بھی سلا کہتی ہیں
آپ جن فتنوں کو تمکین و حیا کہتے ہیں
بیحیائی کو وہ مستی ادا کہتے ہیں

113

اپنے نزدیک تو غنا حسن کی مختاری ہے
کچھ عداوت نہیں مجھسی مگر اوس محفل میں
آئی ہی یکایک انداز میں اونکی شوخی
دل سے تا خار مژہ اوسکا ہو کچھ معلوم
شب وصلت کی مکافات عمل ہوگئی
بیجا ہی گل ناز کا بس کہہ جانا
کان تک یار کی پہنچی یہ خدا کی قدرت
لاگ سے ہی تو سہی ہنسی اونہیں ایک نگاہ و
آبرو پائی [illegible] دولت اچھی
گالیاں کھائی [illegible]
آنکھ لگتی نہیں [illegible]
بیوفائی سے حسینوں کی [illegible]
لی جلو دین سے پہلے مرے دیکھو دیا ان
اونکی شوخی کا ہون کشتہ کہ دیت خواہ ہو

اور مجبوری الفت کو وفا کہتے ہیں
اچھی بنتی کو مجھی لوگ برا کہتے ہیں
حوصلہ تنگ ہے جنکا وہ جفا کہتے ہیں
ضعف میں اشک کو ہم آبلہ پا کہتے ہیں
ہجر کی رات کو ہم روز جزا کہتے ہیں
غنچہ جب تک ہے اوسے شرم و حیا کہتے ہیں
ناز سے آہ کو ہم زلف رسا کہتے ہیں
چھیڑی جانے کو بھی ہم اونکی وفا کہتے ہیں
جو [illegible] سمجھتے ہیں برا کہتے ہیں
بیدر [illegible] اٹھتے ہیں
خواب خوش [illegible] قضا کہتے ہیں
جان [illegible] کہتے ہیں
دیکھیے لو کیا [illegible] کہتے ہیں
خون میرا ہی مگر رنگ حنا کہتے ہیں

قطعہ
روتے ہیں سب پانی ہی لگا کر گھڑا
مرثیہ کہتے ہیں وہ شعر تو کیا کہتے ہیں

تب وصل کا مزا ہے جو یہ رنگ ڈھنگ ہو
معشوق شوخ و شنگ ہو عاشق دبنگ ہو
یعنی وہ مست ناز و ادا ہو میں مست شوق
دونوں کو اپنی اپنی طرح کی ترنگ ہو
بوسے بجائے نقل ہوں لب صرف بے دریغ
آپس میں دور جام مئے لالہ رنگ ہو

بیباکیاں ادہر ہوں اودہر حجابیاں
آکر مزے میں دونوں لپٹ جائیں یکبار
جب بے تکلفی کی یہ نوبت پہنچ چکے

شرمندہ جس سے شمع ہو پروانہ دنگ ہو
اوسکو ہوا ایک جوش اسی ایک اومنگ ہو
پھر کیا حصول کام دلی میں جو ننگ ہو

ای ناطق اور ہو جو نہ ایسا تو صبح تک
وہ شرم سے خجل ہو اودہر یہ تنگ ہو

ہو گئی صبح منگا تیغ تو سر کاٹنے کو
مول لی تیغ نہ عشاق کے سر کاٹنے کو
دیکھ اداسے کہ نظر سینے کو افگار کرے
چشم بد دور جوانی میں عجب نکلا رنگ
جوش وحشت میں جو صحرا سے وطن کو آیا
مرے گننے کو شب ہجر میں تارے نکلے
بولنے کو جو وہ شب وصل ہوں تو صبح صبا
وای تقدیر کہ آئی تھی گلی میں اوسکے
کیا بری آنکھوں سے دربان اودہر گھورتا ہے

جاو لگا دن غم فرقت کا کدہر کاٹنے کو
بس ہے اونکی لیے شمشیر نظر کاٹنے کو
یار کچھ ڈھب بھی ہے درکار سپر کاٹنے کو
جائے باغ کو رنگ گل تر کاٹنے کو
دور سے دیکھ کے دوڑا مجھے گھر کاٹنے کو
مشغلہ تہ لگا تا بہ سحر کاٹنے کو
ہو چھری گردن مرغان سحر کاٹنے کو
ق دو گھڑی چین سے ہم خستہ جگر کاٹنے کو
سگ لدار جھپٹتا ہی اودہر کاٹنے کو

ہوں نکما نہیں خلقت کا سبب کہتا ناطق
مجھکو بھیجا ہے یہاں عمر مگر کاٹنے کو

معشوق کے تپاک سے عاشق ہلاک ہو
قصہ تمام عمر کا دم بھر میں پاک ہو
سر ہے وبال دوش مرا قتل کیا گناہ

گرمی کری جو شمع تو پروانہ خاک ہو
تیغ نگاہ پھیر دو جو عاشق ہلاک ہو
تلوار لا مجھے دے اگر تجھکو باک ہو

اینڈا اگر ہی بڑی ہوئی ناشتر چین سے
مستو نکا ڈہیر لعبہ فنا زیر تاک ہو

اوس شعلہ خو کی کسکو بہلا تاب التفات
گرم اس قدر رنگ ہے کہ بس جلکی خاک ہو

کیا طاقت ستم کہ نہیں ہے دماغ ناز
کون ایسی نازنین سے اندیشہ ناک ہو

بوسہ رولا کی تجھکو رولاتا ہون اس لئے
دہو دہا کی تا نگاہ تری خوب پاک ہو

ای نطق دل میں تجھ میں نفس شرر ہی
کم شیر سے نہ باولی کتے کی ڈاک ہو

آپ بیساختہ بنتے ہین بگڑ کر گیسو
ہاتہ مشاطہ کی ملواتی ہین اکثر گیسو

لوٹ گئے کوتہی بخت سے بڑہ کر گیسو
دوش پر بار کمر کو ہوئے دوبہر گیسو

ہین بلا تو نہین رکہتے عمل اپنے روکا
اور ہین سانپ تو رکہتے نہین منتر گیسو

کہل گیا کہلتے ہی موباف کی شیرازہ سہا
نظر آنے لگے مجموعہ ابتر گیسو

دوش نازک کو ہین کیون بار کہ یون ہی تو کمر
خال رخسار کا بن جائین سمٹ کر گیسو

شمع عارض سی اوٹہا تہا دم تزئین دہوان
رہ گیا معجزۂ حسن سے بنکر گیسو

رونق اسلام کی ہفتاد و دو ملت سی فزون
ایک رخسار کی زینت ہین تہتر گیسو

بال بیکا نہو شانی کا جو اونکی سنوار
ہاتہ میرے ہون قلم آپکے چہو کر گیسو

بال ساقی نہ بنانی تہے دم بادہ کشی
کشتئ مے کے لئے ہوگئے لنگر گیسو

تیرے منہ لگکے کیا خستہ سینے اندہیر
تیرے سیر چڑہ کے زمانے کی چڑہی سر گیسو

مال مارا ہی تو کیا سانپ بنی بیٹہی ہین
گنج عارض نہی سرکتے نہین دم بہر گیسو

دلکی چوری کی بحث دزد حنا پر تہمت
نگلے بیٹہا ہے اوسی صورت اژدر گیسو

دل نہ کیون تنگ سے ذرات پریشان رہیے
گہیرے رہتے ہین رخ یار کو اکثر گیسو

راہ چلتوں کو لگا گھونٹ کی پہچان کیا
یہاں نسیان شکنجے ہیں یا تری شکن گیسو

رنگ شہ ہوی جنبش لب تمہاری صدقے
رخ کا کیا رنگ ہے کیسے ہیں مشکین گیسو

واہ کیا جھوم رہی ہیں رخ ساقی کی طرف
ہیں یہ مست مئی حسن سے کافر گیسو

آڑ ہے شرم کو کیا تم سے تکلف نکرو
ہیں بہت پردیکو بکھرے ہوی منہ پر گیسو

چل بسا حسن مگر اہل محبت نہ ملے
اونکے پانو تلکو ابھی ہیں وہی لٹک گیسو

سچ ہے ہر سر نہیں سامان جنونکی لائق
اور رہا نہ یہ سودا ابھی نہیں ہر گیسو

صورت اہل میں ہونگے فرشتے قیدی
اوڑھے پھیکین گے کمندیں جو فلک تک گیسو

چاندکی اسیے سی ہو وہ چندان ولق
رخ کو ہماری یہ خوبی ہیں مقرر گیسو

خوف ہم کہاتی ہیں جبھو سی مگر جان کے خال
سانپ سے ڈرتی ہیں ہم لیک سمجھ کر گیسو

ہمدم او الجھن سے پھر مری دل کو تو سمجھ نہیں
آج سلجھاتی ہیں سنکر مقرر گیسو

نطق مشتاق کی طبع رسا کو دیکھو
شاہد نظم کی سلجھائی ہیں کیونکر گیسو

کیا دم فکر دکھائی ترے گیسو مجھکو
کھل گئے جو سر آئینہ نہ آنکو مجھکو

عشق ہوتی ہی وہ تل ہو گئی بچھو مجھکو
سانپ بن بن کی ڈرانے لگے گیسو مجھکو

کم ہے جتنا کہ دبائی ہی لحد تو مجھکو
ہوں وہ مجرم کہ دبائیں ہیں پہلو مجھکو

بیقراری کا اثر یار کو بس میں لایا
نہ کہا نپی ہی دلبر سے قابو مجھکو

ای ستمگر تری آنکھوں سے ڈرا ہوں ایسا
کہ چھلاوا نظر آتا ہے ہر آہو مجھکو

بوی گل سے بھی زیادہ مرا نازک ہی مزاج
ای صبا دیکھ یہ نکہت چھیڑ لے ترا بو مجھکو

بادشاہی سے گدائی در میخانہ کی
جام جم کی ہے برابر مرا چلو مجھکو

سلطان سخن

رو دیا رات کو بیٹھے یار دم بازگشتی
چند قطرے جو لیے ہو گئے آنسو مجھکو

کیا بلا تیرے غم اے شکل پری کا ہے جنون
ہے پریشانی دل حور کا گیسو مجھکو

ایسے دیتے ہی تو دیا ہے قضا نے ازل
کیا دیا ہے جو دیا ہے بت بدخو مجھکو

جان لی صبر کا خمیازہ برا ہوتا ہے
باز آ ظلم سے ہتوڑا نہ ستمگر تو مجھکو

کیون مین لپٹا مجھے پہلو سے جو ہوتی ہے خبر
پیٹتے ہی کو ملے گا سر و زانو مجھکو

اے جنون جوشش وحشت سے ہی گر یاد ہے
نہ بنا دے کہین ہوج رہ آہو مجھکو

اے فلک ہوتی کشش جو جمک ادنی کی ہے
عوض اختر کے جو ملتا کوئی جگنو مجھکو

ہے تواضع مری خلقت مین ازل اے خل
قد خم گشتہ ملا صورت ابرو مجھکو

اے صدف تجھکو مبارک ہین گوہر تیرے
ہین بہت حق کی دی ہوئی سوتی آنسو مجھکو

لی راہ وحشت دل اور چمن مین جا کر
نکہت گل سے جو پایا آئی تیری بو مجھکو

کیون نہ اے نطق کرون سجدۂ شکر و عیدین
چاند عیدین کے ہین یار کے ابرو مجھکو

چاہیے آنکھ کو اب ہوش کی روئی مجھکو
ہمہ تن داغ گل ہونگا ہوں ہوئی مجھکو

ٹھنڈی آہین نہ بھر کوئی نہ روئے مجھکو
آئینہ جاؤنگا نہ تری مین بھگوئی مجھکو

میرے رونی سے ہی اس پردہ نشین کو کا ڈر
کہین ساتہ اپنے نہ کمبخت ڈبوئے مجھکو

دم مرا تیری خموشی سے گھٹا جاتا ہے
ہنسکے بولی نہ اگر جلد تو روئے مجھکو

چند اشکون کے یہ ہستی کہ بہا دین ناموس
آب ندک کا یہ طوفان کہ ڈبوئی مجھکو

خال رخسار بنایا ہی سیہ بختی نے
ہون وہ دانہ نہ کوئی کھائی نہ بوئی مجھکو

سر سے پا تک ہو نہین آنکھ وہ عصیان کی سب
ابر رحمت کو اشارہ ہو کہ دہوئی مجھکو

کیون نہ رحم آئی محبت کا اثر جا ہی کہان
آبروِ حسن کی ہون عشق مجسم ہون مین
سر مژگان ہی ہر لخت جگر کی ہی مراد
سبزۂ باغ ہون خود ہو گی ہی کشتو نما

آپ ہی قتل کری آپ ہی روئی مجھکو
ہی بنا سب کوئی محبوب نہ کہوئی مجھکو
پھول ہو جاون وہ بالی مین پہنے مجھکو
نہین پروا چمن آرا تو نہ بوئی مجھکو

پھول کی طرح ہنسی تھکو چراغ تربت
مر بھی جاؤن تو کوئی نطق نہ روئی مجھکو

دیکھو نزاکت صنم شوخ و شنگ کو
روون جو یاد کر کے بت شوخ و شنگ کو
شاعر مثال جعد بت سبزہ رنگ کو
لونڈی بنا و دخت رز شوخ و شنگ کو
پر طائر حواس کی کاٹی جو چرخ نے
تجھسے کرین مقابلہ کیونکر بتان چین
اے جذب دل حنا کا نزاکت کا عذر کیا
صد آفرین کہی تری چٹکی کی زور پر
پردہ مین شب کی صبح بھی ہے اسکی گھات مین
ہمنے جو لی اثر کیے نالے تو کیا ہوا
نازک مزاج ہو نسے مری ڈر گیا وہ بت
آئے وہ دن کہ تیغ کو گردن گلے لگائی
کیون گور پر کھڑا ہی عدو کوئی ...

شیشے سی بھی لطیف بنایا ہے سنگ کو
آنسو سلام آنکھ کا پہنچا تین گنگ کو
جمنا سے غوطہ مار کے لائے نہنگ کو
رند و اوٹھو چلو تو جہاد فرنگ کو
وہ سب عطا کیے مری چہرے کے رنگ کو
اندھے نہین ہین دیکھتی ہین چشم تنگ کو
لاؤ سکو چلنے دی نہ کبھی عذر لنگ کو
گویا کرے خدا جو زبان خدنگ کو
ہنستا ہی کیا چراغ جلا کر پتنگ کو
کرتے ہین لوگ یون ہی تو خالی تفنگ کو
شیشے سے آج توڑ دیا ہے پہنے سنگ کو
جو سین دہان نے خم زبان خدنگ کو
لیتا ہے بت ہٹا مری چھاتی پہ سنگ کو

ہوئی پھر آئی ہاے رقیبوں میں بیٹھکر
جوش جنون نے ہاتھ اوٹھایا ہے سوے جیب
مضمون باندہ کی رنگ و تصحیح کے
ہر بار پھول کی منقار رہ گئے

وہ بت اوڑائیگا مرے چہرے کے رنگ کو
بس آج سی سلام ہے ناموس و ننگ کو
ملک سخن میں پائی ہیں اہل فرنگ کو
بلبل اڑا سکے نہ کبھی تیرے ڈھنگ کو

اوسکو سکوت ہوگا تحمل نطق سے
خاموش شمع ہوگی جلا کر پتنگ کو

علم جو قتل کو شمشیر جو ہر یار کی ہو
چمن میں بحث جو رنگ رخ نگار کی ہو
وہ مستیان نہیں کہتی ہے نرگس شہلا
عجیب لطف ہی زیور سے قد نازک کا
صبا جو چھیڑ رہی ہے چمن میں سنبل کو
نسیم سے ہی مکدر دماغ نازک یار
کسی میں ہی تھا ہی گل پھر سبب ٹھہراون
میں تیری آنکھ کو طفلی سے سمجھتا تھا
صفای عارض گل وسکو آئینہ دکھلائے
ہمارے ہاتھ سراسر ہیں یار گل خوردہ
وہ اور مجھسی کریں وعدہ آہ میں تھ یہ تھے

ہزار کی ہو نہ کہتی نہ دمن اسکی ہو
اوڑی یہ شرم سے نکہت ہوا بہار کی ہو
جو کچھ ادا ہو تو اوس آنکھ کے خمار کی ہو
نہ شاخ گل کوئی گلشن میں اس بہار کی ہو
یہ وہم و رشک مجھے ہے نہ زلف یار کی ہو
شمیم گل نہ کہیں ہم اثر غبار کی ہو
گلہ نہ سر اشکایت روزگار کے ہو
قریب ہے کہ یہ آشوب روزگار کی ہو
صبا جو تاب نہ اوس لف مشکبار کی ہو
ترے گلی میں جو ڈالیں بہار یار کی ہو
کہ رات بہر اسی تکلیف انتظار کی ہو

تم اوس گلی میں مجھکو اوسکو لطف یہ ہے
نگاہ یاس بھری حسرت امیدوار کی ہو

انہونون جوش صفائی کی یہ شکل
بیچ عارض آرسی آئی نہین

پاس ای موت بہی شب غم آ گہڑی نہو
دور اپنی تیرگی شب غم کبہی ہو
ٹہہری نہی جہیٹر حیا کی کہین بیحجاب
کیا روئی یار کہول کی دیکہون شب وصال
مجہ دل جلی کی خاک کو تا ن ای صبا چہیڑ
تسکین خاک ہو مجہے تصویر یار سی
کیا شرم کی اوس آنکہہ مین ہی ڈل فریبیان
ای چشم تر نہ چاہیکا رونی سی سوز دل
مٹہ مانگی پائین ہماری ادین تو کہو سو
ہم چل کہڑے ہوئی ملک لوگونکی جو ساتہ
منظور دید مین ہمین شرکت کبہی نہین
کیون آئی گہر سے یا وہ عزیزان اگر آسی
گلچین تو پہول توڑ ذرا دیکہہ بہال کر
آزردہ دل ہین دیکہو وہین سینی سے ہم

جو ہر کیا جو چاہون تیر چہیڑ سے نہ ہو
سو چاند ساتہ نکلین تو کچہہ روشن نہو
یہ ہی نصیب اپنی ا وہین گدگدی ہو
ڈر ہے کہین سحر تہ چار رحیمی نہ ہو
چنگاری کوئی راکہہ کی نیچی دبی نہ ہو
کاغذ کی چاند سے تو کبہی روشنی نہ ہو
مجہکو ہی یہ گمان ہی سو ہنسے نہ ہو
پانی سے یہ لگی کہین اپنی بجہے نہ ہو
دو باتین مین جو عرض کرون ایک تہی
تہا یہ خیال او نہین کا کہین آنی ہی نہ ہو
ای بیشک تو ہم نہون یا آسی ہو
نخر بت مین سیاہ ترکون جی جو مجہکسی نہو
بلبل شکستہ بال کہین گلستی نہو
کچہہ اور دل لگی ہین کہین دل لگی نہو

کرتی ہو نطق لوگونکی ہر شب حرام نیند
فریاد کا تمہاری کوئی نالشی نہ ہو

دیکہتا ہون دل لگی اینہ مین اوس تمثال کو
حسن ڈہونڈہی خود فروشی کی لیئی لالا کو
میر لوگونکی طلب سے ضد یہ ہی اطفال کو

کہدو دیکہی آسکے اسکندر رہبری اقبال کو
شرم کو یہ کہد نہ دیکہی آئینہ تمثال کو
کاٹ ڈالا منشئ نے باب استقبال کو

یار آتا ہے خدا جانے شب غم کس ہوش
روح جاتی ہے لینے کسکے استقبال کو

آستان یار پر ہونا جبیں سائی نصیب
خاک دی تاج شرف بخشی بلند اقبال کو

ٹوکری نا چیز کو بھی چیز ای نقطہ نواز
کر دیا زینت دہ روئے حسینان جمال کو

ہوئی بندی کی طرح وارفتگی ہر ہر قدم
دیکھتی چلتے اگر رفتار اپنے چال کو

ای قناعت تو نے ہاتھ اوسکی کیا حسن سلوک
دیکی افشی کر دیا بس ایک دانہ خال کو

صاف رخ مین آئینے کا منہ نظر آنے لگا
آئینہ حسن صفا نے کر دیا ہے گال کو

شوق طوطی کا ہے جنکو عشق خط سبز ہے
اور عاشق لعل لب کے پالتے ہین لال کو

وصف گیسو مین ہمارا ذہن ہے باریک بیند
وقت فکرت کھینچتے ہین بال کی ہم کھال کو

کیا اشارہ میری نسبت غیر نے تمسے کیا
کیون ہنسی آئی آنکھ کیا سوجھی ہے اس دجال کو

دو قدم تکلیف کی تمکو اجازت دی جو ناز
دیکھ آؤ جا کے اپنی نطق خستہ حال کو

سر ہے سودائے یار کرنیکو
دل ہی جی ہے پیار کرنے کو

تیغ مجھ پر ہین وار کرنے کو
آپ ہین مار مار کرنے کو

اس طرح کا حسین جیسے تم
کسکو ملتا ہے پیار کرنیکو

وصل کی شب ہے لوٹ لینے دو
دن پڑا ہے شمار کرنے کو

سونے دے ای دل آگ لگ جائے
رات بھر یار یار کرنے کو

لی چلی ہمکو دل کی بیتابی
کوی جانان مین خوار کرنیکو

بد بلا ہے شب سیاہ فراق
عامل آئی حصار کرنے کو

جلد جانے سے اور کیا مطلب
آئی تھی بیقرار کرنے کو

ق

نور نظر مین

وہ بتے پھر وعدہ ای خلاف	ہم ہوئے انتظار کرنے کو
روبرو اوسکے رکھدیا کسنے	شمع کو شرمسار کرنے کو
دل ہی گننے کو ہجر مین گہڑیان	رات تارے شمار کرنے کو
ہم نہین کچہ بہی پرچے کیا ہین	عاشقونمین شمار کرنے کو

نطق یاروں کی تم سنو جو سلوک
پہر نہ چاہیے یار کرنے کو

تا بکجا اس عقل و دانائی کے ساتھ	تک رہے ہو مجہ سے سودائی کے ساتھ
رخصت ای ناموس ای ننگ الوداع	عشق کا ہی لطف رسوائی کے ساتھ
مٹ گئے بس دیکہکر تیرا ابنا	بگڑی ہی ہم تیری خودآرائی کے ساتھ
ہے مصیبت ہر گہڑی کا اضطراب	دل خدا دی تو شکیبائی کے ساتھ
کیون حریف یا وہ گو کے منہ لگون	بحث کیا بلبل کو غوغائی کے ساتھ
لاگ ہے تیری یا کی دل کی لگاو	ہون جسے افسوس شوخ جائی کے ساتھ
عشق مین لائین بہی مجہپر بلا	فتنہ ہین آنکہین بہی بینائی کے ساتھ
ایک لشکر ہے ہجوم یاس سے	ای صنم تیرے تمنائی کے ساتھ
ہے بلا کی جان عالم ہر ادا	دم نکل جاتی ہین انگڑائی کے ساتھ

کون سی خوبی نہین اوس بت مین نطق
خوش ادائی بہی ہے رعنائی کے ساتھ

مست ہو مے پیو سرو کے ساتھ	ہم بہی لوٹین ہی حضور کے ساتھ
ساغر چشم چہلکے پڑتے ہین	مے جلوہ ہے کس و قور کے ساتھ

وہاں ہون

دہیان ہیں تیری انکی زلف میں ہم
رات سوتے ہیں ایک حور کے ساتھ

کج ادائی ہر اک ادا میں ہے
ناز بہی ہین تو کس غرور کے ساتھ

شب غم میں کہیں جو مرجاتا
تو لگا مارتی وہ حور کے ساتھ

غیر مانع ہے ہم ہی سے نہ مجہے
سگ دیوانہ ہے حضور کے ساتھ

ای ستم پیشہ اسے تغافل کیش
دیکھ ادہر کو ذرا غرور کے ساتھ

رخ پر آتی ہے زلف بل کہا کر
ابر لڑتا ہے برق طور کے ساتھ

عاشقانہ ہے میری طرز فغان
نطق بخشو نمین جاک صور کے ساتھ

نہیں سو بلا مین جان کو بلبوس تنگ کے ساتھ
جہگڑے قضائی قطع کی کس کفن کے ساتھ

ای نطق باغ آئی ہوا دس گلبدنکی ساتھ
جاتے چلو نہ چہوٹ بہار چمن کے ساتھ

بعد فنا کسی سے تعلق نہیں مجہے
سنا راتہا ربط رابطہ جان و تن کے ساتھ

رلانا جہگڑنا اونسے یہ اپنا شب وصال
دولہا کی جہیڑ چہاڑ ہے گویا دلہن کے ساتھ

دشت جنونکو جاتی ہیں ای عیش الوداع
رخصت کبہی بہی کرتے ہیں اہل وطن کے ساتھ

مجہسے پڑے ہین جو پیچ محبت مین ہیچ کیا
دلبستگی ہے زلف شکن در شکن کے ساتھ

وہ نہال نہال حسن کا یہ نخل باغ کا
کیا سیب کو مناسبت اوسکے ذقن کے ساتھ

چل ای فقا کسی یہ بکہیرے لیسند مین
مرتا نہیں مین قید مزار و کفن کے ساتھ

کیونکر گلے لگاون نہ وہ لاسکین بیتاب
جلتا ہے میرا سینہ بہی دل کی جلن کے ساتھ

پروین کو بہی عشق چکہاسے ذرا مزہ
پہنچے پہاڑ کاٹنے کو کوہکن کے ساتھ

اب وہ پری سنبہے ہوئی جاتی ہین بسیر کو
ای آنش جو کہ تو بہی ہو دیوانہ بن کے ساتھ

آئی بہار وحشت دل ہلکولے اڑی
اللہ رے ضعف اب ہماری ہوئی شکل
کہتے ہیں وہ جو دوڑ کے لپٹو نہیں راہ میں
گل کو بھی تیرے ساتھ ہزاروں ہیں شاخ و نگا
رشک رقیب ہو تو سر شام جل بجھے

ہم بھی ہوا ہو گئے بوئے چمن کے ساتھ
گویا کبھی نہ جان کو تھا ربط تن کے ساتھ
عیاریوں کی باتیں ہیں دیوانہ پن کے ساتھ
بلبل نہ بحث مجھ سے دریدہ دہن کے ساتھ
دم بھر کبھی نہ شمع کی دل کی جلن کے ساتھ

آتا ہی تعلق یاد خدا مغفرت کرے
صد حیف اوسکی باتیں وہ دیوانہ پن کے ساتھ

بے تکلف سیر کو نکلے وہ اس چہل بل کے ساتھ
نیکری پر میں جو پہنچا جھومتا بادل کے ساتھ
اون جبین پر یوں شکن ہے قشقہ صندل کے ساتھ
بازو و پر بار بار آتی ہے لہرا کر وہ لف
دونوں ابرو میں تمہاری ہیں اشارے ایک سے
رند مشرب جو ہیں ان میں ہے تواضع بیشتر
لطف وہ بے قید پھرنے کا کہاں زنجیر میں
آپ اگر رخ سے اولٹ دیں سیر گلشن میں نقاب
گل کسی کے ہمراہ ہو لیے چوکڑی کیا کیا غزال
جب بہار آتی ہے پیدا ہوتی ہیں آغ جنون
بیٹھتا چلتا ہے ظالم نے نکالی ہے وہ چال
شہر قدر عاشق سے کب ذی ہیں سید بیٹیاں یہی

لوٹتی تھی سیکڑوں بار ارمین انچل کے ساتھ
موج می اوٹھی مر کے تعظیم کو تیوری کے ساتھ
نقطہ باریک ہا ہو جیسے لوح پر جدول کے ساتھ
کیا تماشا ہے کہ لڑتا ہے وہ ہوا مشعل ساز کی
مصرعہ ثانی کو کتنا ربط ہے اول کے ساتھ
سر جھکا یا ہے جھکائی والا بھی تل کے ساتھ
اے جنون جنگل ہما یا چل بسا جنگل کے ساتھ
بلبلیں ہو جائیں پھولوں کو بھی بلبل کے ساتھ
دشت میں رہ گئی ہے جو قدم چل کے ساتھ
بیٹھتا ہے جسم اپنا پیر فرتی کو ہل کے ساتھ
دل ہی ناداں بیاباں پر قدم چپا گل کے ساتھ
کمر سی جھک بھی گئی تو مثل گیسو بل کے ساتھ

قیس سے ناحق ہے ہمکو بحث فن عشق مین
نطق تم بہی گفتگو کرتے ہو کس پاگل کے ساتہ

ہے جو چہپا فلک کو عرش بریں کے ساتہ
اب بہی بات چیت ہے روح الامین کے ساتہ

دیدار وقت نزع وہ آکر دکہا گئے
حسرت نکل گئی نفس واپسین کے ساتہ

تکلیف درد دل کو نہ دینی تہی ضعف مین
لو جان ہی نکل گئی آہ حزین کے ساتہ

دوگے سوال وصل کا کچہ اور اگر جواب
یہ جان لو کہ ہم بہی نہین ہین نہین کے ساتہ

کیا تیغ اوٹہہ سکے گی مری قتل پر
چڑہنی لگا ہی ہاتہہ جو وہ آستین کے ساتہ

بجلی سی گر پڑی مری کشت امید پہ
اے برق وش تری نگہ خشمگین کے ساتہ

کچہ مجہ گناہگار کو دوزخ بری نہین
جلنا جو اے خدا ہو بتان حسین کے ساتہ

اے دل فریب مکر دغا جہوٹہہ جاننا
وعدہ بتو نکا مان لینا یقین کے ساتہ

تیر کرشمہ گوشہ ابرو سے چہوڑ کر
آہوی دل کو مار کمان کمین کے ساتہ

آنکہین وہ مر ابہی نہ پہرا دے بیٹہہ چہپا
اے جان جا نہ ہو نگہ واپسین کے ساتہ

کیا کیا کہا ہی نزع او نہین منہ سے وصال
لی لی لیے ہین بوسے برابر نہین کے ساتہ

جیسے لپٹ گئی گلے سے روئی ہین کاشق
سوتی لپٹ لپٹ کے گل نازنین کے ساتہ

موج شمیم مشک مری بیڑیان نہو
وابستگی ہے سلسلہ عنبرین کے ساتہ

صحبت برآر قصبہ کی کب پارسا سے ہو
دنیا نہوگی جمع کسی طرح دین کے ساتہ

ممکن نہین کہ بیٹہہ رہ گردی سے فائدہ
اے چرخ بیٹہہ رہ کہین جا کر زمین کے ساتہ

یا روشنی کیا چہپائی ہوائی نطق کہل گیا
چہوری چہپی کا ربط وہ پردہ نشین کی ساتہ

شاعری ترکی کر اول ساتھ میں کہ طفل

تخلص نطق ہے ... نطق ...

شعر چمن کا وہ سہرہ

دہن کا رنگ کا ذوق کا چمن کا وہ سہرہ

پھرون نہ ساتھ کیا میری اختیار میں ہے
غبار دل تو کف طفل نے سوار میں ہے

نہ اس سے پہلے حسین ایسے بے مروت تھے
وفا کا تجھ کو فقط میرے روزگار میں ہے

یہ نیت آجکل کچھ زور دلکو بھائی ہے
ہماری جان تمہاری گلی کے تار میں ہے

رقیب کو وہ لیے اپنے گھر میں سوتے ہیں
حرام نیند یہاں جسکے انتظار میں ہے

عبث نہیں ہے نصیحت اونہیں سی کر ناصح
دل اپنے بس میں نہیں اونکی اختیار میں ہے

جواب چاک گریبان ہے دامن گل کا
بہار جامہ دری کی جنون بہار میں ہے

وہ تاک جھانک کی عادت گئی نہ یکتا
طرف بہشت کی کھڑکی مری مزار میں ہے

چمن میں اوس رخ رنگین کو چھوڑ کر کیونکر جاتیں
وہ کونسی ہے سنے شاخ جو بہار میں ہے

نہ زینہار نکیرین سے وہ بوسے لگا
جو کوئی یار سی روٹھا پڑا مزار میں ہے

یہ لخت دل نہیں اے نطق اپنی پلکو پر
نیا طلسم ہے یعنے شگوفہ خار میں ہے

دہن سخن سے بھرا جیا ہے گفتگو کیا ہے
برای کمر تو بتا تجھہ میں کیا ہی تو کیا ہے

جو منہ چڑھائیگا چور بنگا تیر القش قدم
تو کیون پری تھی سایہ کبھی لگا تو کیا ہے

نہیں جو آئنہ گل کو برای خود بینے
تو پھر چمن میں صبا وجہ آرزو کیا ہے

اگرچہ سوت زمانی میں ہے بہت بدنام
پر اوس حسین کی غمزے کے روبرو کیا ہے

ظہور میں ہے خفا ہے عجب تماشا ہے
کسی خبر ہے تماشا یہ روبرو کیا ہے

وہ ایک طفل دبستان ہے سو بھی تازہ
ہمارے سامنے مجنون کی آبرو کیا ہے

حضور ہی کی اشارے سے چھیڑتا ہی انہیں
حضور ہی کی کرشمے میں یہ عدو کیا ہے

نکل گئے ہیں غم و غصہ کہ کہا گئے حسرت
کچھ اور ذکر کرو دلکی گفتگو کیا ہے

لڑائے جو غیر سے بیوجہ آپ خوب کیا
پر اسکا تذکرہ بندی کی رو برو کیا ہے

مثال صبح ہمیشہ سے ہون گریبان چاک
مین جانتا نہین بخیہ سے کیا رفو کیا ہے

بہی کو زرد کیا آم مین لگایا داغ
تمہارے سیب زنخدان مین رنگ و بو کیا ہے

شہید وہ ہے جو مرکر دکہاے رنگ فا
جو چھوٹ جای جوانی بنی لہو کیا ہے

نجھے بہی حجم نہین ہے مجھے جو صبر نہین
کہے لگا کیا مری عادت کو تیری خو کیا ہے

وہی کہو جو عیسون مین کل کہا تہا مجھے
خلاف واقعہ تقریر دو بدو کیا ہے

چراغ خانۂ دل نور دیدۂ عاشق
کہو نہین اسکے سوا کیا وہ شمع رو کیا ہے

حنا رنگ اگرت نہ چہکنے دے
تو نطق شکوہ عبث ہی ترا ہو کیا ہے

یہی صفا ہے جو رخسار مہ لقا کے لیئے
جلت کو آئنے بہر جا بین کی جلا کے لیئے

حضور دل عالم بہنو بین کہا کے لیئے
بزور تیغ لیئے ملک سب دبا کے لیئے

گناہ بی گہنی ہے مری سزا کے لیئے
گرو شہید شہیدان کربلا کے لیئے

حرم کو کب مین چلا تہا تبو دعا کی لیئے
جو بیان ہوئین موجود دست و پا کی لیئے

شب وصال کا گریہ تہا بہر روز فراق
ہم ابتدا ہی مین فرقی تہی انتہا کی لیئے

وہ آب مین ہون گہر رنگ وہ ہی مین گل اوس
وفا ہے میرے لیئے مین بنا وفا کے لیئے

موو ان لیسیے تہی صحرای نجد کے کانٹے
قدم ہر ایک نے قیس برہنہ پا کے لیئے

مری نجات کی باعث ہونگے ظلم ہوسے
بہانہ چاہیے کچہ رحمت خدا کے لیئے

پلائی اونہین ہی تا وہ بے تکلف ہون
حریف نشے کو ٹہرائی حیا کے لیئے

نہ اسے تپ کہین گرمئی آتش گل سے
چمن مین آئے جا یا کرین حنا کے لیئے

تو شاہ حسن ہے گھر گھر نہ پھر براے خدا
یہ کوچہ گردیان مخصوص ہین گدا کے لیے

لطیف طبع کو ہر انجمن مین بار ملے
کہ روک ٹوک نہین ہی کہین ہوا کے لیے

دہان زخم غنی ہی یہ رغبت قاتل ہے
زبان منہ مین نہین ہے عرض مدعا کے لیے

یہ خون دل کی جو قطرے جمے ہین مژگان پر
بنے بنائے ہین تکمے تری قبا کے لیے

ستم کا قصد جو ہے رخ کا بوسہ لینے دو
کہ وجہ خاص کوئی چاہیئے سزا کے لیے

ہمیشہ نکہت گل ہو قفس مین آتی تھی
یہ تنگی نہین بندش ہے بوی صبا کے لیے

لبان بتون ہی کی مجھکو تو آب حیوان ہین
جناب خضر مرین چشمہ بقا کے لیے

وہ بیگانہ ہو لیے ہر مر لڑائین جو آنکھین
جنہین خدا نے بنایا فقط حیا کے لیے

ادا و ناز تو پہلے ہی لے چکے دل جان
وہ رہا ہے کیا مری پاس تری جفا کے لیے

کیدہر سے قبر مین آئیگی بوی گیسوے یار
ہون ایسے گھر مین کہ روزن نہین ہوا کے لیے

تلاش یار مین وہ زار ہین کہ جسم اپنا
بنا ہے موی مژہ چشم نقش پا کے لیے

برای یار لکھون نقش جب میر اسکی بعد
کرونہین پہلے عمل اوسکے اقربا کے لیے

پری پہ نطق ہے نے رنگین غزل جو گلشن مین
تو لب کہلے وہین غنچون کے مرحبا کے لیے

تری ستم مین کچھ ایسی ادا نکلتی ہے
کہ خود بخود مری دل سے دعا نکلتی ہے

تری گلی مین ہے یہ از دحام لالہ رخان
ہزار کشمکش نسے صبا نکلتے ہے ہاء

بہار کیا ہے نئی سیر کیا ہے گلشن مین
پہٹی پرانی گلون کی قبا نکلتی ہے

ملال زلف مین جانا اُن کی جان جاتی ہے
خدا کا شکر ہے گھر سے بلا نکلتے ہے ہاء

جو وقت معرکہ مردانگی سے کہیت رہے
اونہین کی خاک سے مردم گیا نکلتے ہو

تو اپنے گھر سے پئے قتل عام جاتا ہے
کہ تیرے بھیس میں قاتل قضا نکلتی ہے

تری گلی میں گئی خاک نماں عشق میں ہو
اسی ہی خاک اڑاتی صبا نکلتی ہے

وہی قضا کی جگہ مجھ فقیر کا تکیہ
یہ ری کوئی نہ کوئی شکوہ نکلتی ہے

نگاہ ڈوب کے دل میں جگر میں تیرتی ہے
کہاں سے آئی کہاں دم میں جا نکلتے ہے

نثار ساں ہوں نہیں ہنگامہ گرم ساز وجود
مری بقا میں فنا کی ادا نکلتے ہے

یہ خم دل ہی نکلنے کی راہ نکلے ہے
یہ آرزو ہے جو بنکر ہوا نکلتے ہے

وہ اور لوگ ہیں ای لطف بد دعا والے
ہماری منہ سے تو شکوہ دعا نکلتے ہے

نکالیں تب بھی نہ اُف منہ سے ہم زبان اونکی
ستم شعار کھنچی ہوں ہفت آسمان اونکے

اونہوں نے جور سے عادت ہی چھوڑ دی افسوس
تری جو لینی لگی غم کے ناتوان اونکے

عدو کی جور ہیں تجھپر اونہیں کے ایما سے
یہ سب کرشمے ہیں ای جان ناتوان اونکی

عدو کے جان ہیں ہا وہ در پردہ ظلم کرتے ہیں
مری ستانیکو ہوتی ہیں امتحان اونکے

نگاہیں ہوتی ہیں ہا شوخ کی دلیسے پار
بلا کی توڑ کی ہیں تیر بیکمان اونکے

نہ ہو لبیو نہ غش راج اوسکے کتوں کو
یہ میر اگوشت تمہارا ہی استخوان اونکے

ہوئی یہ شکل تری غم میں گھلنے والوں کی
نہ وہم کو بھی ہی جسم ناتوان اونکے

گیا میں تیر کا مارا جدھر کو مری گیا
نشان پا نظر آتی جہاں تہاں اونکے

دہ آئیں خیلی کر شعبی ہیں تلخیاں غم کے
مجال ہی کہ ہما کہائی استخوان اونکے

ابھی تو بہانہ کی دیوار میں پہنچا ہوں
نصیب جاگیں جو سو جائیں پاسبان اونکے

کہانی اپنی بھی در پردہ ہم سنائیں گے
کہیں جو ہو گئی قسمت سے قصہ خوان اونکے

ہمسے پوچھئے کیا کیا وہ ہین رقیبو نکے
ہو الیقین ٹپکتی ہے پہول سی شبنم
سنگ حبیب کی عزت کریگی عاشق لوگ
یہ ہفت چرخ بلا کیا ہین ای ستمگر خلق
مجال کیا ہی لگی ہین یہ ٹہک سکین عاشق

جلیل و نکے شفیق اونکی مہربان اونکے
ہوتی جو گال غضب مین وہ فشان اونکے
بچین بچے غم کے جو کہانی سے استخوان اونکی
بچے تو مان گئے ہین فرشتے خان اونکر
غضب کے باولی کتی ہین پاسبان اونکے

مسیح کا ہے سکو چنگیز اون لبو نکو کہو
تڑپ تڑپ کی مری نطق بیجان اونکے

مطلب کا سخن لب سے نکلنے نہین دیتے
کرتے ہین اوسی یار کی تعلیم وفا کی
ہم وصل کی شب جب کبھی جاتی ہین ضد سے
یہ شوق ہم آغوشی دلبر ہے شب وصل
ہر وقت ہی دل مین تری صورت کا تصور
ہر چند پیرا آئندہ کو وعدہ ہی کرم کا
شوخی سے نکل جاتی ہین آغوش سے باہر
[illegible]
پہلو سے سرکنے نہین دیتے ہین ...
[illegible]

وہ دیکھ تماشا کو اوٹھنے نہین دیتے
تو آنکھ کو بھی ہم آنکہ بدلنے نہین دیتے
پہر اونکی نہین یاد کبھی چلنے نہین دیتے
کروٹ اوسے تا صبح بدلنے نہین دیتے
ہم آئینہ سے عکس نکلنے نہین دیتے
دم ... ہین جان نکلنے نہین دیتے
ارمان مری دل کا نکلنے نہین دیتے
ہم رنگ زمانے کو بدلنے نہین دیتے
پہر مری چھاتی کا وہ ڈھلنے نہین دیتے
پیرانہی طبیعت کو سنبھلنے نہین دیتے

شامت ہے نصیبون ہی کی ای نطق ہماری
بس یار کے دلکو بھی ڈہلنے نہین دیتے

ایمان دیکھو

۱۳۱

ذحمت رز سے آشنائی کھل گئے
سر سے لیکر تا بہ سینہ کھل گیا
ہائے اس الفت نی کی پردہ دری
دلکی چوری جسکا مشکل تھا سراغ
کیا کدورت دلمین کہتی مسیحا ہم
زلف تک اوسکا ن سی گوشی نہمن
تونے پایا ہے صنم یہ سینہ صاف

شیخ جی کی پارسائی کھل گئے
دست قاتل کی صفائی کھل گئے
ہمنے کتنی ہی چھپائی کھل گئی
آنکھ چلتے سے چورائی کھل گئی
ایک بدلی تھی کہ آئی کھل گئی
آہ کی ایدل رسائی کھل گئی
بات جو دلمین چھپائی کھل گئی

نظق سن لوگے جو وہ گلشن گیا
بلبلوں کی خوش نوائی کھل گئے

پاس ناموس تھا جب ہوش بجا رکھتے تھے
دم ہر کا سادگی جو رخسار ہے اپنا
دل بیتاب کا اب تو نہیں او تنا ہی خیال
اپنی بیمار سے پرہیز تھا اونکو ورنہ
چاند گہنائی خط سے وہی گال ہین اب
چاند سا چہرہ حسینونکا تھا سادہ سادہ
بیکسی پاس تھے اپنی وہ بتون کی بس مین
تھا او نہیں شوق جفا توکہ وبیگہ کی تیئے

دل بیتاب کو ہاتھوں سے دبا رکھتے تھے
یاد وہ آئے جو انداز و ادا رکھتے تھے
اس سے پہلے وہ کبھی ہاتھ نہ ذرا رکھتے تھے
خال لب مین اثر جب شفا رکھتے تھے
جو کبھی ماہ دو ہفتہ کی صفا رکھتے تھے
کیا تکلف تھا نہ جب خال و فا رکھتے تھے
تھی یہ حالت کہ کبھی تو نہ خدا رکھتے تھے
ناتوانی مین بھی ہم خون لگا رکھتے تھے

دل پر داغ بجائے پر طاؤس ہے ای نظق
یار کی زخمی شمشیر ادا رکھتے تھے

١٣١

سر کا پردہ

پھر حصول زر سے تک و دو میں کہ مجھے
قسمت ملی ہے کچھ گل نرگسی بد مجھے
روح القدس جو اسکے مستند مجھے
ایسا صفائی دل نے کیا ہی حسد مجھے
جز درس عشق اور نہ کوئی سبق لیا
دارا کا تخت ہے مجھے یہ بوریا تقیر
میں جانتا ہوں عارض رنگین کو باغ خلد

جادہ نہیں ہے ایک قمر کی ہی تنے مجھے
جاتا ہوں جسکے پاس وہ کرتا ہی رد مجھے
ای نطق تب بھی ما نہیں نہ اہل حسد مجھے
یکسان ہی شکل آئینہ ہر نیک و بد مجھے
ابجد پڑا پڑہا کی تھکے اب جد مجھے
تاج سکندری ہی کلاہ نمد مجھے
نقش و نگار ہیں یہ تری خال خد مجھے

دیوانہ نطق ہوں یہ کفن بہار کی کو دو
سر پھوڑنے کو چاہیے خشت لحد مجھے

جوش شباب میں ہیں یہ یہ وہ بھرے ہوئے
بادل اوٹھے ہیں ساقی وہ مئے بھرے ہوئے
آئی بہار آپ کے دیوانگان خشم
تعویذ اتنے باندھے ہیں جسکے کہ آج کل
خالی ہو دل بلا سی مجھکو بس کا ٹ بیت
رکھتا ہی عاشقوں نے تو کیا دل میں کا شین
ڈر سے تمہارے رو نہیں سکتے ہیں بزم میں
اعجاز عیسوی لب مجھ نما میں ہے
جانیں ہم آپ جیسے وفا کیجئے اگر
دو چار دل فرو ہیں جو حلقہ دیکھئے

اور بھرے ہوئے ہیں سینے تو بازو بھرے ہوئے
لے چل خم شراب لب جو بھرے ہوئے
ہیں جو خشتوں میں صورت آبجو بھرے ہوئے
اونسے زیادہ ہیں مرے بازو بھرے ہوئے
ناحق ہیں جی ہی جی میں یہ یہ وہ بھرے ہوئے
کانٹے ہیں تیرے پیٹ میں گلرو بھرے ہوئے
بیٹھے ہیں جیسے ہم آنکھ میں آنسو بھرے ہوئے
آنکھوں میں کا نور بھی ہیں جادو بھرے ہوئے
دفتر ہیں یوں تو قصوں سے مہر بھرے ہوئے
ہیں آج کل خضو کے گیسو بھرے ہوئے

آج شہر فشان کی ذرا سیر دیکھنا — وہ جاتی ہیں گہر میں ہی جگنو بہرے ہوئے
غنچے کی بند رہنے سے کہلتا ہی بس یہی — اوس نو بہار ناز کی ہی بو بہرے ہوئے
محفل اوداس ہے جو نہ آیا وہ مست ناز — گویا ہیں چشم جام میں آنسو بہرے ہوئے

کیا ساتہ دی ہیں سیکین نے مرے شہسوار کا
ای نطق ہیں نسیم کے پا بو بہرے ہوئے

آب خنجر جو پیا نیند کی مستی آئی — منہ کہلا زخم کا گویا کہ جمہائی آئی
بوی دلدار ہی لائی ہی پیغام وصال — پہر صبا کیون تو یہان باد ہوائی آئی
مجھ سی ایدست دعا باب اجابت نہ کہلا — تا تہ کب قفل در دیر کی کنجی آئے
آج اوس شوخ نے کیا بند قبا کہولے ہین — کیون تو ای باد صبا عطر مین ڈوبی آئی
آہ کی کس مین سکت سانس جی بیٹھی جاتی ہین — حلق تک لا کہ جگہ بیٹھتی اوٹھتی آئے
دل بہتو نسے نہ پہر یگا کبھی رو نکی طرف — شیخ جی یہ طبیعت جدہر آئی آئے
یاد آیا ترا چھپ چھپ کے وہ آنا ایجان — ہجر کے ایام مین جب رات اندہیری آئے
جانی کس سے اوڑی رنگ اوڑی کسکا رنگ — دیکھیی سودا نک وہ کیا لائیں گے ہولی آئے

دہر دیا عشق کی بیگار مین قسمت نی اوسے
کوہکن چھوٹ گیا نطق کی باری آئے

ہم اونکی پاس سے کج بخت نسی لڑکی اوٹھی — اوٹھی بگڑ کے مگر ہای دل بگڑ کے اوٹھے
مین زند کیا ہون اگر لکھتی بہی آ بیٹھے — تری دوکان سے پیر مغان بگڑ کے اوٹھے
کہو تو بیٹھے ہیں سب محفل سے — بگاڑ مجھ نیگے ابھی منہ جو ہم بگڑ کے اوٹھے
جنت پائی گی جو کبھی مین پڑی خوشامد سے — پچھڑا ہین پیہر تو سر اونکی جو پاؤن پڑ کے اوٹھے

۱۳۳

نباگئے ہمین کہلا کی زلف سودائی
اوٹھی جو پاس سے زنجیر مین جکڑ کے اوٹھے

چلے جب آپ سے وارفتہ آہ کے پہلے
وہ ناتوان بہت تھی عصا پکڑ کے اوٹھے

عیان ہے جنبش سر کہ تم بہی جان گئے
مرے عدو جو مرے حق مین تم سے جہگڑ کے اوٹھے

جب اوسنی چاہا بناون نشان تیر جفا
ہم آڑ اپنی فنا کی وہین پکڑ کے اوٹھے

لے ہین ہستو نکلو جی سنبھالنے والے
اوسے جو لنے مین وحشی بہبو پکڑ کے اوٹھے

تمہاری تیغ تغافل نے جنکو کشتہ کیا
پڑے رہی وہین لاشے نہ اونکی تڑپ کے اوٹھے

پس فنا بہی تا ابی تعلق مین فلک سے دبا
بگولے بن مین ہی خاک سے اکڑ کے اوٹھی

رلیطا ایسے بڑہا کے یہ بے آبرو ہوئے
پہلے تھے آپ پیچ تم تم سے تو ہوئے

مینا گداز بادۂ سرجوش عشق ہے
دیکھو سگے تمہارے کانہ دل سب لہو ہوئے

زخم جگر کو سوزن مژگان سی سی دیا
تار ادس نگاہ مہر کے تار رفو ہوئے

کیون جا کی پہر نہ آئی مرے پاس ہمنشین
میرا وہ ہوش بیچ گئے یا رنگ وہ ہوئے

منہ مجہ سی پہیرتا ہی یہ قاتل کو شک نہو
ہنگام ذبح اس سے نہ ہم قبلہ رو ہوئے

گہربار چھوڑ چہاڑ کے نکلے تلاش کو
خانہ خراب تیرے لیئے کو بکو ہوئے

اپنا سا لیکے منہ ترے حیران رہ گئے
آئینے مہر و ماہ کے جب روبرو ہوئے

تہا درد سر کبہی تو کبہی نیند کا خمار
کیا کیا غضب وصال شب وہ حیلہ جو ہوئے

وحشت بہار مین لیئے پہرتی ہی جابجا
ہم آدمی نہ ٹھہرے کسی گل کی بو ہوئے

رونیکا اب نچوڑ رہے قصہ تمام ہے
ناصح کو مژدہ ہو جگر و دل لہو ہوئے

کیا کیا چڑھے ہوئی مری نشے اوتر گئے
جب بات اختلاط مین وہ ترشرو ہوئے

منہ دیکھو نطق کا وہ بھلا منہ دکھائیں گے
جو شرم سے نہ آئنے کے روبرو ہوئے

تان ہی رقیب خیر منا اپنی جان سے
تو بچے میرے بعد ترے امتحان کی

اپنوں کی طعن غیر کی چشمک ہر آن کے
تیرے لیئے اوٹھائی ملامت جہان کے

رفعت میں کیا بیان کروں اوس مکان کی
چھت عرش کی ہے اور زمین آسمان کے

فریاد عندلیب بھٹکتی ہے باغ میں
راہ اے صبا بتادے اوسی گل کی کان کے

پست و بلند دہر سے ایسا ہوں بیخبر
پوچھو زمین کی تو کہوں آسمان کے

شیشے سے بھی لطیف ہو اوس شوخ کا بدن
سرخی گلی سے پھوٹ نکلتے ہیں پان کے

آگے ہمارے آہ کے کچھ بھی نہیں ہے برق
یعنی بلا مبالغہ بجلی ہے کان کے

سمجھے شیخ جی کو مجھے میکدے کے ذکر
منظور ہر کسی کو ہے رونق دکان کے

ای ترک اوسکے پیاس سے تو شیر بجھا
حالت ہے تیری تیغ میں سوکھی زبان کے

سبا لبوں تک آنی کی حسرت ہی رہ گئے
وا حسرتا رہ آئی ہے مجھ ناتوان سے

پھر چاشتقہ کہاں جو گئی گرشتی نہال
بجلی بنے گی آہ کی بجلی یہ کان کے

اوس جسم نازنین کی میں تعریف کیا کروں
دل کی گدازی اور لطافت ہی جان کے

امین موسیٰ ار لو افضع کرے عدو
جھکنے کو اوسکی جان لچکتی ہے کمان کے

کب ہو سکیگا عہدہ برآئیہ نیاز سے
جب تک نہ ہر گھڑی ہے ادا ہی ہر آن کے

ای نطق بن پڑے مژہ یار کے صفت
رکہ لے خدا نے نوک ہماری زبان کے

دلکو شب فراق میں جب بیکلی ہوئے
تصویر یار سامنے آکر کھڑے ہوئے

آہ وزاری چاہئی

ہے تیرگی سے یہ شب غم کڑے ہوئے
کس کس مزے سے لطف کے پردے میں جان لے
جب تک لگا نہ تھا عشق میں ہر طرح زور تھا
پھر گالیاں سناؤ کہ پھر بوسہ لے لیا
نکلا جو خط دل اوس پہ خوبی سے پھر گیا
اے شمع اس جلانے کی ہوا جس میں فروغ
آگے تو تم نے لطف تری تھی بلائی دل
دیکھی جو شب شرارت بیجا تو میری طرح
آواز دردناک تو سبے دل لگی نہیں

آتی ہے نیند وصل میں بھی چونکتے ہوئے
موج تبسم آپکی میٹھی چہرے ہوئے
جو بات ہمنے چاہی بتون سے وہی ہوئے
پھر وہی سزا کہ خطا پھر وہی ہوئے
کشتی سنبھالی خضر نے کیا ڈوبتی ہوئے
پروانوں کی بجھائی ہی کیسی لگی ہوئے
چوٹی بھی اب جان کی پیچھے پڑی ہوئے
محفل سے اونکی شمع بھی تھی جلتے ہوئے
ہے عندلیب گل سے مقرر سینے ہوئے

اے نطق جو حریف سخن ہو پچھاڑ دون
نہ ہو دون پر آج کل ہی طبیعت چڑی ہوئے

اونکو مانع ہیں اونکی گھر والے
دوست پھر کہیں جب اونکی سے
ہیں ہیں ہاں نہ چھوڑ چھوڑ کرو
اودھر چلی وسنگھی کے دیوانے
اونکے زندان وہ ہیں گھر یہ ہیں
کبھی غیر ونکی ہو کبھی میرے
اونکا شکوہ کرون تو بگڑین آپ
بانئ عشق حضرت دل ہیں

روکتی ہیں مجھے ادھر والے
چاہیے ہوں ادھر اودھر والے
جاگ اوٹھیں گے یہ فتنے گھر والے
جوش وحشت سے ہو کے پر والے
آئین پر کہیں فی النظر والے
نہیں کھلتا کہ ہو کدھر والے
حضرت دل ہے اودھر والے
خیر سے آپ ہی ہیں شہر والے

١٣٧

گل سنیں کیا غریب بلبل کی
اوٹھ کے لبد سیر کو چلیے
ہیں وہ بلبل ہزار سے بہتر
ٹکہوں بہاگ جائیں گی قاتل

حسن والے ہیں اور زر والے
منتظر ہونگے رہگزر والے
درد میں نالے جو ہوں اثر والے
جان دینگے ہمیں جگر والے

بس یہی ہے علاج سر ہو رہیں
نطق الفت کی درد سر والے

جلوۂ یار سے موت آئی دل افگاروں کی
خط بڑہاتی سے بہاریں گئیں رخساروں کی
منہ چھپا دیکھیں ہی صیاد کا ارمان چمن
تنگ ہے قفس جو پریاں آئیں
اپنی کوچی ہی ہے کہدو انہیں بدنام نہو
گھٹ کے مر جائینگے رو دیں ہیں قفس میں صیاد
سنگنا مرا تھوڑا انہیں بیتابی سے
چاندنی کو جو خوش آئی تری گوری چھپ
چھیں دیکے ہیکڑوں عاشق کہیں شق ہو گریبان
چار دن کی ہے تمہاری گل عارض کی بہار
پھول مشتر سے پڑے پھر ہیں اپنے مضطر
لیجیے آج ترشوائی ہے گیسو تال وہاں
سیر بازار سے رنگت ہوئی اونکی تبدیل

چاندنی مار گئی چاندسی رخساروں کے
دب گئی نگہت ہوئی نشو و نما خاروں کی
راہ نالی کو فراموش ہو منقاروں کی
دیکھوں شکل نکہ او ٹہا کے بہی مرداروں کی
اے ستمگر یہ ہزاروں ہیں وفاداروں کی
جب کچھ خبر پائیں گی گلزاروں کی
رات بھر خیر مناتی ہیں صبح دیواروں کی
ایسی لپٹی کہ سفیدی ہوئی دیواروں کے
ابھی کہل جائیگی قلعی تری پیاروں کی
رنگت اوڑ جائیگی پھر پھول سے رخساروں کی
رنگ شرم سے شکست آج ہے مئے خواروں کی
بیڑیاں کٹ گئیں ہیں لغو کی گرفتاروں کی
نازکی سی نہیں پیدا شدت ہے نظاروں کی

جانان ہی

جا ہی کیا مرغ نگہ پاس کہ پر جلتی ہین
ای مسیحا ترے بیمارونکی مٹی ہی خراب

آتش رخ مین تری آنچ ہے انگارونکی
تو تو کیا موت بھی پرسان نہین بیمارونکی

نزدلی عیب کہا بی نطق ٹھہر سکتے ہین
شیر کی گونج ہے للکار نہین یارونکی

اوس معرکے مین جا کی قدم اپنی گڑ گئے
ہیبت سی نقش پا کی جہان پانو اوکھڑ گئے

قامت سے تیری کٹ گئے شمشاد گڑ گئے
پھولونکی رخ کی سامنی چہری بگڑ گئے

وہ تیغ کھینچ کر جو پئے قتل اڑ گئے
چہری کئی اوتر گئے نقشے بگڑ گئے

ایکی سی اون بہنو ونمین اشاری کنایہ ہین
دو مصرع ایک بیت کی آپس مین لڑ گئے

ای ضعف بس نہ زور دکہا چہوڑ دی ہین
کہتے ہین تجھسے ہار گئے ہم پچھڑ گئے

دامان و جیب چڑہ گئی سنتھی جنونکی جب
جتنے کئی تھی عقل نے بخیے ادھڑ گئے

اونکی ہنسی کے طرز اوڑانے کی مشق ہین
غنچونکی منہ بناتے بناتے بگڑ گئے

کچھ حال مہر حشر نہ ٹھہرے گا دیکھنا
سینکے ہمارے داغ جنون کی جو بڑ گئے

بس بس اپنی اختلاط سی چڑہ ہی ہی ہین آپ
جو کل نری سی بات مین مجھ سی بگڑ گئے

رتبہ ہمارا گھٹ گیا کبر و غرور سے
خود چار شانہ چت گرے اتنے اکڑ گئے

سودائی زلف قید وفا مین غضب ہوا
زنجیر مین وہ اور بھی مجھکو جکڑ گئے

کیسا ملاپ اب وہ الٹنے کو آئی تھے
ہین ور خانہ جنگ کہ گھر چڑہ کی لڑ گئے

بوسے وہ ناز کی سی ضعیفونکو دیکھکر
پائی نگہ مین کانٹے کئی ایک گڑ گئے

باقی جہان مین نطق خموشی سے خیر ہے
سینے جو کھل کھلا کے سفینے بگڑ گئے

سمجھے ہے نعمت اپنی سر خوان کو واسطے
لوہے کے ہیں چنے لب دندان کو واسطے

تعویذ نقش پائی صنم آ گیا ہے ہاتھ
تسکین اضطراب دل و جان کے واسطے

غربت میں آ گیا جو وطن سے کسی کا خط
بھاتا نہ تھا وہ داغ عزیزان کے واسطے

اے روز حشر لے نہ درازی میں امتحان
ہیں یہ تعلیان شب ہجران کے واسطے

پیدا ہوا ہوں آج میں پتھر کا آدمی
آیا حریف سختی دوران کے واسطے

کیا نسبت اوسکی تہ سے نگین ہو تو ہو
ہر می کھاتی پنجہ مرجان کے واسطے

جی بھر کے خوب بخت کو سو لینے دیجیے
طول و رسائی شب ہجران کے واسطے

رفتار تیری باد بہاری ہے چمن
تو خود بہار گلشن امکان کے واسطے

کشتہ جو آرزو میں ہوئی ہیں تو داغ دل
لائی چراغ گنج شہیدان کے واسطے

حجت معلمونسی مجھے علم میں نہیں
ہے بحث ایک طفل دبستان کے واسطے

اہل عدم نہ پوچھیے آنے کا کچھ سبب
آیا سراغ عمر گریزان کے واسطے

داغ جنون نے پھیل کے ڈھانکا تمام جسم
تیار کی قبا تن عریان کے واسطے

اہل نظر بچھاتے ہیں آنکھیں نیاز سے
جاروب ہے مژہ در جانان کے واسطے

کاسہ سے نکلے سی اگر ہو تو کیوں نہ ہو
نور قمر ہلال گریبان کے واسطے

آئینہ لیکے عارض رنگین کو دیکھیے
گھبرائی نہ سیر گلستان کے واسطے

اگر جلا کہ ہجر میں مردہ سا ہوں پڑا
اے جان جان بن تن بیجان کے واسطے

چھین ابرو وزیر اوس کی کیوں ہر گھڑی ہو قطع
بل ہیں ضرور شاخ غزالان کے واسطے

کیا بے بقا ہیں عیش جہان خراب کے
چلتے ہیں لے نئے دور میں ساغر حباب کے

۱۳۹

انسان ہے

اے یار تیرے عارض رنگین کے روبرو
کانٹے ہیں باغبان نے تختی گلاب کے

ہم بھی پرست حالت غم میں ہی مست ہیں
بالفرض دل جلے تو مزے لیں کباب کے

ای ترک تیری لاکھوں قتل و جانسی ہیں غلام
کانوں میں ڈالے پھرتی ہیں حلقے رکاب کے

بیداد کبر ناز تغافل خودی جفا
ہیں خیر سے شریک مصاحب جناب کے

خال سیاہ صفحۂ رخسار پر نہیں
نقطے کتاب حسن میں ہیں انتخاب کے

کیا واعظوں کی بات سے ہے تلخ زندگی
رندوں کو چھیڑتے ہیں فرشتے عذاب کے

پہونچا جو اوس مسیح کی لب تک تو اڈ گیا
جان آ ہی بالب پر ہوئے مرغ کباب کے

رندوں پر ایک جام میں اسرار کھل گئے
ہم شیخ جی نے پڑھ کے لیے کتاب کے

درپیش ہے معاملہ قصاص کا دکھا
جاتے ہیں عاشقوں کی حوالی عتاب کے

پیری میں ہوں کونسی قوت نشاط کو
راتیں شباب کی ہیں نہ دن ہیں شباب کے

معشوق سے وصال پھر اکثر نصیب تھا
ہم نامراد کیوں ہوئے عاشق نہ داب کے

دریا وہ بحر حسن چلا ہی برای غسل
پھوٹیں گے آج خوب پھپھولے حباب کے

ای نطق بیحجاب تجھے بہت کہے کس ملا
پردہ اوٹھا تو پڑگئے پردے حجاب کے

پتنگے وہی حیوان کے حیوان ہے
تیرے ہوتی ہوئی شمع کے قربان ہے

موسم گل میں جو دو چار گھڑی خرم ہیں
ایجنون نہ زندان تو نہ سنسان ہے

اور ہر بات میں ہشیار جوانی میں ہو
ایک دم میں ترے آجانیکو ناداں ہے

بام پر ساوہ کی دم ایک تڑپ میں پہونچا
اپنی لیچو کرتے تھی وہ دربان رہے

اپنی سو میں نہ رہی مجھکو خودرائی خبر
ایجنون تھک گئے خدا جانے کہاں ہے

رات کتنی تھی نہ کچھ پوچھ کہ کتنی نکلے
ایک نالہ بھی تو بلبل کا گلو سے نہ نکلا
پہاڑی کھاتی ہی تھا پہاڑ تو ای دشت جنون
یاد ہی تھی وہ اگلی کج ادائی او ستمگر
بی حجابی سر محفل نگہ و تبسم
لے سکے خوف سے زلفوں کے نہ بوسہ رخ کا
بوسہ و رخ کا تو دل ہی ہی ہمسے لیلو
عشق نے صاف کیا تاب تو ان دل کو
کیا جوانی نی بہاری تری تصویر میں
رات جاگی ہو کہاں کسکی جگائی ہیں نصیب
اثر عشق بلا ہے کہ مری مرگئے وہ

بلکہ یہ پوچھ کہ کتنی تری ارمان رہے
بے نیازی سے خدا جانے کدھر کان ہے
نہ تو دامن ہی ہے اب نہ گریبان ہے
ایک مدت وہ مجھے جان کی انجان ہے
جیسے ہی شعلہ مزاج نکلا ذرا ہیجان ہے
حسن کے گنج کے دو سانپ نگہبان ہے
چاہتے ہیں کسلی چھی کا نہ احسان ہے
سچ ہی جس گھر میں ہوا آسیب وہ ویران ہے
آج نقاش ازل دیکھی تو حیران ہے
کیوں یہ انگڑائیاں ہیں کسکی گھر انجان ہے
زلف ساں چند دلوں خود بھی پریشان ہے

دم میں وہ آگئی ہیں رات ہی تنہائی ہے
نطق یار آج نہ دل کا کوئی ارمان ہے

ہر بار یاد مجھی ہیں مرا آہ رسا سے
ہیں ایک ہی تہہ پھیری کی نگاہ سے چلے
شربت بھی پلائی وہ دم نزع نہ آئی
سمجھے گئے وہی لوگ ہیں جو کہ حقیقت
سیری نہیں ہوتی مجسم دلدار سے مجھکو
کیا شان الٰہی ہے کہ بندے سے دبا ہے

ایسے وہ لڑاکا ہیں کہ لڑتے ہیں ہوا سے
ہشیار ہیں آپ نہ اور زہد و حنا سے
پیاسی ہی گئی شربت دیدار کے پیاسی
بے پوچھے نہ کہیے یہ مرا اپنے قضا سے
نیت نہیں بھرتی ہے مزیدار غذا سے
وہ بت کہ جو ڈرتا ہے نہ تنہا نہ خدا سے

بھوکے ہین مگر بوسۂ رخسار کے بھوکے
پیاسے ہین مگر شربت دیدار کے پیاسے

بھولے وہ دم تذکرۂ رحلت عشاق
بدنام کیا تجھکو مرے اپنے قضا سے

بیمار محبت ہون مرا نام جو آجای
یہ ہیزا اثر کو ہو دعا اور دوا سے

غصے مین وہ کچھ کہکے بولنے مجھے مارین
کڑوی ہون تو لین ہر کا کام آب بقا سے

میرے دل و جان کیلیے آفت ہو بلا ہو
تم نے سے اشارے سی کرتے ہو اونسے

تم یار کی بو جذب محبت سے نہ کھینچو
کیون مانگتی ہو بھیک نسیم ای نطق صبا سے

جب سن لیا نکلی گی سواری نہ ادہر سے
ہم مثل غبار اوٹھکے چلے راہ گذر سے

تیغ نگہ مست نے مجروح کیا ہے
خمیازہ ہے پیدا دہن زخم جگر سے

دیوار و در و بام سے برسے گی اوداسی
رونق کی طرح جاوگی جب تم مرے گھر سے

معلوم ہی یہان جیسی قدم رنجہ کیا ہی
کچھ آئی ہین صاحب کشش دلکی اثر سے

عاشق ہو نہین سیگا مجھے رشک مقرر
گو آئینہ دیکھو تم نہین اور نظر سے

رسوا ہوے ہم عشق مین رونے کی بدولت
آنسو کیطرح گر گئے عالم کی نظر سے

بدطینتی سنگ وہان جا نہین سکتی
ہو زنگ کبھی دور نہ لوہی کی جگر سے

یہ رشک محبت ہی کہ ہنگام تماشا
دل آنکھہ سے اور آنکھہ بگڑتی ہی نظر سے

کچھ نام و نشان خط کا نہین وہی صنم پر
مصحف یہ معرا ہی ابھی زیر و زبر سے

کچھ بھی نہ کہا وصل کو مانا کہ نہ مانا
یون مجھکو جواب اوسنے دیا جنبش سر سے

کچھ نام سے نظارہ کی اوس شوخ کو ضد ہے
آئینہ بھی سوبار نکالا گیا گھر سے

تخفیف ہوی شدت سوز تب غم مین
ٹھنڈک سی تو کچھ پڑ گئی کافور سحر سے

اب نطق پر اس شوخ عنایت ہے مناسب
بیچارہ کہاں تک تری دیدار کو ترسے

کوئی نہ چلی چال بت رشک قمر سے — اینا وہ ہوا زور سے زاری نہ زر سے
کی دست درازی جو شب ہجر جنون نے — دامن کا ملا چاک گریبان سحر سے
پورے نہ ہوئے دام غرض مند جو پایا — دل کی وہ خریدار ہوئے تیر نظر سے
ہمراہ کئی عاشق تازہ بھی ہین اونکے — سوغات وہ میرے لیئے لائی یہ سفر سے
گلشن مین کرو سرو سے قمری کو کشیدہ — بلبل کو جو تم چاہو لڑا دو گل تر سے
دل سے یہ حسینان پریزاد کا غم جای — نکلے کہین آسیب الہی مرے گھر سے
آتی ہے جو یاد آب دم تیغ کے لذت — کیا رال ٹپکتی ہے لب زخم جگر سے
ٹپکے کے اگر بیچ مری ہاتھو نکو آتے — لپٹے ہوئی ہوتی کسی کافر کے کمر سے

قاتل کو ہوای نطق عبث خوف قیامت
فریاد نہ نکلے گی لب زخم جگر سے

ہوئین نالشین میری فریاد کی — بتون نے بہت داد بیداد کے
عبث در پہ اوس بت کی فریاد کی — یہان کون سنتا ہے ناشاد کے
دیا ہے جو یارب بت سنگدل — تو چہاتی بھی دی مجھکو فولاد کے
نہین ہوش مستو نمین ای شیخ جی — کرے کون تعمیل ارشاد کے
تب غم سے مین شمع سان جل بجھا — نہ مہلت ملی آہ فریاد کے +
سنبھالا شب ہجر مین صبر نے — کڑی وقت پر میری امداد کے
چھریرا بدن اوس سہی قد کا ہی — کوئی شاخ نازک سی شمشاد کے

۱۴۳

اوٹھا جاتا ہی

وہ غمزے کی لیتے ہیں ادل سنبھل
کڑی چوٹ ظلم بتان کی سہی
میں سہتا گیا بوجہہ بڑہتا گیا

ہوئی ابتدا آج بیداد کے
کہاں کیسی چھاتی ہے فولاد کے
گیا ناز بیداد سے بیداد کے

جسے شعر کہنا نہ آتا ہو ناطق
اوسکو تمنا ہو اولاد کے

یہانتک سینہ کوبی کی کہ ٹوٹی ہاتہ ماتم سے
پڑی ہیں جیب میں ای بت تیرہ ملتی ہیں دو لکڑی
بلائی چلی ان بت مرغولہ مو کا ہو گیا سودا
بتا اوسکا نہ مصحف میں نشان اوسکا نہ ہیکل میں
مری آنسو ابھی چہپ جاتی ہیں جو وہ جلوہ فرما ہو
صبا سچ سچ بتا تجھکو قسم ہے اپنے پہولوں کی
تری زلفوں کا سودا ہے کہ مرا سر مقدر ہے
شب تار یک غم میں یار کی ہونڈہی ہی ہیں نہ تلے

یہ شق دل خراشی کی کہ ناخن گہس گئی غم کے
تری فرقت میں یاری رنج کی سیلا سے غم کے
پڑی گردن میں پہانسی بنکے حلقے زلف پر خم کے
دہان یار سے جویا ہیں جو یا اسم اعظم کے
جہان خورشید چمکا قطرے گر جاتے ہیں شبنم کے
یہ بلبل رات کو روئی ہے یا قطرے ہیں شبنم کے
پڑی میرے گلے حلقے تری گیسوی پر خم کے
قمر کا ہے یہ عالم جسطرح جگنو کوئی چمکے

جلا یا ہی مجھی ای ناطق ایسا شعلہ رویوں نے
مری نظروں میں گال انکے ہیں انگارے جہنم کے

قسمت نے کیا کام مرا اوسکے حوالے
کیا رو کے اوس بت کو پشیمان ہوئے ہیں
وہ دم ہیں کہ قینچی کی نہ آتا تھا نہ آسکے
جب شمع ہو گل پاس ہی شکلیں ہیں تنگی

لیں عہدہ فردا ہی میں تاحشر جو ٹالے
جی میں ہی کہتے ہیں وہ اب ہم کو نکالے
ہاں آپکو اتنیک تو رہے خوب سنبہالے
تا حسن جوانی ہیں یہ سب چاہنے والے

جاتا ہی

١٢٥

مجھکو او نکی نہ برق جبل طور سے چمکے
صاحب بہت اچھے ہین بُرا مین نہین کہتا
ہر وقت تصور ہے کسی گل کی جو قد کا
یہ بت وہ بلا ہین جو بگڑ بیٹھے کسیدن

جو لوگ ہین ای شوخ تری بکنے والے
پر آپ سے بندی کا خدا کام نہ ڈالے
یہ دیدۂ تر ہین مرے شمشاد کو تھالے
کر دینگے برہمن کو قصائی کے حوالے

جز نطق کسیکو بھی وفادار نہ کہئے
سب گنتی گنانے کو ہین یہ جانے والے

مجھکو نہ کرے رشک کے لسد جو والے
ساقی مین ہے بادۂ گلرنگ لہو ہو
صاحب ہین حسین حسن مین سب آپکے بندے
اے بت یہ تری ناشنوائی نہین اچھی
بوسے نمکین رخ کی طرح دیجئے لب کے
بت ظلم بہت کرنے لگے مجھکو یہ ڈر ہے
وحشت مین میری ساتھ کبھی چرخ بھی ہے

اوس غیرت گل سے کبھی بلبل تو نہ پالے
قسمت ہی مری تاک مین انگور ہون جالے
حلقے ہین غلامی کی نہین کانو مین بالے
جائین فقط خدا تک کہین فریاد کو نالے
جیتے کے بھی کہلوائی دو چار نوالے
کعبے کی طرح دیر سے جائین نہ نکالے
تا رسے یہ نہین پڑگئے ہین پانو مین چھالے

اے نطق مضامین کیے اشعار مین پیدا
کھودین جو زمین تو بہت گنج نکالے

کیا چاشنی ہے لعل شکربار کے لیے
اے غیرت بہار ترے رخ کے روبرو
سنکر سوال بوسہ وہ ایسے ہین مہ بخود
یوسف کو نسبت اوس بت پردہ نشین سے کیا

بوسے مین تازہ لطف ہی ہر بار کے لیے
جو پھول ہے وہ داغ ہے گلزار کے لیے
ڈھونڈھے ہے کوئی تو منہ نہین اقرار کے لیے
انمول جنس ہے نہین بازار کے لیے

دانتوں تلے لب کیا ہوں میں وحشی ناتوان
آئی بہار بھی برس خار کے لیے

آنکھوں کو بند کرتی ہے شوخی بہ حسن
بے پردگی ہے پردہ مرے یار کے لیے

آنکھیں نہیں ہیں آپکے مشتاق لائے ہیں
خالی دو جام شربت دیدار کے لیے

تکرار اور باتوں کی چھوڑ و شب وصال
بوسہ مرے کی چیز ہے تکرار کے لیے

خسرو کو پھر بوسہ شیرین کیا پسند
تجویز کو مکن ہوا بیگار کے لیے

کمرے کو تیرے حیرت عشاق نے سجا
تصویرین گئی در و دیوار کے لیے

مجھ میں باقی کیا جو مجھے گور کہا لگی
دو چار ہڈیاں ہیں سگ یار کے لیے

اللہ کی پناہ شرارت سے حسن کے
پہونچا ہے طور گر ہٹی بازار کے لیے

اس سے اوٹھا جو غم میں تو اوسپر ٹیک دیا
سر ہے ہمارا زانو و دیوار کے لیے

جتنا کہ درد سر ہو کم اوتنا ہی خوب ہے
سر ہی نہ کبھی شملہ و دستار کے لیے

ای نطق درد دل کا ہی شاہد مرا کلام
ہے آہ کا اثر مرے اشعار کے لیے

غیر کے سات مرے جان یہ خلوت کیسی
یہ بھی معلوم ہے کچھ اوسکی ہے نیت کیسی

کیا وہ بیٹھی ہی ہیں گے یوہیں اب غیر کی پاس
تیری تاثیر ہے اسے جذب محبت کیسی

غم سے جب رد ہوا ہیں تو وہ فرماتی ہیں
چشم بد دور ہے نکھری ہوئی رنگت کیسی

بد دماغی خفگی شرم وحیا ناز و ادا
جب یہ مجمع ہے مری جان تو خلوت کیسی

آگیا آنکھوں میں دم یار نہ آیا دیکھو
ہم لیے جاتے ہیں دیدار کی حسرت کیسی

یہ بڑا ضعف کہ ہے سانس ہے لینی دشوار
کیسے ملنے کی سکت اوٹھنے کی طاقت کیسی

مجھ سے دو بات کو ہیں آپ عدیم الفرصت
غیر سے ملنے کو مل جاتی ہی فرصت کیسی

کیا کبھی مہر سے دیکھا نہیں شبنم کا سلوک
بوسۂ خال کا بیطرح پڑا ہے لپکا

شیخ جی جذبۂ حق سب ہے ریاضت کیسے
ہو گئی ہے ہمیں افیون کی عادت کیسے

نطق جیسے مین غم ہجر سے مر رہے بچا
اوسنے اتنا بھی پوچھا ہے طبیعت کیسے

اوس ترک پر جفا سے خدا کی پناہ ہے
منزل کا اشتیاق بر رنگ نگاہ ہے
وہ چوری چوری تکتی ہین بزم مین جدہر
کی بحث رنگ قطرۂ خونین سرشک ہے
ذوق جمال و نغمہ و بادہ جیسے نہو
کیسا جفا مین نام نکالا ہے آپ نے
مضمون عشق کا ہے لکھا سطر رحم مین
چلیئے برات دیکھیئے میدان حشر مین
بوسہ لیا ہے دیکھیئے کیسے حسین کا

مذہب مین جیسکے قتل نکرنا گناہ ہے
اوٹھا ادہر قدم کہ ادہر قطع راہ ہے
چوری چھپی کبھی ہے ادہر رسم و راہ ہے
بیوجہ کھنچی چپکو نکا نہین سینہ سیاہ ہے
انسان ہی نہین ہو وہ مردم گیاہ ہے
اچھی حضور چار وطرف واہ واہ ہے
محضر ہے دل جو داغ ہے مہر گواہ ہے
سنتے ہین آج لیلی و مجنون کا بیاہ ہے
حسن عمل بھی ملت ہے یہ گناہ ہے

صد حیف تلخ ہو گئی ای نطق زندگی
سمجھے تھے کوئی چیز مزیدار چاہ ہے

قاتل مرا وہی صنم کج کلاہ ہے
ڈہاتی ہین قہر لطف سے لوگونکی جان پر
نکلی جو آنکھ سے تو مژہ بن کی رہ گئے
باتونمین فیہ مزہ کہ ہین تسنیم کان کو

شاہد اوسے کا غمزہ ہے عشوہ گواہ ہے
بیٹھے چہری حضور کے ملتفی نگاہ ہے
کیا ناتوان آہ ہماری نگاہ ہے
وہ رخ شگفتہ یہ کہ بہشت نگاہ ہے

ملتے ہین کیون ہم ایسے ستمگر سی کیا نباہ
پاس وفا ہی بات کی پیچ ہی نباہ ہے

جب تک ہے حسن چاہنے والی ہین لاکھوں
پھولون سے عندلیب کو دو دن کی چاہ ہے

دامن اوٹھا کے چل مجھے آتا ہی رشک یار
کیا جانئے کون کون ترا خاک راہ ہے

تو پادشاہ کشور خوبی ہے ای صنم
ناز و ادا و غمزہ و عشوہ سپاہ ہے

اسکا علاج کیا ہی کہ اونکو ہی شوق قتل
ناتا یہ بھی نطق کہ تو بیگناہ ہے

نشا کی ہی کمر زلف سی جانی مرے دل کی
ہے بار نزاکت سو گرانی مری دل کی

قصہ ہی مصیبت کا کہانی مرے دل کی
یہ بات کبھی تمنے تو جانی مری دل کے

تسکین بہت سہل ہے جانی مری لگی
سن لو کبھی فرصت مین کہانی مری دل کے

بس آگ ہی اور آگ لگانا او نہین آیا
لیکن لگی آنکھ بھی جہانی مرے دل کے

الله نگہبان مجھے بھول نہ جانا
لو مجھ سے یہی یاد نشانی مرے دل کے

سن سن کی وہ بیدرد بھی فرمایا کہ
تھی زور زغم اندوہ کہانی مری دل کے

بیتی ہوئی جھیلے ہے وہی خوب کہیگا
سن میری زبانی تو کہانی مری دل کے

شمعونے کھور ہین کھڑی ہو کے سر بزم
پروانے کرین مرثیہ خوانی مری دل کی

ارمان مری جی کا کبھی ایک نہ نکلا
تو نے تو کوئی بات نہ مانی مری دل کے

جب عشق زلیخا عشق مین سرگرم بیان ہو
تب دیکھی کوئی شعلہ فشانی مری دل کے

جان دیکھ کوئی قطرہ خون جم گیا ہو
یلکو نہین ای نغم ہو نشانی مری دل کے

عاشق سی مرا شعر انطق ہین ہی ہون
ہین درد بھری شعر کہانی مرے دل کے

حال دل جو نہیں سنتے ہیں تو شکوا کیا ہے
ابھی کم سن ہیں وہ کیا جانیں تمنا کیا ہے

کل حسینوں کا یہی شیوہ ہے شکوا کیا ہے
ناز بیجا جو وہ کرتے ہیں تو بیجا کیا ہے

آنکھ ہمشب نہ لگی او بت ظالم تجھ سے
ہم نہیں جانتے ہیں رات کا سونا کیا ہے

فسخ کردوں ابھی وہ بت جو بلائی گہر مین
اے برہمن میرا کعبے کا ارادا کیا ہے

کوئی خود رفتگی شوق سے اتنا پوچھے
کہوئے دیتی ہے جو مجھکو تجھے ملتا کیا ہے

عشق بازی ہے لڑکپن ہی سے اپنی بازی
اور مجھے نہ کبھی کھیل تماشا کیا ہے

دوسری مرتبہ پھر ناز و ادا سے دیکھو
خونبہا اور شہیدان نگہ کا کیا ہے

غیر کو بوسہ دیا اور وہ مجھ سے بولے
آپ ہی کہیے مروت کا تقاضا کیا ہے

آپ کا عاشق شیدا وہ تڑپتا ہی پڑا
آئی دیکھتے چلئے کہ تماشا کیا ہے

ملو غیر سے میں کون ہوں سے کہنے والا
خود ہی سن لیں گے وہ سب بات کا چرچا کیا ہے

ان کو تمہید خوشی کی ہے ہنسی کے تقریب
یہ مرا رنج ہے کیا یہ مرا رونا کیا ہے

سیکہ لی ہونگی مری طرح سے باتیں دو چار
جسکا آوازہ ہوا اتنا وہ مسیحا کیا ہے

تجہ سی عاشق کا گلا ریت رہا ہے ظالم
سخت نادان ہے حیران ہوں کرتا کیا ہے

بلہوس جسکے لیے بیٹھے ہیں منہ کھولے ہوئے
بوسہ اوس لب کا ہے یا منہ کا نوالا کیا ہے

بنگلے پر ایک نہ ملنے کو او نھوں نے موتڈا
شیخ صاحب نے سوا رشک کے چھوڑا کیا ہے

جادۂ راہ وفا ہو دم خنجر تو چلوں
نطق کیا چیز ہیں کانٹے مجھے کھٹکا کیا ہے

جائے وہ گل جو سیر کو گلشن مہک پڑے
بلبل جو دیکھ لے رخ رنگین چہک پڑے

دل بھر گیا جو درد سے آنسو ٹپک پڑے
جسطرح جام ہو کی لبالب چھلک پڑے

بہا انسا بہت دلونکو یہ اوسکی سزا ملے
گیسو پریشاں و سست شکستہ لٹک پڑے

مجروح مجھکو تیغ تبسم تو کر چکے ✤ ✤
سنس و تیجئے کہ زخم جگر مین نمک پڑے

رخسار یار دیکھئے جوش شباب مین
ہے عنفریب کہ لطافت ٹپک پڑے

آئی ہی اونکے آگئی گلزار مین بہار
غنچے چٹک پڑے چمن گل مہک پڑے

مجھسے حلاوت لب شیرین اگر سنے
بے شبہ رال پیر کے منہ سے ٹپک پڑے

تاب رخ صنم سے ہوا گلزار آفتاب
میوے رسیدہ ہوکے چمن مین ٹپک پڑے

کشتو نمین دم نہین ہی ہی یہ اشتیاق
ٹھوکر لگائی یار نے تو بہر سسک پڑے

پیوند ہو زمین کا تو خاک مین ملے
تجھپر بال خون غریبان فلک پڑے

باز و کہین کھلے کہ کھلے پردہ شمع کا
شانے سے کاش اونکا دو پٹہ ڈھلک پڑے

لب خشک چہرہ زرد ہے جیسن ہین یہ نطق
آثار عشق سب ہین کہا تک نہ ٹپک پڑے

کیون آہ بی اثر کو تماشا کرے کوئے
وہ دلمین اور آنار سے چھوڑا کرے کوئی

کہتے ہین وہ جفا کا جو شکوا کرے کوئی
میری تو خو بری ہے نہ چاہا کرے کوئی

ملین جو اس نسخ سے اونکو یہ شوق ہے
رو ٹھا کرو ہمین اور منایا کرے کوئے

بوسی کا وعدہ کیا ہی وفا کی امید کیا
بس اتنی بات ہی کہ تقاضا کرے کوئے

اپنا ہی حال سنبھل نہین سکتا کسی سے آپ
اونکا دماغ اور اوٹھایا کرے کوئے

گو مرغ خوشنوا نہین اس کام کا تو ہون
سر پہ اپنے وار کے چھوڑا کرے کوئے

اس ضعف مین بھی نالی گردن کم سو گزار
لیکن اثر کا مجھسے اجارا کرے کوئے

تاثیر سوز دل ہی یہ گرمی زیادہ ہو
بند نقاب کاش لو ہین جو اکرے کوئے

اچھا اگر کسیکو دماغ فغان نہین
ہمسے سنے نہ ہمکو ستایا کرے کوئے

ہم بھی بہار لیک بگڑ کر جنون مین
مین بھی بنا ہون وہ کہ تماشا کرے کوئی

کھنچیں ہم انتظار وہ جائین عدو کی گھر
پھوٹین کسیکے آنکھین نظارا کرے کوئے

ای نطق ہان زمینو غرض اس سے اور بہی
چڑہتی ہین چھیڑنے سی کہ چھیڑا کری کوئی

ہانا تری خوشی ہے کہ دیا کرے کوئے
یہ دل مین جب خون ہی کیا کری کوئی

کہتے ہین وہ بگڑ کے جو نالا کرے کوئے
سمجھین گے ہم بھی ان ہین رسوا کری کوئی

ناحق ہی پہر تو فکر تغافل ہی جب ہوا
یعنی سنی گا کون جو شکوا کرے کوئے

انداز یہ جنون مین وحشت مین شکل یہ
پہر چاہتی ہین ہمکو بہی چاہا کرے کوئے

دیدار بھی ہی مغتنم اے آرزوے وصل
ہان بدگمان ہونگی نہ پروا کرے کوئے

اونکو نہ ہے نہ ہوگی محبت سے مس کبھی
اپنی طرف سے چاہے نباہا کرے کوئے

پردے مین شرم کے وہ بہت بیحجاب ہین
اسکا مزہ پڑا ہے کہ چھیڑا کرے کوئے

اعجاز عیسوی کو مرونگا لگا کی داغ
اچھا نہین نہی مداوا کرے کوئے

دلگا نہ وصل مین بھی گیا ہای اضطراب
اللہ کیا کرے کوئی کیسا کرے کوئے

سولو ہی نطق لیجیے پر دل نہ دیجیے
اسمین یہی مزہ جو تقاضا کری کوئے

قاتل کو رحم آیا تھا تیہ اوٹھہ کر رہا ہے
مین اوسکو دیکھتا ہون وہ مجھکو دیکھتا ہے

رونا یہ ہے تو ایدل وہی دہری ہوتے ہین
طوفان لے تمیزی ہے عشق شبہ کیا ہے

وہ مجھکو گھر بلائین جاؤن تو بھول جائین
اونکا قصور کیا ہے تقدیر نارسا ہے

پروا نہیں ہے اونکو خواہش نہیں ہمیں بھی
آنکھ اونکی پھر گئی ہے دل اپنا پھر گیا ہے

خوش ہوں نہیں جو میرا دشمن کا بھی نہوگا
ہان مژدہ باد ای دل وہ شوخ بیوفا ہے

اچھا یہ ہیں بلے نا کینہ نہ مہر تجھ سے
پھر پوچھتے ہے یہ کیسی کچھ بھی نہیں تو کیا ہے

اتنا غرور و نخوت کیوں حسن عارضی پر
نادان وہ تو تجھسے کچھ بڑھ کے بیوفا ہے

کیا بات اون لبوں کی شیریں وہ اسقدر ہیں
بوسہ تو بوسہ اونکی گالی میں بھی مزا ہے

ہم شکوہ تغافل اوس سے کریں تو لیکن
اسکا جواب کیا ہے جب وہ کہیں حیا ہے

میری جو نعش دیکھی بولے برا ہوا اسکا
کمبخت مرتے مرتے بدنام کر گیا ہے

کیوں نگار رشک سے ہے اتنا تو آپ سمجھیں
رسوائی پر وہ رسوا کسکے لیے ہوا ہے

آپ کی کج ادائیاں دیکھ کے پیچ و تاب ہے
ہم ہی خبر تھے پیشتر وصل میں بھی عذاب ہے

ظلم جو کچھ کیا کیا اوسکا عبث حجاب ہے
منہ نہ چھپاؤ شرم سے یہ بھی نہیں عذاب ہے

میں ہجر ان میں اختلیق غم اور لہو کے گھونٹ ہیں
تو ہی نہ اجلیس غیر اور شراب ناب ہے

ایسا جو ہو مزہ وہ غیر اوسکا تو قتل ہو گناہ
مجھکو حلال کیجیے ہاں یہ بڑا ثواب ہے

یار کی خو تو خوب ہے رشک اگر نہ چھیڑ دے
ہم مراد مند ہیں غیر بھی کامیاب ہے

کون سہی نہ تھا ای کون لی شب وہ دل وہ داغ
پیر میں ہوں جوان ہے پای نازکا بھی شباب ہے

عیش وصال میں جبین ناز و ادای نازنین
رنگ کو دیکھیے جو کچھ صبح کو ایک خواب ہے

پیچ فراق ہجر میں طرفہ نہ بگڑے کے وہ
رنگ شکستہ کی بہار جلوہ ماہتاب ہے

واہ تلون مزاج تھا تو گمان کچھ اور ہی
ہم سے بھی پر زیادہ تر حال عدو خراب ہے

ایک ادای حسن ہے جسکے یہ دو کرشمے ہیں
گھٹ گئی تو ناز ہے بڑھ گئی تو عتاب ہے

[illegible]

ہو قی ہین جب شہ ملتفت بوسہ تو مانگتا ہی ناطق
وہ نہ تجھے منہ لگائین کیا تیری تو خو خراب ہے

شوق کو حسن میں ہے نہ اغیار کا نظارا کرتے
ہم میں رسائی طاقت کی تمنا کرتے
ذکر غیر و نباہ کرین اور ہم رون شکوہ بین
[illegible]

ہم بھی محروم سہی کاش وہ پروا کرتے
سر جو زانو سے اوٹھاتے ہی تو سجدا کرتے
مجھ سے ایک کاش وہ ہر بات کا پردا کرتے
صبر آتا جو مجھی کو وہ ستایا کرتے
ہم اگر سطوت دربان کا محابا کرتے
ورنہ یہ تیر سینہ ہی پیٹا کرتے
ورنہ ہم رشک رقیبان بھی گوارا کرتے
پھول کیوں ہر طرف خندہ بیجا کرتے
چھیڑتی ہی کو ہم اوس شوخ کی تمنا کرتے
بس تقاضا دل سے ہم آئینے کو اندھا کرتے
ورنہ تا حشر لیے چین سے سویا کرتے

آئینہ دار نہ اونکے ہوئے ورنہ ای ناطق
آئینہ دیکھتے وہ ہم اونہیں دیکھا کرتے

بیقراری سے نشان جاتی ہے
ہو دل آتا ہی تو دل آتا ہے
روح لیلی تلاش مجنون مین
نہیں آتے کبھی تصور مین

ضبط کرنے سے جان جاتی ہے
جان جاتی ہے جان جاتی ہے
آج تک وحشت جہان جاتی ہے
اوکی ستیں بھی نشان جاتی ہے

۱۵۴

[illegible]

[illegible]

سے ہے پا اندہیر چاند فی قسم ‏ — ‏ تماشا میانہ سا تان جاتی ہے
تیرے وحشی کی ساتھ سرعت فکر ‏ — ‏ ہار تھکتی ہے مان جاتی ہے
نامرادی وصال مین بھی ہے ‏ — ‏ کوئی یہ مہربان جاتی ہے
بس لب ہی گرمی فغان بس بس ‏ — ‏ کام سے اپنے بان جاتی ہے

نطق موت آچکی ہی کہلا بیچ
اب وہ آئین جان جاتی ہے

سستا وس گھر سے نسیم سحری آتی ہے ‏ — ‏ تا منی تا کام پھری ہی کہ مری آتے ہے
تجھ سے لبریز ہے سینہ کہ اب صورت آہ ‏ — ‏ سانس جو آتی ہے وہ درد بھری آتی ہے
تم جو اس حسن سے کھولی ہو گیسو نکلو ‏ — ‏ ہو کی دیوانی کہین لوگ پری آتی ہے
آہ جلتی ہے جو سینے سے تو ہولب تک ‏ — ‏ پیشوائی کے لئے لب اتری آتے ہے
یاد مژگان سے ہوئے زخم جگر ہرا ایسے ‏ — ‏ یہ وہ سوزن ہی جسے بخیہ دری آتی ہے
بوسہ تو بوسہ تجھے نیم نگہ بھی ہے دریغ ‏ — ‏ دلبری خاک نہین مفت بری آتی ہے
کوئی جاتی کہ نہ جاتی یہ قبلا لائے گا ‏ — ‏ جذبہ عشق کو پیغام بری آتی ہے
چونکتا ہی نہین پھر بخت جو سو جاتا ہے ‏ — ‏ نیند آتی ہے کہ غافل کو مری آتی ہے
نخل امید مین ہی تا ہی وہ مرجھائی ہوئی ‏ — ‏ نظر ایک آ وہ بھی بیتی جو ہری آتی ہے
پر او کھڑ کوئی اوڑتا ہی قفس مین جو کبھی ‏ — ‏ کیسی حسرت مجھی بی بال و پری آتی ہے
تیرے فرقت زدہ چھپ چاپ پڑی رہتی ہین ‏ — ‏ رات کو انکے یہان روز مرے آتی ہے
کبھی طاؤس کبھی سرو چراغان کبھی باغ ‏ — ‏ دل پروانہ کو کیا جلوہ گری آتی ہے
مین جلون صبح شب ہجر بھی تو ہو ٹھنڈا ‏ — ‏ اسکی حسرت نہ مجھے شمع سحری آتی ہے

[illegible]

اگر اوس گلشن خوبی کی اوڑا لاتی بو
آج اتراتی نسیم سحری آتے ہے

مجھکو بدنام نکر چھوڑ دے میرا دامن
تجھکو ای دست جنون پردہ دری آتی ہے

ہم او نہین آپ ہین آنے نہین دیتی شب وصل
جام دیتی ہین جہان شرم دری آتی ہے

دل مایوس مین حسرت کا کہین نام نہین
اضطراب کوئی نہ جلتی نہ مری آتی ہے

نطق اس آہ کی قربان کہ جسبادہ کرون
چومنی کو مری لب پہ اثر ہی آتے ہے

شریک حال بری وقت مین ہماری ہے
یہ بیکسی تو ہمین جانسی بھی پیاری ہے

تری بغیر چمن مین ہے رنگ مقتل کا
مری نگاہ مین ہر پھول زخم کاری ہے

چھپا یا پردہ وحشت مین عشق کو ہمنے
یہ اپنی چادر ہری مین پردہ داری ہے

کھلے ہین نقش قدم سے قدم قدم پہ پھول
خرام ناز ترا باد نوبہارے ہے

وہ سمجھے ہین شب غم جو اپنا غم پیہم
یہ طرز پرسش انداز غمگساری ہے

دیا جلا کے کا بند ہا نہ اس نہانی سے
گناہ گار محبت کی لاش بھاری ہے

سیہ لباس مین بدلی کا چاند ہے وہ حور
بناؤ اوسکے لئے میری سوگواری ہے

جب آئی وہ تو یہ آئی وہ جائے تو چلے
ہمارا ہوش مگر یار کی سواری ہے

وبال ہی مری آشفتگی کا اوسکے سر
یہ حسن زلف پریشان تری سنواری ہے

خبر دماغ کی لیتا ہی دل تڑپ کر نطق
بلند تا لب بام موج بیقراری ہے

یہ اپنا جسم ہے [illegible] خواری ہے
پھر اوس گلی [illegible] ہماری ہے

نگہ کا حال [illegible] زاری ہے
وہ ایک موجہ [illegible] اشکباری ہے

١۵۵

مری چمن میں نکہا موج رنگ کا دہوکہا
وہان صبح اور عدو اور شگفتانی ناز
حریف تیغ ادا مجہسا ناتوان کہان
مری تعلق کا ہوا ہی اثر حسینون مین
فریب ہم سے تسکین یہ دل کو دیتی ہین
نہین ہے جسم میں ہر چند ضعف سی جنبش
سب آتے ہین اور جو آنے نیا ہی محفل مین

یہ شدلی یہ گل سے خون جاری ہے
یہان ہین اور دل مع داغ و لالہ کاری ہے
معاف کر مجھے چرکا ہے زخم کاری ہے
یہ شوخیان نہین دربردہ بیقراری ہے
وگرنہ جیسے ہی ظاہر امیدواری ہے
مگر جو دل ہی سو دریا کی بیقراری ہے
وہ ہم ہین اور وہ یاد ای صنم ہماری ہے

یہ دل لگی ہی بیکاری فراق ہی شغل
اثر ہے بحث نہین یو نہین آہ و زاری ہے

ابہی ستم طریف ہی سے قضا نے مجھے
حیرت نے اوس میں کیا نقش پا مجھے
گل کا سمجھ گئی ہے مگر مبتلا نے مجھے
محجوب کر رہی ہین تری بیحجابیان
پردہ تو تیرا جلوۂ بیباک اوٹھا گیا
اوس طبع جوہ دست تو نقش مراد ہو
زلف رسا تو نکو جو کی ای خدا بچا
کچھ اونکی اونگلیون کی لطافت نہ پوچھیے
ایسا نہین ہون اور جو ہون بہی تو علاقہ کیا
ہین اور وہ گلی کہ جہان کل ہوا ذلیل

اوسکو کیا عدو کی وفا دی وفا نے مجھے
جاؤن کدہر کہ یاد نہین راستا مجھے
نکہت بتا رہی ہے چمن میں ہوا مجھے
آتی ہی آئینے کی بہی منہ سے حیا مجھے
مجھ سی محبت گلہ ہے کہ رسوا کیا مجھے
اسی سمان میں تجھ کو سمجھ کر مٹا نے مجھے
دی مثل شانہ پنجۂ دولت رسا نے مجھے
آئین نظر وہ موجۂ رنگ حنا مجھے
تیری ہی عادت آگئی اے بیوفا مجھے
پہر آج شوق دید وہین لی چلا مجھے

فرمائش رقیب سے بیداد و قہر ہے
شکوہ نہیں رقیب سے جو کچھ کیا کیا
کرلیوں نگاہ یار میں حسرت کی آہ کیسے
ظالم نہ جان نقصد ہو العبد قتل یار
بے التفاتی آپ کو تو ایک بات تھے
آخر مجھ سی تو تغافل سے یار کو
البدری لاغری کہ نہیں جسم کا پتا

خود کھینچی ستم کہ ملے کچھ مزا مجھے
تیرے سکوت کا ہے مقرر گلا مجھے
مہلت دی تیز دستی قاتل ذرا مجھے
دامن سے کھینچتا ترا روز جزا مجھے
لالہ آرزو کا دیتا پڑا خونبہا مجھے
یوں ہی سہی پسند ہے یہی ادا مجھے
ہمراہ ہے سایہ پڑا ڈھونڈھتا مجھے

سمجھا ہیں ناتوان حریف ستم تھا شوق
لیکن نہیں تحمل ناز اب ذرا مجھے

ہے چشم تر دل میں لگتا لہو ہے
شراب تماشی سرخوش ہو
تصور یہ ہے کس گل کا دل میں
مری حسرتیں پھر جلا دی گئی ہیں
یہاں ہیں یہاں زخم خنجر لگے
جلاتا ہے وہ مثل پروانہ مجھکو
طلسم نظارہ تصور باندھا
کہیں ہے کہیں بیٹھتی ہیں جبین
ذرا لوٹنا دیکھ میری ولکھ
تماشا کی قابل جوانی ہے

بھری جبکہ وہ جام خالی ہو ہے
بھری ساغر آرزو میں لہو ہے
بہت آج داغوں میں ہولو کی بو ہے
قیامت کا ہنگامہ آرزو ہے
زباں ہار پھولوں کا زیب گلو ہے
کہا تھا کہیں ہیں تو شمع رو ہے
تماشا کہ وہ ہر گھڑی روبرو ہے
یہ دل نا وطوفانی آرزو ہے
کہ تصویر اس آئینے کی یار تو ہے
بہاروں پر یا گلشن آرزو ہے

۱۵۷

گلو مین لاؤ ڈہونڈہ کوئی لطافت
ستم کرکے کہینچیگا خمیازہ ظالم

کہ بلبل تماشائی رنگ و بو ہے
نہ دلکو کہا دیکہہ اس دلمین تو ہے

کچہ اونکا بہی ہے پاس ناموس مجہکو
یہ مانا کہ بی ننگ ای نطق تو ہے

جی مین اس شوخ کی ایکاش یہی آجائی
گلشن جائین اگر دل سی تمنا جائے

بوسہ دی ڈالیئے ہر دم کا تقاضا جائے
ہوس گل نہو تو خار کا کہٹکا جائے

سادگی ہی کہ ہمین اوس سے ہے چشم دیدار
بدگمانی ہے بلا رشک عدو آفت ہے

آئنہ دیکہکے جو عکس سے شرما جائے
اوسکے پہلو سے اوٹہا جائی نہ بیٹہا جائے

نگہ ناز کا مارا نہ بچا پر نہ بچا
یہ وہ جادو نہین جادو سی جو بہلا جائے

بیٹہے ہین طالب دیدار پڑا ہے پردہ
دیکہین اُن لوگون مین اب کون اوٹہایا جائے

یہی رفتار ہے تیری تو بہ رنگ بسمل
کیا عجب نقش قدم ساتہ تڑپتا جائی

جلنس دل کا کوئی معشوق خریدار تو ہو
پہر نقد ربی گران جائی کہ سستا جائے

اوس کے گہر لیکے چلا ہون مین مجہو حسرت
عکس آئنہ سی خلوت مین جو گہبرا جائے

پہر پیرا ز کہ رین شوق کی مضمون عطا
اوڑکی خود شکل کبوتر مرا نامہ جائے

واہ کیا کوچۂ محبوب ہے ای نقش مراد
بیٹہہ جا نقش قدم بن کے جو بیٹہا جائی

بی تکلف تو ہوا ہی وہ مگر خوف یہ ہے
شرم بیجا ہی گزشتہ سی نہ شرما جائے

روشن آنکہین شعرا کی مری غزلون سی ہون ناطق
سید سے بنے سفا نان کو سرما جائے

یہ تمکنت ہے سبب دل کی سزا ہے
گیسو تر اشانی کی کشاکش مین پہنسا ہی

١٥٩

پھر تیرا تمنائی شمشیر جفا ہے — ہر زخم کہن مثل گل آغوش کشا ہے

ملتے سی ہوئی ہین کف افسوس سے سرخ — بیدرد سمجھتا ہی کہ یہ رنگ حنا ہے

ای مہر منور ترے جلوی کی ہوا مین — جو ذرہ ہے روزن کی طرف بال کشا ہی

مت اونکی پھری نبض پھری تب ہمارے — پہلی تو حیا شرم تھی اب شرم حیا ہے

اوس گل کی پھری بو عطر گریبان تصویر — مانند نسیم اپنا نفس غالیہ سا ہے

سو چاک کئی جبکہ مری دل نے گوارا — تب لف سی شانی کی طرح ربط بڑہا ہے

بیباکئی محبوب مین بفائدہ بحثین — آخر یہی ٹھہریگا کہ مستیٔ ادا ہے

یہ دل وہ ہی ہلتا تھا فلک جسکی تڑپ سے — مردہ سا جواب ضعف سی پہلو مین پڑا ہے

گر قتل مجھے ہی عبث اندیشہ دیت کا — مین جامن اگر کوئی کہی یہ بہی کہ کیا ہی

ہان مانگئے بوسہ وہ اگر بوسہ نہ دین گے — تو مفت مین دشنام کا موجود مزا ہے

جب دیکھئی ای نطق وہی شکل ہے حاضر
اب میرا دل آئینہ تصویر نما ہے

ہنگام خرام آپکے تیورین یہ ادا ہے — شکر ہے وہ مین نقش کف پا کا بھرا ہے

وہ آنکھین دکھاتی مین مین منہ دیکھ رہا ہون — مین محو تلافی ہون وہ سرگرم جفا ہے

سمجھی نہین جاتی کبھی اس جور و ستم پر — آخر کہین اصنام حسین کا بھی خدا ہے

جیتے تو یقینا نہ ملی شک ہے مرے پر — شاید وہ تری جور کو بھی طرفہ بلا ہے

کیا جان نکالیگی تڑپتی ہے پری سی — قاتل تری جو بسمل انداز قضا ہے

کیا بات تمہاری لب شیرین کی مری جان — درد اوسکا جو دل مین ہے تو اوس مین مزا ہے

اوس بزم مین عشرت سے بجی تھم ساز طرب کا — نائی نی نالہ بھی تان نغمہ کشا ہے

میدان تصور کا ملا جلوہ گری کو
لیکن اوسی سے ہی بھی نگلہ تنگی جا ہے

جو چاہے وہ پامال کرے اوسکی گلی میں
ہم صنعت نقش قدم وقت پڑا ہے

کشتوں کے لب زخم سے فریاد ہے جاری
یہ خوف ہے قاتل کا کہ رستہ بول اٹھا ہے

بیکار نہیں کچھ نفس بے اثر اپنے
ہیں یہ ہی اثر اونکو اگر لطف ہوا ہے

خالی کوئی بات اوسکی تیر الفت سے نہیں شوخ
غیر وفا نہیں جانا ہمکو وہ سرگرم وفا ہے

قبا کی پرزے گلوں کی وش اڑائے ہوئے
بہار آتے ہی بیرہن ہم نے بھی نگلائی ہوئے

دبا ہی سرو کو شمشاد ہی ہی چھپائے ہوئے
چلا چمن میں تو سینہ ذرا اٹھائے ہوئے

ہوا جو گرم فغان میں تو عندلیبوں نے کہا
وہ نالی آتی ہیں ہم نے ہزار اٹھائے ہوئے

ہزار کھیتی یہ بیت شیخ نے نہ نکلیں گے
مثال بیت ہوں [illegible]

عجب نہیں جو نہ چھوٹیں وہ داغ حشر تلک
جو تیری تیغ تغافل سے ہیں لگائے ہوئے

وہ سیر کو جو چلے ہر طرف سے تھی یہ صدا
حضور ہی میں ہیں عالم اور گھرائی ہوئے

فغان کی ساتھ ہوا اور ستے ہیں لگی کالے
ہر ایک نالہ نکلتا ہے لاش اوٹھائی ہوئے

چراغ داغ جوانی جلے ہیں پیری تک
نکلے نہ صبح کو بھی شام کے جلائے ہوئے

یہ شوق لو کوئی دیکھی جو وہ بغل میں نہیں
تو اوسکے داغ کو چھپائی ہیں لگائی ہوئے

نہ ابرو ان پر اہی سی ہوا اسقدر ناز ال
یہ تیغ نہیں لی طفل آزمائی ہوئے

یا میں خیال کہ نازک دماغ ہے وہ شوخ
سوئی گلی کی طرف نالی لب پر آئی ہوئے

کہاں تیغوں کا منہ اور لب کی بوسی کہاں
وہ آپ اپنی تکلوں میں منہ لگائی ہوئے

اور اوسکی نقوش ہے مشاطہ ہاں بنا اسیر
کہ میرے ہاتھ نکلے تھا نہیں کہاں ہوئے

۱۶۰

شہید ناز بڑہائین گے ہر طرف سی ہاتہ
چلو مزاروں مین فی امن فرا اوٹہائی ہوے

نہ عاشقو نکا دکہا دل تو سخت بانونسی
غریب آپ ہی دل پرہین چوٹ کہائی ہوے

رہی خیال ذرا دل کا وقت شانہ کشی
خدا کی واسطے بچاری کو ستائے ہوے

وہ قاتل آتے ہیں یا تیغ ہے نہین معلوم
مین بیخودی مین ہون کسکو گلی لگائی ہوے

اودہا تا ہی عبث شوق دل وہ بت کیا
خدا کی پاس سجاؤ نگا بلائی ہوے

شب وصال بہی پورا نہ لطف وصل اوٹہا
مری کنار مین ہی بدن چرائی ہوے

نہ کیسی پیچ کرین عاشقو نسی گیسو نطق
یہ روسیہ ہین حسینو نکی سر چڑہائی ہوے

وہ شوخ رنگ روپہ ہین جو گل کی چوٹ سے
تو اپنی دل مین ہی دل بلبل کی چوٹ ہے

ایسا دماغ فرقت ساقی مین ہے ضعیف
فرقت کی چوٹ خندہ قلقل کی چوٹ ہے

دچھنی کی جوان صنم نازنین سے ہین
پتہر کے ضرب سینے لیئے گل کی چوٹ ہے

چمکا ہوا ہے عارض ساقی کی عکس سے
خورشید پر مری قدح مل کی چوٹ ہے

یون بیٹہ پکڑ پہرتی ہی گہر گہر جو آسیا
سینے پر اوسکے میری تو کل کی چوٹ ہے

رہتا نہین ہون کیا دل پر درد سینہ ریش
تجہیر چمن مین کیون گل و بلبل کے چوٹ ہے

چہوٹی کی پیچ کرکے نکالی گی اوسکی بل
سنبل پہ آج یار کی کاکل چوٹ ہے

فوج خزان کی دوڑ سنا آنے والے ہے
مدت سی شاہ گل کی تجمل کی چوٹ ہے

صحن چمن کو محفل رنگین کا رشک ہے
جاروب کش پر آپ کی سنبل کی چوٹ ہے

اے نطق تو یگانہ ہی بزم سخن مین آج
اب شاعو و نغمین تیری طرف کل کی چوٹ ہے

۱۶۱

نہ صلح میں بھی وہ عادت گئی لڑائی کے — جو میں نے ہاتھ لگایا تو ہاتھا پائی کے

مرا جو موت کا جس نے یہ طعنہ سنوایا — وہ کہہ رہی ہیں مرا لاش بیوفائی کے

نہو سکے کبھی ہمسر مرے سہی قد کا — کہا تھی سرو یہ ویچ لائی میرزائی کے

بندھا نہیں ہے دلا تار اشک عاشقین کا — یہ ایک لہر ہے دریائے آشنائی کے

کری وہ دعوی ہم پنجگی حسینوں سے — جو شاخ پنجۂ مرجان میں ہو کلائی کے

الٰہی آئینہ تو نے چھٹے یہ خود بینی — نہاری اوسکی کوئی شکل ہو صفائی کے

ہوا حلال مرا جس نے دم محبت کا — لگی ہوئی ہے وہ تیوری چھری قصائی کے

وفا پر آئی تھی آتی تھے پر نہ آنے دیا — ولائی شرم اونہیں قسمت نئی بیوفائی کے

دم نظارہ دیا بوسہ پستۂ لب کا — زیادہ شربت دیدار پیر مواسے کے

قفس میں تھی جو اسیر محبت صیاد — حلال ہو گئے نشتے ہی ہم رہائی کے

عجیب شہر ہے شہر بتان جہان ہی خلق
وفا تو کیا کہ نہیں رسم آشنائی کے

نگاہ بیگاہ ادہر اوسکا گزر کافی ہے — اس قدر بھی کشش دل میں اثر کافی ہے

شوق زیور میں نزاکت اونہیں بھاتی — دونوں کانوں میں بس ایک ایک گہر کافی ہے

شوق اگر دل میں بسترکے ہی تو لی اوڑ کو — نغمہ کیا نغمۂ مرغ سحر کا سفے ہے

نہ لگا تیغ دکہا مجھکو لچک تا زہر کے — قتل کرنے کو یہ خالی ہی کمر کافی ہے

سر پٹکنا ہی شب غم میں تو کہان کا تکیہ — سنگ و خشت آج ہمارے تہ سر کافی ہے

اور صدموں سے شب ہجر میں کیا بحث گر — گہٹ کے مرجانے کو تاخیر سحر کافی ہے

نہ جلا ہمکو شب غم کہ تری [illegible] — آہ کا بس ایک شرر کافی ہے

١٦٣

تیغ تلوار مبارک ہون گران جانون کو
ہون سبک روح مجھی تیز نظر کافی ہے

ذبح تکبیر سے زاہد تو شب وصل نہ کر
بس چھری پھیرنے کو تیغ سحر کافی ہے

ننگ ناموس ہو بوسے کی عبث فکر مجھے
ای فلانا اسکی لیے دیدۂ تر کافی ہے

دل بیتاب کی تسکین بڑی بات نہین
آپ کے ایک عنایت کی نظر کافی ہے

حسن کا اور کسی سے نہین پرکھا نا شرط
اسکی کی لیے بس اپنی نظر کافی ہے

دفع رسوائی الفت کے لیے زہر نہ کھا
نطق اس شہر سے کچھ وزرون سفر کافی ہے

اندھیر جو ہی تو ستم کیون ادا سے
جور دگر بلا ہی وعدہ جفا سہی

اچھے رہین حضور سے بندہ برا سہے
آپہی نباہ دیجیے مین بیوفا سہے

امید مہر لون بہی تہی وہ خفا سہے
اچھا یہ عرض حال ہماری گلا سہی

عادت تو تہوا نہین کہ ہمین بہی امید ہو
خوش ہین ہم اے رقیب تجہی سی وفا سہی

رشک عدو کی ایک قسم تو نہ دیجیے ہم
اسکے سوا نہ کون سہی تیرے جفا سے

رکھہ لی خدا نی شرم محبت نباہ دی
بیداد جھیلی ناز اوٹھائی جفا سہی

بگڑے تو ہو جو رشک آئی تو مین کہون
سب ہمنشین تمہارے مری آشنا سہے

بوسی کی آرزو ہی لب اشتیاق کو
وہ پای ناز تین جو نہین نقش پا سہے

کہتے ہین ہم بہی غیر کے حق مین قبول ہو
یہ کوسنا نہین بہت اچھا دعا سہے

وہ محو رنگ رنگت مین بیٹھے ہین رات دن
اس غل کو کیا کرے کوئی نالہ رسا سہے

گو تہا تو رات غیر مگر کیون ستائین آپ
کیا کیجی گا نالہ ہمین نے کیا سہے

بخت رسا سہی بارہ جو اوس انجمن مین ہو
گو رشک غیر سہ نہین سکتے سہا سہے

ہم اپنی ہاتھ سے بھی گلا کاٹ سکتی ہین	دست جفا حضور کا وقف حنا ہے
بے حکم ایک بوسہ تو بے شبہ لے لیا	دو گالیان وہ جرم سہی یہ سزا اسکے
کیون میرے ہاتھ آئین گی طالع ہین نارسا	ای ہمدم اوسکی گیسوی خوش خم رسا سہی

کتنا کہا تھا نطق سے جانا نہ انکے ہان
ہان ہان تو ہم سے کر گیا لیکن گیا سہی

پیدا وہ آفرین ہوئے نہین تیرے واسطے	پیدا ہو کوئی تجھسا کہین تیرے واسطے
جیتے ہیں کہ بات بھی لب نازک کو بار ہے	ای وای ہان نہین بھی نہین تیری واسطے
دو غم تو آپ رکھو رکھے بخت پر	مین کیا کرون خوشی ہی نہین تیری واسطے
یہ شک ہے تو روز قیامت خدا سے ہم	ای بت بگڑ نہ جائین کہین تیرے واسطے
پیغامبری کی کتنے دعاہاے مستجاب	باد سحر کے ساتھ نہ کہین تیرے واسطے
تیرے گلی مین بیٹھکے رسوا کرون تجھے	مر جاؤن تو سہی ہین نہین تیرے واسطے
جلوے تری لطیف یہ عالم کثیف ہے	لاؤن کہان سے خلد برین تیرے واسطے
وہ دیکھکے مجھے خم ابرو کو دیکھتے	بولی کہ ہے یہ خنجر کین تیرے واسطے
جب جان جا چکے ہے تب آیا ہی ہاے ہاے	شرمندہ ہون کہ نذر نہین تیری واسطے

الفت تو ہے اب رہ تو کیا چاہتا ہی نطق
بدنام ہو وہ پردہ نشین تیرے واسطے

ایدل یہ غم مزی کی نہین بیتے تیرے واسطے	ہین میوہ ہای خلد برین تیرے واسطے
ایدل تو لاکہ کچھ کہے اوسنے جواب مین	بس سوچ لی ہی ایک نہین تیرے واسطے
سو سو مزے رقیب اوڑاتی ہین اندنون	ہین تلخ کام ایک ہمین تیری واسطے

اے صنم روح ساتھ ترا کیسے دے سکے — چرخ اوسکے واسطے ہے زمین تیری واسطے
غمزے کی سلے رقیب سے ہوئی جفائی یار — کیون چھیڑ ہے کیا ہین ہمین تیرے واسطے
بازار امتحان جو کھلے گا تو دیکھی جان — تھوڑا سا نین گے ہم بھی یقین تیرے واسطے
لطف خرام سے ہے تو مشق خرام کو — درکار ہوگا عرش برین تیرے واسطے
اے دل سمجھ وہ نشہ مے مین بہک گئی — ورنہ بنا ہین تو نہین تیرے واسطے
کیا شکوہ دوستونکا گلہ دشمنون کا کیا — دل ہی نے جب لئے ہین دین تیرے واسطے
لب غنچے بند رکھ کہ دہن گو ہے نہین — ولیا تبسم نمکین تیرے واسطے

تو اور وہ تو دونون ہین رسوا ہوئی سی خوش
جلتے ہین خلق ایک ہین تیرے واسطے

وہ مست ادا برقع اوٹھائی ہوئی آجاے — کانونسے جو سنتے ہین آنکھونسی کہا جاے
ایسے بھی وہ کیا ہین جو اونہین رحم نہ آجاے — پر مجھ سے بھی کچھ جوش قلق مین نہ کہا جاے
معلوم ہے رک جاؤن تو وہ چھیڑ کے بولین — پر مجھ سے تو مشکل ہے ذرا دیر رکا جاے
ظاہر دل کم حوصلہ کر دی نہ خوشی کو — ایسا نہو دشنام کا بھی لطف مزا جاے
ہاتھونکی صفائی کا تو احوال ہے ظاہر — خود حسن کی شوخی ہی مگر پردہ اوٹھا جاے
اللہ وہ نہین مجھسے بیوجہ عداوت — لی ہین وہ مرا خون تک اونسی جو پیا جاے
سچ ہی کہ وہ بد خو ہے برا ہی حضرت ناصح — بتلائی کیا تجھے جو جی ہی کو بہا جاے
افشا نکرے کوئی مری دزدی دل کو — یہ اور مصیبت ہی جو وہ آنکھ چرا جاے
نالہ ہرا کیا وقت قلق جسمین اثر ہو — ہان جان کی مجبور مگر رحم اونہین جاے
محفل مین بہت شمع سی گرمی نہین اچھی — اتنا بھی نہ چھیڑو کہ پسینے مین نہا جاے

شوخی سہی ہر ایک سے پر چھیڑ بری ہے
ایوای بنافی ہین مار ہی ڈالا
نخوت کا وہ عالم ہی کہ کون ہنسیگا
آتی ہی ہنسی ال ہین کہ اب چھیڑ اونکو
گو کرگئے یہ آیا تھا نہ اب آوے نگا لیکن

یہ بھی ہے کوئی بات جو آئی وہ خفا جائے
کیا وہم سے لیجئے وہ سر نعش پہ آ جائے
اچھا ہی جو کچھ ضعف کی مارے نکھا جائے
غصہ اگر آ جائے تو سب شرم و حیا جائے
کیون جاؤن نہ مین جب وہ تصور مین آ جائے

ناصح سے کہو نطق کو رہنے دے نصیحت
جانا تھا جو دل کو سو گیا جان نکہا جائے

نہ وہ نیزہ جو جنبش مین کام کرجائے
دلیل گریہ ہوا درد دل کی شدت پر
اسی قلق مین کہ سمجھین ہوان سکو کیون الوان
بس ایک دم مین جلو نکو مبتلا کر دے
وہ پاس غیر کے یون بے حجاب بیٹھے ہین
خدا کرے نہ بھری زخم دل کا مرہم سے
رہی کشمکش آرزو ہی بیدار سے

نگہ وہ تیغ کہ جو دل مین صاف اوتر جائے
نہ وہ شیشہ چھلکتا ہی جبکہ بھر جائے
خدا کرے کہ مری آہ سے اثر جائے
خوشا وہ زخم کہ جو دل ہی تا جگر جائے
کہ لوٹ آئی ہے پتلیان اگر نظر جائے
بھری تو دردسی یارب بچا او نہ بھر جائے
یہی جو بخت کا سونا ہی کاش مر جائے

مخصب خدا کا کری نطق یار سے دعوی
کہین نہ غرہ میٹھی لگو وہ مکر جائے

کیا لطف ہی الٹک کے دل اپنی جان لے گئی
جب اوس کا ہی کا کچھ نہ پتا ہند مین چلا
تو نی مریض کی نہ سنی اپنے مسیح

بجلی کہ چہ چمکی کہ مری جان لے گئے
وحشت ہمین اوڑا کے پریشان لے گئے
سو بار منہ کی پاس قضا کان لے گئے

رہزن تھی وہ ادا کہ لیا جان و مال سب | کافر تھی وہ نگاہ کہ ایمان لے گئے
بتلاؤں کیا کہ تاب و تواں کون لے گیا | کچھ ناز غمزے لے گئی کچھ آن لے گئے
گل کو دکھا کے عارض رنگیں کے شوق میں | فصل بہار اور بھی سامان لے گئے
لو اور تیر اگر مجھے بھولا نہ بعد مرگ | ہر چند حور خلد میں مہمان لے گئے
بس ہی تھی جنبش لب جاں بخش میں دریغ | جان آ نکلے ایک بات کا ارمان لے گئے

نکلے اگرچہ جان بڑی حسرتوں سے نطق
کیا کم ہے یہ ہی دید کا احسان لے گئے

ظالم سے جور و جفا کی تلافی نہ ہو سکے | ہو بھی تو دل وہ ہی کہ تسلی نہ ہو سکے
فرمایا مصلحت بھی ہی کچھ ظلم سے نہیں | مطلب یہ ہے کہ شیفتہ کوئی نہ ہو سکے
ڈر ہے کہ اونکی ضد نہ کہیں رنگ لاتی | کیا ہو جو رفتہ رفتہ ستم بھی نہ ہو سکے
دربان کو پیٹ کر خوشامد مری کرے | میرا یہ دل دماغ کہ اونسے نہ ہو سکے
فرمایش ایک سہل ستم کے جو ہم کریں | نازک وہ اسقدر ہیں کہ وہ بھی نہ ہو سکے
قابو میں آ کے عذر نزاکت بھی بابت ہے | لیکن یہ اوس گھڑی ہی کہ شوخی نہ ہو سکے
شربت کی طرح ہم میں وہ تلخابہ سرشک | ہمنے پیا کہ اور سے گلی نہ ہو سکے
باہر جگر سے بھی ہے یہ دل کی لگی ہوئے | بے سوز تو پہچی سے بھی پی نہ ہو سکے

بوسہ بھی چپکی لب تہا پر اب سے لگا ہی نطق
تم چاہو وصل پر بھی تو راضی نہ ہو سکے

دل کا گری میں جو آتشکدہ سے نکلے | جان کے ڈر سے بھی سمندر میں سمندر نکلے
خور سے خاک کے پتلے نہیں بہتر نکلے | قالب حسن تقدم میں ڈہلکر نکلے

١٦٧

حسرت قامت دلدار گڑی لاش کے ساتھ
کیا عجب خاک سے میرے جو صنوبر نکلے

تیغ ابرو یان کی طرح قتل کیا لاکھونکو
بے حجابی مین عجب حسن کے جوہر نکلے

وہ خود آرا اگر ایجا نہ ہے سہو کرا رہے
آئینہ ہاتھ مین تربت سے سکندر نکلے

تیرے دانتونکی محبت سی ہے صدملو نہیں
تب تو مسکے ہوئی گرچے ہوئی گوہر نکلے

ہے غضب اب ہے لو ہمکو نہ وفادار گنے
ایسی بیٹھے تیرے کوچے مین کہ مر کر نکلے

ایک ہی چاک گریبان سی تا دامن تک
ای جنون گل کی طرح جامہ سے باہر نکلے

جسطرح اوسکو بگاڑا ہے بنا کر مغرور
آئینہ یار کے گھر سے کہین باہر نکلے

خاکساری ریاضت سی ہو مقبول خدا
نور ہو جائی اگر خاک کا جوہر نکلے

اپنی ہاتھونسی وہ سفاک مجھے ذبح کرے
حسرت دید خدا یا نہ تہ خنجر نکلے

عید کا دن ہی تکلف مین نہ یار کر تکلیف
عہد جمشید کا ساقی کوئی ساغر نکلے

دم دیجا رٹ ہی کاٹ دہی گھاٹ دہی
نگہین تیکہی یا میانسی خنجر نکلے

گو کہ آنکھون ہی مین ہے طالب دیدار کا دم
پیر بغیر آپ کے آئے ہوئے کیونکر نکلے

دہن یار سی خود گم نظر آئے عاشق
بڑہ کی ہوئی کمر یار سے لاغر نکلے

تیرے دانتونسی ملا یا تو مری آنکھونمین
قطرہ آبروی ریختہ گوہر نکلے

تیرے جامے کی جو بو باغ مین لیجائی صبا
پردہ گل سے نہ نکہت کبہی باہر نکلے

اے فلک صبح شب وصل یہ کیسا اندھیر
چاند آنکھونسے چھپے مہر منور نکلے

غیر بھی اوٹھنی لگا ہی تیری دیکھا دیکھی
جان موت آئی سے چھوٹنے کی جہان سے نکلے

اس لطافت سی چلی باغ ہوا دار ترے
جسطرح نکہت گل دوش صبا پہ نکلے

تیرے کوچے مین جو ڈھونڈھا تری پانونکو
صورت نقش قدم خاک برابر نکلے

نطق ہم ختم ہوئی وہ نہ مگر ختم ہوئی
ناز اوس شوخ کی انداز سے باہر نکلے

وہ شوخ نئی طرز کا جب ناز دکھائے
معشوقونکو عشاق کا انداز دکھائی

لے آئے جواب خط شوق کبوتر
قسمت کا بنا کھیل گرہ باز دکھائی

کیا رنگ حسینونکا نہ تھے آپکے آگے
تصویر ہو تو خامے کا انداز دکھائی

پتھر سکے تو مورت سے تسلی نہین ہوتی
بتخانہ نہ بت خانہ بر انداز دکھائی

جلسے سے تو زندہ نہوا آنکھ کا مارا
اب بات ہے لب یکا اعجاز دکھائی

جھکتا ہی تو شاخ گل تر ہو وہ چمن مین
شکر جو چلے سرو کا انداز دکھائی

امید رہائی تو اوڑی کنج قفس مین
اے طائر جان تیزی پرواز دکھائی

جو رنگ کری کشتنی عشق مین جا کر
تلوار کے جوہر نگہ ناز دکھائے

جلسے کی نہ مانی کی مری مرد جلائے
عیسیٰ دم لب جان بخش نئی اعجاز دکھائی

اے فاختہ سرو اوسکے برابر ہی کہانی
رفتار نہ گفتار نہ انداز دکھائے

منہ کھول کی اوس مہ نے کیا بند دم اوسکا
کیا منہ سحر تفرقہ انداز دکھائے

سنتی ہی ہزارونکی نکل جائینگی جانین
خالق نہ مزاج آپ کا ناساز دکھائے

ای نطق مرا ساکھین معشوق طرحدار
دیکھا ہو جو کوئی تو نظر باز دکھائے

رات آدھی گئی آئے نہین آنے والے
سو رہے کیا مری قسمت کے جگانے والے

کیون تڑپ دل مین ہی شاید وہ ہین آنے والے
پیشوائی کے لیئے ہوش ہین جانے والے

ستم و جور وہ جو تجھ نکرین تھوڑا ہے
تجھ نے تمھارے مصاحب ہین سکھانے والے

١٦٩

وطن سے

نیند مردیکی مجہی شام سے اہتی تہک ٹلا
آج وہ غیر کو ہین ساتہ سولانے والا

ایک نقشی کے لیئے لاکہہ بگاڑی نقشے
تجہے کیا نقش دو عالم کے بنانے والا

سبز البین وہ جو میرنج یہ رو کر بولے
روٹہی جاتی ہو کہان میری منانے والا

بزم عالم ہین مگر شمع شب تیرہ ہون
شاد ہوتی ہین مجہی میرے جلانے والا

روکنی کے لیئے تم شوق سے کہو بان
آئین گی پہاند کے دیوار بہی آنے والا

جان سجان ہبی تہی تمسی کبہی یار یہ تہی
اسطرف دیکہ تو او آنکہہ چورانے والا

آمد اشتر از کی او سن جو عمر مین آغاز ہوئی
بیٹہتی جاتی ہین فتنون کے اوٹہانے والا

نالی پچیلی کو جو کرتا ہون تو وہ کہتی ہین
چونکی ہو وقت کی کمبخت جگانے والا

اپنے ہاتہون یہ ستم کرتے ہین اپنے اوپر
چوکتی ہین کہیں الفت کی جتانے والا

داد بیداد ہی غنچہ دہنون سے ناحق
قہقہون میں ہین یہ نالون کی اوڑانے والا

کیا شب وصل بہی منظور سحر ہو جائے
بہیرویں آپ چہیڑے سی ہین گانی والے

کیا بتو تبکدہ سمجہی ہو خدا کے گہر کو
کون ہوتی ہو مری دل مین سمانی والا

جور سہی موڑ کے منہ طعنے ہیں میری بلا
تہک کی خود بیٹہہ ہین گر وہ ستانے والے

نطق اب گہر سے نکلتی کوئی وہ نور نظر
ہین کدہر پالون تلی آنکہین بچہانی والے

نازہ بجد ہین وہان آفتین ڈہانی والی
جہیلعن ہین جو ہون وہ جا ستانی والے

دیکہین کیا مارتی پٹری کعبی کو ڈہانی والی
اب بہی بار آئین مری لکی ستانی والے

ہین بہی آپ کی گیسو سی گرنج عسا بعف
لوگ کہتی ہین جنہیں سانپ خزانی والے

کیہ سی نحو او نکو سکہانی ہین فنا کی معنی
اچہی استاد ہین عمر دہ پڑہانے والے

کوچۂ یار میں ہم سب سے الگ بیٹھے ہیں
کسی بوسہ کو ہی نیم نگہ نیم ادا +
چہلک گئی ہم کرم ساقی دریا دل سے
دور بیٹھا ہوں ستون کیون میں ای وہم
آتش شوق میں سوختہ جان جل نہ بچے
نہ عدو اونکو سکھا مین رقیب اونکو پڑھائیں
اس نزاکت پر جیا ہونگی تم بہی کیا خوب
درد سر شام ہی سے بنا یا شب وصل

کون یہ گبر و مسلمان ہیں اوٹھانے والے
کچہ لوٹی دولت خوبی کی لٹانے والے
لیسے کا ہیکو کہیں ہونگے پلانے والے
کہیں پہلو سے نہ زانو کی ہانے والے
ڈھیر ور ہیر ہو دہونکے لگانے والے
میری طالع ہیں خود اوستاد پڑہانے والے
کون ڈرتا ہے اگر تم ہو ستانے والے
میر ہیو نظر آسے جو جگانے والے

تجہسے منہ میر الو بگڑا ہے بر انہی میں نطق
زمانہ دیکہیں فی راہنہ کی جہ دکہانے والے

بدنام مفت سارے زمانے میں کر گئے
آہ اس قدر رسا کہ فلک سے گزر گئے
دم بہر مہر ہی غمزہ شب وصل کر گئے
گنتے کو تارے رات میں فرزا یا ین خیال
کیسا شکار دل نگہ بیجاب سے
تیغ جفا سے یار کے سسکا کرے رقیب
جمعیت حواس کا شیرازہ کہل گیا
نکلے صبا سے ہی وہ ہوا کہانے سینہ
دلکو جو وجد رات کو تہا ذوق دردسے

سمجہیں گئے ہم ملے تو جو اسنے کدہر گئے
پہر اشتنے نارسا کہ نہ اوس بام پر گئے
کیا آہی کیا گئی ادہر آئی ادہر گئے
ساںک گہر کی لگی کے بکہر گئے
گہونگہٹ اوٹھا کہ بازی کی لوٹی او گئے
میں مرکی جی گیا مری اچہی گزر گئے
جوڑا وہ کیا کہلا کہ طبیعت بکہر گئے
نکہت سی آگے اونکے سواری گزر گئے
آہ شہر زعفران مرے کیا کیا بکہر گئے

وصال باقی کی

۱۷۱

الوان کی

وزد جفا سے رہیے نہ ہشیار مجھکو کیا
ایسی بھی نازکی کہین دیکھی سنی نہین
تلوار وہ سنبھال سکے میرے قتل پر
کیسے شراب ہجر مین پانی جو پی لیا
یادش بخیر یاد کسیکی شب فراق

کھینچے گا ہاتھ مل کی انگوٹھی اوتر گئے
انچل سنبھالنے مین کلائی اوتر گئے
ٹیکا ہے باندھنے مین جو ناف و کمر گئے
سمجھا کہ آب تیغ گلے سے اوتر گئے
آئے تو جان زار کے تسکین کر گئے

کب تک او ٹھائین نطق شب غم کی ہول ہم
آنے نہین ملے کہ مگر موت مر گئے

سینے مین جسم تو کسی جگہ ایسے بھر گئے
کیا تھر یاد و شوخی دلدار کر گئے
کمبخت آہ خواب سے اونکے ڈرے ہوئے
نکلے ہین چاند تارے پرائی صورت نگار
کہتے تھی ہم نہ باغ مین جیسی لقا کے لٹ
کیا کیا غرور ہین اونہین حسن شباب پہ
آنے سے تیرے مین جو بچا غیر مر گیا
مر کر سبھی ملے تو ہم سچ نہ تھے بجا ت

امید کشمکش مین پڑی دیکھے مر گئے
شب میری چشم دل مین نمک سچ بھر گئے
چوروں کی طرح رات کو اون بام پر گئے
آنکھین تجھی کو ڈھونڈھتی ہین کدھر گئے
یہ خون کسکے سر ہوا بلبل جو مر گئے
سبزی تھی جب ہنوز ہوئی تب اوجڑ گئے
بھاگی جو تیر گھر سے تو تو اوٹھکے گھر گئے
ڈوبی نہین یہ ناؤ مری پار اوتر گئے

کیا دل فریب وہ نگہ بغیر مگین ہے نطق
سنتے آنکھ مین ہنوز کر دلمین اوتر گئے

وو دو دل ابر دم سرد ہوا ساون کی
مجھکو گرمی مین بھی ہے جو ہوا ساونکی

ہے یہان بارہ مہینے مین ڈر اساون کے
رو دو مین بیٹھکے تو تانین اڑا ساون کے

ٹھنڈی سانسیں مجھے روتی ہیں جو بھر رکھیا
دم چرائی ہوئی پھرتی ہی ہوا ساون کے

جس طرح دو دو جگہ او بہہ کی ہوا پہیلی
اس طرح اوٹھتی ہی فرقت میں گھٹا ساونکی

وقت رونے کے خیال خط سبز جاناں
ہمکو گھر بیٹھے دکھاتا ہے فضا ساونکی

مر گیا مجھ سا جو مہکش تو بہت تڑپی برق
کھول کر بال بہت روئی گھٹا ساون کی

تھوڑی تھوڑی سی یہ آگے مری چشم تر کے
کٹ کی پتلی کی برابر ہو گھٹا ساون کی

یہ گرجتا ہوا بادل نہیں آتا سامنے
رعد میخوار ونکو دیتا ہی صلا ساون کے

عوصلہ و سیر یہ کیا میکدہ میں سیر کی تنگ
رہ گئی دم کے طرح گھٹ کی ہوا ساون کی

کون بیٹھا ہوا مستا ہی یہ بجلی کیا ہے
پردہ کس شوخ کا یا رب ہے گھٹا ساونکی

مے کشو ہند میں پانی کی عوض می برسے
ہوں جو بہتی کی بخارات گھٹا ساون کے

اونکی بہیگی ہوئی بالوں کی خوشبو سے ہوں مستسقی
لاؤں یہ جوگی سی بہار ونکی گھٹا ساونکی

سوچ می جام سے پہنچی ہے لب میکش تک
لے اوڑتی بادہ گلگون کو ہوا ساونکی

فصل کی جوش سے تھی لغزش مستانہ ہوئے
لڑکھڑاتی نہیں بیوجہ ہوا ساون کی

رو کی یا سینہ کے کٹا ہجر میں سکا کیا وکر
ہمنشین اب تو مجھی یاد دلا ساون کے

فوج اندوہ ہی یا گرد اوسی فوج کی ہے
ہجر میں بسکی ہوا کیا ہی گھٹا ساون کے

تیرے فرقت زدونکو گورکے اندھیاری ہے
چاندنی نکھری ہوئی ماہ لقا ساون کے

سبزہ کی روپ سے پژمردہ ہی جی ہی جو اوداس
نطق کیا ہجر میں خوش آئی فضا ساون کے

وہ اوٹھکر مری پاس سے کیا گئے
صنوبر تری قد سے بیتا گئے

ترخ و رقنگی مجھکو سکھلا گئے
چمن میں نے نخل چھا گئی چھا گئے

وہ لاشے پر آئے تجمل میں ہوا
پسینے میں مردیکو نہلا گئے

کفن سرخ نشانا نہ جوڑا اپنا
شہید جفا سے وہ دلہا گئے

وفا کر چکے ہیں جفا ہو چکے
ہم اپنے کیے کے سزا پا گئے

فلک گو بہت فتنہ پرداز تھے
اون آنکھوں کی گردش سے چکرا گئے

نہ لائی پری گرم جوشی کی تاب
نزاکت سے دم بھر میں مرجھا گئے

شب غم میں سوجھے نہ تارے
شرر آہ کے تا ثریا گئے

گلو میں ہیں [illegible]
پڑی چاندنی تو وہ کمہلا گئے

شرار [illegible] ہو
کہ ہم بھی یہاں پاؤں پھیلا گئے

مگر تیرے رخ کے بوسے لیے
کہ مصحف تھا ہم اوسکو دہرا گئے

نہ خط سے ہی [illegible] دکھا
کہ آئینہ رخ میں بال آ گئے

ذکر جیسے سرخ [illegible] کے
چرائی ہے سب [illegible] گئے

[illegible] تری بیان [illegible]
سر افیل سو [illegible] گئے

سفر [illegible] رفیقان کیا ہوا
کہ [illegible] اوسکے نقش قدم پا گئے

ہمیں عشق [illegible] تھا کیا ہوش [illegible]
[illegible] یہ جو ہم آپ میں آ گئے

ابھی [illegible] تو [illegible] واسطے ہی
مگر لوگ کہتے ہیں کچھ کہا گئے

جفا کر [illegible] وفا ہو چکے
اب ایسا نہ ہوگا جفا ہو چکی

[illegible] اب تو کیا ہو چکے
[illegible] ہو چکے

زمین آسمان ایک [illegible]
[illegible] انتہا ہو چکے

یہ آزار دل جانے والا تھا ہمیں ہو چکے بس دوا ہو چکے
عدو سے بھی آخر بگڑ ہی گئے نہ کہتے تھے تم سے وفا ہو چکے
جو دل اوس سے پرہیز کرتا نہیں تو ہم سے بھی اوسکے دوا ہو چکے
بلند ہی اوسکی ابوٹی سی قد کی ہوا صنوبر کے نشو و نما ہو چکے
منہ چار وہ چار دن میں ہوئے ترقی کے بھی منتہا ہو چکے
پتنگا سی جو ایک ہے جان زار وہ اوس شمع رو پر فدا ہو چکے
مری نالی سن سنکی بولا وہ بت شکایت مرے نا خدا ہو چکے
تمہیں سے مری جان کچھ ہو تو ہو مسیحا سے میرے دوا ہو چکے
کریں کیا بھروسا تھا ایک آہ پر وہ کمبخت بھی نارسا ہو چکے

اوبھاریگا ای نظمی جوش شباب
لبان ایا غونسے شرم و حیا ہو چکے

کو موت شب ہجر نہ آنے پر اڑی ہے مجھکو تھا یہ دھوکا کہ سرہانی ہی کھڑی ہے
ملتا نہیں میدان کسی کو دھوپ کڑی ہے انسان ہی کہ دیوانہ ترا دھوپ کھڑی ہے
ای فرح نکل نرگس مستانہ کے غم میں جام مے کو ترلے وہ جو ر کھڑی ہے
پر دیکھیں بھی ہے حسن تماشا طلب اوسکا دیوار میں روزن کی جگہ آنکھ جڑی ہی
بوسوں کی بری جاتی ہی اوس شوخ سے باتی پیر روکا اثر نہیں قسمت کی اڑی ہے
پر وہ جو اوٹھایا تو لگا ہو نگا ہی جمگھٹ رخسار پہ اوس شوخ کی کیا تیر پڑی ہے
تجلی کی طرح بیٹھ میں بھی آپ نے ظالم مہتاو بھی نہ جہاں میں رسا ونکی جڑی ہے
رو نے میں ہیں لخت جگر و دل کی بہا دیں جو تار ہے اشکوں کا وہ موتی کی لڑی ہے

یہ میری سیہ خانی کے ہی چاندنی تجھ ہ
مین بنے جو کہا تو نکا بزور آنکا تو سہ
رات آنے کی کافی ہی کہان ہو نہ تو دیکھو
جڑنی تھی مکھی کی جگہ آنکھ ہمارے
گھبرا کے وہ ادھر جا بیٹھی اے جوش تمنا

جو صحن مین لیٹی ہوئی کھلی سی پڑی ہے
کہنی لگی کیا بات ہے یان لوٹ پڑی ہے
پا تو نکا لگھوٹا ہے نہ مسی کی دھڑی ہے
یہ تیری انگوٹھی کیسی ادی ہے جڑی ہے
کیون فوج کی فوج آگی ہلا لوٹ پڑی ہے

بے وجہ نہیں ہے یہ پریشان نظری نظق
کیا مجھ سے چھپانے کو کہین آنکھ لڑی ہے

تب سے مجھی چڑھ آئی بدن پر جو پڑی ہے
لاغر ہو نہیں ایسا کر دکھائی نہین دیتا
بیتاب ہین وہ بھی مگر بیتابی دل سے
شوخی نہ شرارت نہ کرشمہ نہ اشارت
ممکن نہیں تعریف کسی اہل سخن سے
آغاز شب غم کی حقیقت تو بیان کر
دم بھر مین ہٹ لیتی جان ہوا آپ
اے روح یہان جسم نے بھی بابل ہجر نشت
سنتا نہیں کوئی شب غم کس کو پکارون

کچھ دھوپ ہے بھی چاندنی فرقت کی کڑی ہے
آئی تو ہی حیران سی پر سوت کھڑی ہے
کیا میرے خبر لین گے اونہین اپنی پڑی ہے
آہو کی فقط دیکھنے مین آنکھ بڑی ہے
چھوٹی ہے تیرے منہ کی صنم بات بڑی ہے
اے خضر سنا ہے کہ تیری عمر بڑی ہے
اے موج عیش بیچ مین تو بہانہ بڑی ہے
اوس حور کے کوچے مین مرے لاش گڑی ہے
یہ کیسی مرے سادی خدائی مین پڑی ہے

طوفان طبیعت کی روانی مین ترے نظق
ہر بحر غزل جا کی سمند رسے لڑی ہے

جب بھی شام کو وہ آنے لیسکر بیٹھے
سیر گلشن رخ گلرنگ سے کی گھر بیٹھے

پهوٹ پهوٹ اس قدر رویا ہے نہیں تیرا لو
چاہتا تھا نہ تری بزم سے دل جانیکو
اسکے پاس آج تو کل اسکی یہان ہی نہ بنا
انکی خاطر کو گران غیر کے دلکو بہاری
اثر نالہ ہے وابستۂ درد الفت ❊
ایلچی را چہ زوال اوس سے نہ کچہ خوف کری
قہر ای گل ہی کہ بلبل کو ملی کنج قفس
کچہ نہ وحشت مین غزالون ہی نے ساتہ دیا
غور سے بحر جہان گزران جب دیکہا
یہ خط سبز نہین اونکی لبونکے نزدیک
اتنی طاقت ترے آنی سے نہین آئی
دلکی ہی جب تپش الفت کی جس حلقی مین
اپنی نگاہ غلط انداز سے کیا تسکین ہو
غیر کے پاس اکیلا نہ اوسی چہوڑ سکے
گہر سے نکلے شب عدہ کبہی ہوکر بیتاب
ضبط گریہ سے ہی اٹھکا مجہے دل کا ہرغم

دیکہا ای دیدۂ گریان کہین گہر بیٹھے
رات کو ہم کو لی سو مرتبہ اوٹھکر بیٹھے
بیسواوہ ہی کسیکے نہ کبہی گہر بیٹھے
خاک ہم بیٹھے وہان بیٹھے جو پتہر بیٹھے
دلسی نکلی اگر ای جان تو دل پر بیٹھے
نامہ دی ہاتہ پر اوس مست کی کبوتر بیٹھے
شبنم آغوش مین ہو خار برابر بیٹھے
سامنے میرے بگولے ہی تو آکر بیٹھے
ایک ہی ناو مین تہی خضر و سکندر بیٹھے
حضرت خضر ہین گویا لب کوثر بیٹھے
آج مدت مین ہم اوٹھکر سر بستر بیٹھے
خوب ہی بیٹھتی ہی نرد جو چہ گہر بیٹھے
تیر ایسا تو لگا جو مری دل پر بیٹھے
رشک کے صدمے اوٹھاتی ہی شب بہر بیٹھے
ہو کے مایوس کبہی جا کی بہر اندر بیٹھے
اسمین کچہ شک نہین پانی جو مر کے گہر بیٹھے

نطق کہل جاتی ہماری رگ جان کی قسمت
اگر او سیر مژۂ یار کا نشتر بیٹھے ❊

زخم دل کو پا نہین پرسش کے پیدا دیجی
دیکہہ منہ کہولی ہوئی لب تشنہ فریاد ہی

کسلئے منت گزارا پنادل ناشاد ہے
بیستون اوس کشتۂ بیداد کی روداد ہے

اور تو کہلتی نہیں کوئی کہلی ہے جو
وصل کا وعدہ وفا ہوتی کبھی دیکھا نہیں

آرزوی وصل سی گلشن میں میری ہے
اشک کا قطرہ ہی جب شہرا کرون کہنا

جو نہ یاد آی کبھی تجکو وہ ہی بندہ کا نام
جو نہیں منت کش ایفا وہ وعدہ ہے ترا

تم پیشگی ان کہ جو بیداد کو بھی سمجھو ناز
ایڑیون تک پہنچی ہے جا کبھی

شدہ میں آگئی بیت گرنے لگی
گوشۂ چشم ستمگر ہے کمین گاہ

مشت خاک اپنی کدورتی ہو بیابان میں
سایہ پیان ہر دم چلتا دوش فغان

لونگتے کا آرزو میں پہلو تو وہ
دہیان میں عشاق کی آرزو گل لالہ تہمو

پیارے سے گلی میں بیٹھا ہی ابی
پہر طلال عجب آیان کی طرح بدن

نہ ملا تو آئی پیار شاد یا ناشاد تھا

عمکو شاید کا وش مژگان جانان یاد ہے
اس قدر شکوہ ہے جنکو یاد دل فرہاد ہے

چشم قربانی نگہ محو رخ جلاد ہے
ہاں کیے کو نہیں یہ جو سبق ایاد

روی گل پہ ہوا آغوش
آنکہہ سی گر نا دنا لفتد یر کے اشنا د ہے

جو کبھی ہو نی مجھکو وہ تمہارے یاد ہے
جو نہیں ممنون اثر کی وہ فریاد ہے

ہم پہ ناز کر دل نکو نازہی
خوب چہا جاتی جو کبھی

کیسے زندگی ہوتی ہے
ہم دل ہشیار رہتا گہات میں

اپنی آنکہ کو تا چرخ سے بنیاد
ایسی ہم والی ہین جسکے پیر کو ایجاد ہے

دہ فن ایجاد و ایجاد و ایجاد ہے
جا میں ہیں وہ کہ دران کی یاد

اب کی آپ کی کیا اپنی ایجاد

پہر فرشتہ ہم کو یاد کرو

شاد و ابی یا تقدیر کے

سرفرازی اور تقدیم اس سے ہی ابجد میں نطق
ایک نقطے کا نہیں یا ہے الف آزاد ہے

لے قتل مجھے کر ترے جی میں اگر آئے
بیٹا تو قصبے جو کہیں بات پر آئے
پھر کے بھی نہ لی شی او شاہد منہ دوری
او سناو تہا جو کا نہ شب وصل سحر تک
گھبراتی ہی پھر اپنی طبیعت کئی دن سے
یاد آتا ہے یار آتا ہے رشک لگتے دلکو
شیشے میں پری خوب تصور نے اوتار
ہنستا ہوا شاید کہ وہ گل سو کے اٹھا ہی
وہ زلف بہت بڑھ کے نیچے خیر نہیں ہے
وہ بھی جو مجھے کرنے لگیں پیار عجب کیا
جب غیر کو بھر بھر کے دیئے جام عنایت
سونا زسے رکھیں گے قدم جب او ٹھاکر
اللہ ری روانی تری شمشیر نگہ نے
فریاد سے اپنے او نہیں آزردہ جو پایا
کمبخت ہمیں نے نہیں آ کے سنائے
منہ سے بھی لیا پر نہ چھپا راز محبت
باری خلش غم سے کھلا ہے ابھی باقی

اچھا ہی ہوا کیا جو طبیعت ادھر آئے
دیکھی گا کر ڈر سکے ترے دلمیں ڈر آئے
منہ تیرا پھرا آئینے کے آنکھ بھر آئے
ایک اور دیا جام او نہیں کچھ شرم آ گئی
بس آج ہی گل ہنیو کسی شوخ پر آئے
سچا ہی یہ طائر مجھے سچے خبر آئے
دلمیں مری تصویر پر مر وا و تر آئے
دامن میں بھر پھول جو باد سحر آئے
جب وہ کسی پیچ میں نازک کمر آئے
اب تم کے بدولت مری رنگت نکھر آئے
حسرت سے مرے دل کی طرح آنکھ بھر آئی
تو آپ ہی یہاں او نسی چل بیٹھ تر آئے
میر پر تھی بس اتنے میں کہ سوچوں کہ ہر آئے
آگے نہ بڑھی آہ فلک سے او تر آئے
بس نیکی جیسے ہو گئے سن وہ خبر آئے
غماز سمجھو تھی ہوئی مشہور کر آئے
آنکھوں سے بہا خون تو دل کی خبر آئے

ظاہر ہے فرط حسرت جاناں جو قلق تھا
بااین ہمہ ضبط آنکھ مری پھر بھی بھر آئے

بے سود ہیں اب آگئی اندرز و نصائح
ناصح یہ طبیعت ہی اب آپ ہی جلد پھر آئے

اوس تک نہوئی آہ کی افسوس رسائی
ٹکرا کے لب بام سے ناکام اودھر آئے

دیکھو تو کہیں لاش نہو لخت جگر کے
یہ آنکھ کے دریا میں ہی کیا چیز او بھر آئے

خالی پھری وہ نگہ ناز کبھی نطق
کچھ طاقت دل لی ہی گئی جب اودھر آئے

مشکل یہ آہ بے اثر کے ہے
اونکو ٹھنڈی ہوا سحر کے ہے

بیٹھیو ن سایۂ مغیلاں میں
ای جنوں دھوپ دوپہر کے ہے

میرے درد جگر سے واقف ہو
ہر گھڑی آہ نے خبر کے ہے

حسن خانہ زاد صاحب کا
دلربائی کنیز گھر کے ہے

داستان دراز رنج فراق
ایک نالے میں مختصر کے ہے

شمع سوز و گداز کے ہے گواہ
پوچھیے کس طرح بسر کے ہے

دن جدائی کا روز محشر تھا
دھوپ کیا مشکلو نئی سر کے ہے

دنکو نومیدی اور شبکو یاس
نطق نے عمر یوں بسر کے ہے

دیکھ اے دل وہ یار کا گھر ہے
اب ساقی ترا مقدر ہے

نہیں نسبت ترے دوپٹے سے
چاندنی ایک میلی چادر ہے

نیکیاں کر رہی ہیں جن عملیں
گور ہمکو کتنا دور ہے

پہنچے ایڑی تک اوس صبیح کی زلف
رات دن اندنوں برابر ہے

[illegible]

ایک تو جھوٹا وعدہ کرتے ہو | دوسری بات میرے سر ہے
کیوں وہ ہوں آپ کیوں شہائی ہیں | یہ گلی ہے کہ آپ کا گھر ہے
بند مٹھی ہے غنچۂ گل کے | ہر کسیکو محبت زر ہے
قمریاں ہین تعلیوں کی ہزار | کب صنوبر ترے برابر ہے
ہر کنائے مین ایک اشارہ جدا | ہر ادا مین ادای دیگر ہے
وقت فرصت کبھی سناؤنگا | شوق کا میرے ایک دفتر ہے

میرے آہ و فغان کی آگے نطق
کان کے بات بشور محشر ہے

ادھر ہم آئی اودھر آپ کو ملال ہوئے | نہ آدمی ہوئی کوئی برا خیال ہوئے
ہوا یہ طول شب غم سفید بال ہوئے | جو قرن ہوگئین گھڑیان تو لحی سال ہوئے
خدا ہی خضر کرے عمر رنج و غم کے دراز | کہ وقت بد مین ہماری شریک حال ہوئے
کچھ انتہا ہے شب ہجر کے نہین معلوم | ہوئی نہ رات تری لیلی بال ہوئے
کمان ہے ابروی لگاوٹ کی ہی خضور نگاہ | کدہر گئی وہ چھری جس سے ہم حلال ہوئے
تمہاری تیغ نے میرے سے لڑائی آنکھہ | ہماری خون شہی جوہر جو لال لال ہوئے
مجال کیا کہ گلی مین بھٹک سکین عاشق | بنے ہین شیر یہ کتے ترے مہال ہوئے
غرور و نخوت الگ ہے جفائی جو الگ | برا ہوا جو یہ انسان خوش جمال ہوئے
تمہارے رقص نے بسمل کو رقص فرمایا | ادہر تو تا تہ ادھر اتھا لوگ وہ ہر حلال ہوئے
مریض خال تھی ماری قضا کی گولی کے | بہت سے مرگئے اچھی تو یہ خال خال ہوئے
لطافتین یہ بدن مین شباب نے بھر دین | وہ نرم نرم کف پا پری کے گال ہوئے

[illegible]

181

[illegible]

لگے جو پیڑونکو تہہ نو یہ صدا آئے ۔ پھلی یہ خوب یہین پھل بہت نہال ہوئے
یہ کل کی بات ہی آپ اسکو ایسی بھولی ہین ۔ مری ہوی ہین گویا ہزار سال ہوئے
وہ ناتوان ہین وحشی تہا مثل نکہت گل ۔ کہ موجہ ہای نسیم بہار جنجال ہوئے

گڑی ہین کشتۂ ابرو اوسی گلی مین خلق
بہشت کے وہ ہوئے خاک جو حلال ہوئی

غافل نہین ہون خواب مین تیری خیال سے ۔ ہے بند آنکھ باز نہین دیکھ بھال سے
وحشت ٹپک رہی ہی مری چال ڈھال سے ۔ نقش قدم لڑاتی ہین آنکھین غزال سے
نکلا پہڑک کی دام سے گیسو کے مرغ دل ۔ کیا صاف بال بال بچا بال بال سے
ای زرد رو خزان مجھے بتلا تو کیا ہو ۔ وہ سبز سبز ہو گئین گل لال لال سے
بکھرے ہوئے وہ زلف ہے مجھکو بلا ۔ اندیشہ جان کا ہی مجھے بال بال سے
دکھلا کے تل ہلاک کیا دو سے مجھے ۔ گولی کا تم نشانہ اوڑاتی ہو خال سے
تجھ خدا نے مہ سا او سن بت کو دیکھ کر ۔ ملتا ہے ہتھیلیان ناخن ہلال سے
ہم قیمت اوسکی توڑ دین بازار قمر مین ۔ کوئی جو آبگینہ لڑا دے سفال سے
کیا پوچھنا ہے داغ جگر کے چراغ کا ۔ روشن ہوا ہے آپکے شمع جمال سے
ہو ہو کے خاک اوسکے ہوا میں اوڑ گئے ۔ ذرے کی ہم نکل گئی گرد ملال سے
ہر نقش پا مین نقشہ ہے نقش مزار کا ۔ ہر ہر قدم پہ ہین جو ظالم کی چال سے

پہونچے گی ایکدن وہ نظارے کی جرم پر
آنکھونکو تم لوٹ رووگی اس دیکھ بھال سے

دل سی بھولا نہ مجھکو کمر ہی سی لطف کم سہی ۔ یہ بھی بہین نہین سہی جور سہی ستم سہی

سیر کو آخر آئے ہیں قبر مری قریب ہے
صبح کو شام کرنے کو شام کو صبح کرنے کو
ہے حضور پھر گور میں ظلم سہا نجات کا
غیر کا کر انتظار رہ جو نہ آیا جان دے
بیٹھ گئی جہاں کہیں پھر روزہ کا نشا دے
چاہئے پھر نہ آنے کو کہکے جائیے
کا ہے کیا جو ہو سکے ہیں جو نہ قول و قسم ہی
خوبی کی ہنسی کی کیوں نہیں سہیگا اور نے
آنے جو خوش کبھی کبھی حیا کی ہے بہی
جو مجھ فکر ہے سے ہی کاش کے درد سر گئے
محشر رو ہوئی خطا منہ سے ہی میں نکل گیا

رخصت او نہیں جو ناز دی اور بھی قدم سہی
چاہیے ہم کو شغل کچھ ہو نہ خوشی تو غم سہی
ارادت اگر ہو دو پہر خو نہیں کو کوئی دم سہی
او وصل جگہ برای صنم آج کی رات ہم سہی
قید مکان نہیں ہی کچھ دیر نہیں حرم سہی
دل کو اسی سے ہوش کریں وعدہ ہو گو کہ دم
کیا یہ کہا حضور نے قول سہی قسم سہی
جور و جفا ہو مجھے کی کیوں اسی ستم سہی
آپ کا غم نہیں مجھے کسی کا غم سہی
خوب ہوا کسی ہے ور تیغ جفا علم سہی
تو نہ خفا ہو بیوفا آپ نہیں میں ہم سہی

تم سے نہیں ہے آہ ذوق ہو جس سے ہم کو تعلق
کام فقط اثر سے ہی دم میں اثر ہو دم سہی

ابھی کیا کیا ہیں قیامت اگر جو یار آ جائے
دم میں اوس شوخ کے یوں تجربہ کا آ جائے
تو مری جذب سے صیاد نہیں واقف ہے
تو پھانسی ہوئی آ جائیں ہزاروں بلبل
کامیابی کی نہیں طالع بد سے امید
خوار و رسوا نہ کرے جوشش وحشت اتنا

کچھ نہ ہو عیب میں ایسا دل زار آ جائے
ہٹ کی دل چیف ہی پھر دو کے سر بار آ جائے
میں جو چاہوں تو قفس ہی میں بہار آ جائے
تم اگر جاؤ تو گلشن میں بہار آ جائے
جاؤ نہیں ہوش میں کچھ غرض جو یار آ جائے
کہیں ایسا نہ ہو اوس شوخ کو غصہ آ جائے

۱۸۴

ہای پوری نہ مری آرزوی مرگ ہی ہے — وہ چہری لیکی اوٹھیں اور بیمار آجانے

بخت برگشتہ کی تاثیر سے منہ پھیرلین وہ — سامنے راہ مین میرا جو مزار آجائے

چھیڑتا ہون اوسی خلوت مین اکیلا پاکر — کیا مزہ ہو جو مزی مین کہین یار آجائے

ہمکناری کی تف سینہ ہے مانع شب وصل — ڈر ہے اونکو نہ حرارت سے بخار آجائے

ستم و جور کا بدلا ہو تلافی جسکے — پوچھنا کیا ہے جو مجھپر دل یار آجائے

وہ جلن دل کی شب ہجر بھی یاد آ بالعد — درمیان اب وہ سکا جو آجائے بخار آجائے

ٹھہرے آپ نازک کو ہوائے گلگشت — گرمئی آتش گل سے نہ بخار آجائے

بیٹھتے ہین وہ لب بام اسی تاک مین فرز — مار لین کوئی گلی مین جو شکار آجائے

ہائے جیتے ہی ہم خاک برابر ہو جائین
خاک سے اپنے اوسے نطق بخار آجائے

کر تو یہ بہنے والی تھی عہد شباب کے — میخانے کھینچ لی ہی گئی بو شراب کے

دستار پاک شیخ فضیلت مآب کے — رندون نے لا کے بیچ دی ہین شراب کے

دو چار دن نے آپکو پاتا ہون عیش مین — اوترہی مگر چڑہی ہوئی حضرت شباب کے

آیا ہون نہین کسی ہی کہیں اوٹھہ کر — جاؤ نہین ہے تاب سوال و جواب کے

ہوئے گا بوسہ لب شیرین کا سب مزہ — کھٹی کریگی دانت جو ترشی عتاب کے

لخت دل و جگر ہین برابر کٹتے ہوئے — ہر آہ گرم سیخ ہی گویا کباب کے

ہون محض ہیچ کارہ نہ دنیا نہ دین کا — مجھکو بنائی خاک کی مٹی خراب کے

مجہ رند کا مزاج ہی ساقی بہت لطیف — کافی ہی بہر نشہ مجھے بو شراب کے

یارب ہون کیون حریص منے ناب تقدر — دایہ نے دی ہی کیا مجھی گہٹی شراب کے

دیوانہ کر دیا ہے کسی چشم مست نے
زنجیر چاہیئے مجھے موج شراب کے

لایا ہے ایسے وادی تفسیدہ مین جنون
ہر ذری مین جہان تپش آفتاب کے

طفلی سے ساقیا ہی مجھے ذوق میکشی
اونگلی کے بدلے منہ مین قلم تھی شراب کے

اگر نہ تھین ہا کہ لکھون دوسری غزل
ساقی سی لیتا ہی دوبارہ شراب کے

چادر حیا کی رخ سی وہ شہادی نقاب کے
اوٹ آئینے نے لاکے گھڑی کی حجاب کے

تھمی تڑپنے یہ دل پر اضطراب کے
بجلی بھی بھاگی چھوڑکے کملی سحاب کے

رکھیو مجھی کتاب حساب و کتاب کے
کچھ کہنی شیخ جی کرم بے حساب کے

اے بحر حسن رات جو تڑپا ترے لیئے
زنجیر برق موج بنی اضطراب کے

دیکھو ہماری دست درازی شوق کو
وہ شوخ چیر مانگتا ہے نقاب کے

کسکی گلی سے ہائی اڑایا مرا غبار
دیکھو صبا نے کیا مری مٹی خراب کے

اے عاشقان خستہ کو در گور کیا کہین
خود اونکی گھر ہے فاتحہ خوانی شباب کے

او شہسوار تو نے نکالا نہین ہے پانون
پتلی نکل پڑی ہے یہ چشم رکاب کے

عالم مین تیرے روی مخطط کا شور ہے
ہے دہوم اس پہ صاحب کتاب کے

بوسے نہین کاٹے حق مین تری تیری چور نے
یہ خط نہین ہے او تری ہی آیت عذاب کے

مارا ہی ہت مین گور و کفن سے نہین نصیب
تو نے تو ای قضا مری مٹی خراب کے

نیچی نگاہین جائیر دل کے ہین گھات مین
ٹٹی شکار کی ہی یہ ٹٹی حجاب کے

دیکھو وسی گلی مین اگر ہی تلاش ذوق
رہنی کی ہے جگہ وہی خانہ خراب کے

بزم سخن میں جو یہ ہے ازدحام کے
کرو قف آپ پیچہ خوش نیام کے
گزرا شباب حسن میں وہ چمک کہان
کیا بات اون سے تکی ہی قربان جائی
الواے سے ہے تو زبانی عدو کی ای
چاہے ہے خدا الوا وسکی پہر چشم مست اگر
تیغ نگاہ ناز سے عالم کیا ہلاک
بعد فنا بھی گور میں پڑتا ہے زلزلہ
کرنے ہو پی سے تجھ وفین تم ہی بچا بیا
پی پی ہی تو کہتے بیبی نے جان دے

شیرینی آج بنتے ہے اپنی کلام کے
جلا و رکہہ سبیل شہیدونکی نام کے
برق جمال دیکھنے نکلے ہے آم کے
ہے آرزو کلیم کو جھکے کلام کے
مدت میں تو آیا ہے آ تمنا پیام کے
ساقی کے اختیار میں گردش ہی جام کے
ترکان چشم یار نے ترکی تمام کے
آتی ہے یاد جب بت محشر خرام کے
اسواسطے خدا نے تجھے حرام کے
رٹ لگ گئے تھے یار اوسی کی نام کے

دل ہو گیا ہے کشمکش آرزو سے قطع
تلوار جب سے ہے تو چھٹے نیام کے

ٹھہرائے سے لگا نے اب قتل عام ہے
آتی ہے اونکی چرخ فی صبح اپنی شام کے
باندھے ہے ہی ایسی تجلی پر اجابنے کم
تو او سے جاگی وہ آغوش غیر میں
طفلی ہے ایک وہی کتابے کا شوق ہے
لائیں کہاں سے نالۂ بلبل کا وہ دماغ
تم دیکھنا کہ حشر میں محشر بپا ہوا

سفا کیاں میں تیغ سے کر نیام کے
سوجھی اچھی جلد اوسی انتقام کے
دینے کے نام داد میں یہ کلام کے
نیند اونکی بیخبر نالون فی اچھی حرام کے
لے بیٹھے بوستان جو گلستان تمام کے
ہو بوی گل سے جنکو شکایت زکام کے
امت اوسی جو عشق علیہ السلام کے

بدخو ہو جو حسین تو چاہو ان سے کبھی — میں شکل دیکھتا نہیں صورت حرام کے
صاحب کا بندہ حسن پہ ہے پر اعتبار کیا — مشہور ہے فرار ہے عادت غلام کے
آتے ہیں پوچھنے وہ مرے حال زار کو — جب بس چلے کہ اب نہیں طاقت کلام کے

اونکی حضور رکھتے جنبش نہیں ہے نطق
میرے زبان منہ میں نہیں میرے کام کے

حجاب چھوڑ کر اب لبری و بیباکے — مرے بغل میں نہ تصویر تیغ و بیا کے
خیال یار کا رہتا ہے راتدن دل کو — پری بغل ہی میں بیٹھی تھی اپنی پیدا کے
زوال حسن نے کھینچا اونہیں شکنجے میں — شباب کے نہ وہ شوخی رہے نہ چالاکے
وہ آج کون ہے اوسکے تلاش جو کو نہیں — وہ شوخ حسن کے دولت ہوا ہی بیناکے
یہ زخم ہیں یا یا مزہ کہ روح ای ترک — شکارگاہ میں ہر ہر کی آہو آیا کے
نگاہ شوق سے زار ہو ٹپا تیجے کا — یہ نازکی ہے کہ لگا ہوں کی کٹ پیلے کے
بابل وابھی جو نہوں نے نہ ایک دل چھوڑا — حیا و شرم نے پیدا کی اور چالاکے
تڑپ تڑپ کے مرا انتہا جہاں کشتہ یاس — ہزار سال وہاں بیکسی ہی بہا کے
نہ معجزے سے جیے گا نگاہ کا مارا — یہ سحر بات نکھو کہیں مسیحا کے
پکارتا ہے یہ اوسکا کرم کہ میں ضامن — نہ آج فکر کرو بازپرس فردا کے
بحجم فراق سے دور شراب میں ساقی — یہ ہچکیاں مجھے ولوارہی ہیں مینا کے
بزور بوسے لیے ایک بھی نہیں سنی — ادب سے کام نہ نکلا بغیر بیباکے
یہ عشوی غمزے ہی کچھ تھی جو ہم ہی کچھ ہو — ہماری سادہ دلی ہم سے اونکی چالاکی
یہ عذر تنگ دہانی اچھی بہت معقول — نہ بات کرنے کے کیا خوب تھے بہانے

مین وہ کہتا تہا کہ اونکو حجاب آتا تہا
چلی ہی اب تو کچہ بات ظفر شیدا کے

بہار رنگ و بوی گلستن اوس سے — مراد دل بلبل او سکا شیون اوس سے
وہ نطق ایسی بت کہ ہی بندا گرہن اوس سے — ہوئی ایجاد طرز شیون اوس سے
وہ رخ روشن کہ دل ہی روشن اوس سے — چراغ داغ مین ہے روغن اوس سے
سلامت تیری تیغ زخم یاران — کہ سینی کے نشانہ ہی شگفتہ اوس سے
جنون دائم خرد پائندہ یارب — رفو اس سے ہے چاک دامن اوس سے
مراصر آپ کا جلوہ ہمیشہ — کہ برق اس سے ہی جمع خرمن اوس سے
اوسی گل کے چمن کا خار غم ہی — چہڑاون کیسی الجہا دامن اوس سے
الہی ٹوٹ جائے پہولونکا ہار — ہوئی جاتی ہے خم وہ گردن اوس سے
وہ جس سے برق بہی شوخی مین ہے مات — کنارو تی تڑپتے ساون اوس سے
وفا اس مین اوس مین پہر یارب — وہ خوش دشمن ہے خوش دشمن اوس سے
رہی عمری کی یارب خوش کشادی — کمان ہوگی ہے تیر افگن اوس سے
اگر بولے تری آنکہونکا جادو — زبان معجزہ ہو الکن اوس سے
نہین میرا تو کیا دشمن کا ہوگا — نہین ہوتا کس وفا بدظن اوس سے
بہار بیخزان جلوہ تمہارا — مراو بیدہ مراد ل گلشن اوس سے
تمہاری راہ مین جو خاک ہو جاے — ستم ہے تم بچاؤ دامن اوس سے

خدا شاہد ہی تیرا ہو رہا شفق
رہا کر تو نہ اتنا بدظن اوس سے

ہم اہل غم سے ہین ہمین ماتم پسند ہے — چاندون مین صرف ماہ محرم پسند ہے

سوز دروں ہی گریہ و ماتم پسند ہے — گرمی مین ہمکو بارش پیہم پسند ہے

گو حال بد ہی پر ہی ہوا ہم ایک تنگ ہے — گل کی ہنسی ہی گریہ شبنم پسند ہے

پیدا جو ہے ظلم لغنا فلک ستم جفا — یہ سب عیوب اوسمین ہین تا ہم پسند ہے

جنت مبارک اہل تنعم کو زاہدو — ہمسے بلاکشون کو جہنم پسند ہے

کس قسم کے ہین اہل محبت یہ آدمی — غم تو بہت پسند خوشی کم پسند ہے

اپنا عدو ہین رشک کا مارا الٰہی تباہ ہون — نام خدا وہ شوخ تو عالم پسند ہے

ہوا وس دہن کا وصف معمہ مین شاعرو — یہ بات اہل راز کو مبہم پسند ہے

جہوٹا ہی وعدہ یار کا ہم کیون نہ مان لین — بیتاب دل کی دینے کو یہ دم پسند ہے

ای طفل ترک جنبش ابرو دکھائیو — اس تیغ کا ہمکو خم و چم پسند ہے

ملتی ہی لطف یار سے عمرت دراز باد — ہمکو یہ نیر طول شب غم پسند ہے

زاہد و بد مذاق کا مارا ہوا ہے مونہہ — جو چیز ہے مزی کی بہت کم پسند ہے

ڈالون گلی مین جی میں پہانسی نہ کیون ہو — اتنا کسی کا گیسوی پرخم پسند ہے

رکہتا نہو جو درد سی بیتاب و بیقرار — ہان ایسی زخم پر ہمین مرہم پسند ہے

ہمکو ہلال عید مبارک ہو زاہدو — ہمکو تو انکا ابروی پرخم پسند ہے

او ہر کبہی نگاہ ہے نیچے کبہی نگاہ — کیون آپکو ہلاک دو عالم پسند ہے

کیا طعن ہی ای ملایکہ ای دیو کیون حسد — خالق کو جبکہ خلقت آدم پسند ہے

ای شفق ایک عمر سی ہی ربط باہمی — ہم تمکو ہین پسند ہمین تم پسند ہے

نکلا ہون گہر سے داغ عزیزان لئے ہوئے — بن کو چلا ہون گنج فراوان لئے ہوئے

کچہ یان ہی ہی ساتہ امید وصال کے — پہلو نہین کا بہی ہے تری ان لئے ہوئے

بیتاب ہو کی خوار نہو بزم یار مین — ہان آپکو ذرا دل ناداں لئے ہوئے

کہتا تہا نہین ہے تجہی غم کس بلا کے ہے — بیٹہا ہے ہڈیان سگ جانان لئے ہوئے

گہر والی گہر مین تنگ ہین باہر خفا ہین غیر — جاؤن کہان تجہی دل نالان لئے ہوئے

ابر سفید چاند پر آیا تو شک ہوا — منہ پردہ مین ہے گوشہ داماں لئے ہوئے

کس کس کو دینگے اشک کہ دل خون ہے تو بہر — جاتی ہین کیا سبوے صف مژگان لئے ہوئے

باد صبا کچہ آج تو اترائی آتے ہے — شاید ہی بوی گیسوی جانان لئے ہوئے

ہم باغ جا کی سیب ہی توڑ لائین گے — بیٹہے ہین ہم اپنا زنخدان لئے ہوئے

خنجر و نکو اوس گلی سے نکالا ہے یار نا — جتنے ہوئی ہین معرکی میدان لئے ہوئے

آنکہونکا کسکے کشور دل پر ہے عزم تاخت — ہین کیسی چہپان صف مژگان لئے ہوئے

جہونکا کوئی ادہر کو بہی ای باد صبح گاہ — سوتی ہین شہ پر اپنی وہ داماں لئے ہوئے

پہلو اگرچہ لاکہون بچا نکلے امید سے — لیکن تا ہین جانب جران لئے ہوئے

رو دیا ہون پردہ نشینونکے واسطے — آنکہون پہ اپنے گوشہ داماں لئے ہوئے

شاید چمن مین شوق نغمہ خوان ہے اے صبا
بیٹہے ہین دم جو مرغ خوش الحان لئے ہوئی

تری نظارے سے میدی آسی اچان ہے — نگہ کا آنکہ مین ہر تار موی مژگان ہے

ہمیشہ سے خیال خرام جانان ہے — ہمارا عرصہ دل تو حشرستان ہے

لگی ہین آنکہ مین تری خط سی خوش نگاہو کی — یہ سبزہ زار نگاہ رخ غزالان ہے

یہ چھیڑ چھاڑ دکھاتی ہے دل کی پھوڑے کو — تری جو بات ہے نشتر ہے رگ جان ہے
تو میری جان ہے تجھ سے ہی زندگی ہے — تو مجھ سے عمر کے مانند کیون گریزان ہے
اوسے جو فتنہ و آشوب یہیں اوٹھی ہے — گلے حضور کے ہی یا کہ محشرستان ہے
یہی جانتا ہون حقیقت جہان فانی کے — ہی یاد خواب سو وہ خواب بھی پریشان ہے
چھپائیں کیسے شب غم کا سوز مثل چراغ — زبان زبانی کی صورت شرار افشان ہے
ہم اوسکے یاد میں دونون جہان بھولے — بجا ہے کہیے جو ابرو کو طاق نسیان ہے
ادھر ہی جلوہ کرا اور جاہین شک کے — تو مہر اور مری آنکھ شبنمستان ہے
حضور خانۂ دل مین کبھی کرم فرمائین — بہت دنون سے یہ حسرت پرست مہمان ہے
کبھی جو جائیگا جی کس سے اشک پونچھونگا — نہ آستین ہی پاس ہے نہ دامان ہے
رہا تپاک نہ ظاہر مین جب تو دل نے مجھے — دیا یہ دم کہ وہ نہیں تجھ سے لطف پنہان ہے
ادھر اودھر وہ نظر کر کے دیکھتے ہین مجھے — اس التفات میں ظاہر ہے لطف پنہان ہے
ہوا ہے محو ترے شکل دیکھکر صانع — اس آئینے کا خود آئینہ ساز حیران ہے

تری گلی ہی چمن ہے رشک ای گلرو
ہزار شوق سے بلبل صفت غزلخوان ہے

شکوہ تیری نور سے رنگ گلستان ہو رہے — جلوہ گل تھا ہی تو نکا چراغان ہو رہے
لے کے جان پوچھے جو وہ جان جہان جان ہو رہے — گو نہیں ہے پر کہون ان و سے نہان ہو رہے
شوق کی ماری وہ دونون ہو گئی ہیں ایک — کون اب بتلا سکے دل ور پیکان ہو رہے
آدمی رہتی ہین وسے اس سے ڈرتی ہین ملک — نار و فرخ اور شے ہے آہ سوزان ہو رہے
دل کہاں دیتی ہین جو وہ مین نالہ ارباب درد — زمزمہ سنجی تری مرغ گلستان ہو رہے

اب جو تجھسی لو لگی ہے ای چراغ بزم حسن
دیدۂ پروانہ مین نور چراغان اور ہے

جام گردان می جلوہ فقط دل ہی نہین
آئینہ دار تماشا چشم حیران اور ہے

جانتے تھی اپنی پی لکو خراب جلوہ ہم
آج دیکھا آئینہ بھی خانہ ویران اور ہے

دور اوس قاتل کا آیا بگیا پھر ہوگئی قتل
داغ لاتجہ مین باقی گنج شہیدان اور ہے

تیرے انداز سخن سے کیون نہون ہوش وصل
اور وہ کل کے نہین تھی آج کی بان اور ہے

سیر ہوتا ہی کہین عاشق کا جی معشوق سی
لاکہ حسرت تو نکالی تو بہلی مان اور ہے

محو آئینہ جو ہر دم دلبر خود بین ہے
وہ یہ کیا جانی کہ میرا کوئی حیران اور ہے

خار خار عشق کی کانٹی تو نکلے دل سی سب
ایک کانٹا سا خیال نوک مژگان اور ہے

یہ تو میرا بوسہ باقی دیا ہی آپ نے
اور آپ نے اپنی طرف سی وہ تو احسان اور ہے

آج خواب ناگوارہ سے کی آتا ہی خیال
بخت خفتہ کیا کوئی خواب پریشان اور ہے

کل کرانی پراوسی زلف آج پھر جانی دیا
آسیب برہ کر کوئی دشمن یا ودان اور ہے

طاق مسجد اور ہی ابروی جانان اور ہی
لطف افشان اور ہے لطف چراغان اور ہے

اوسکے بوسے جان آتی اس سے یوسف مجھے
سیب جنت اور ہی سیب زنخدان اور ہے

اوسکے ہر حلقے مین دل بلبل کی آشیان
شاخ سنبل اور ہی گیسوی پیچان اور ہے

بجلیان اس سے جو گرتی ہین تو اس سے تحت دل
چشم گریان اور ہی ابر بہاران اور ہے

اسمین ہر لحظہ کہون کر تھی اوسمین جنبش تک نہین
ابروی یار اور ہے شاخ غزالان اور ہے

اسکا باعث ہی شہود اوسکا سبب مقصود ہی
کفر رندان اور ہی اہل کا ایمان اور ہے

کر نصیب اوسکو ہوئین بہتین اپنی نازک انگلیان
تیرا چھلا اور ہے مہر سلیمان اور ہے

سو نکلتی ہے اوسکی سب تیں ہیں اسکو سونگلک
سنگ وہ سختی سے ہی گلگت نذی ہی
اسمین نور صبح رخ سے ہی پریشانی دہان
اوسمین ہی داغ جگر سوز اسمین شمع نور و
سینہ گردون کو نسبت میرے سینے سی نہین
سوختہ پروانی اوسکی اسکی مرغ جان تنگ
میری مضمون میں چلا ناسخ کی مضمون سی جدا

مار پیچان الج رہی گیسوی پیچان اور ہے
لعل جانان اور ہی لعل بدخشان اور ہے
زلف جانان اور ہے شام غریبان اور ہے
جیب فانوس اور ہی میر اگریبان اور ہے
داغ سوزان اور ہے مہر درخشان اور ہے
روی تابان اور ہے شمع فروزان اور ہے
وحی جبریل اور ہے فکر سخن دان اور ہے

ساتھ چھوا اسمین بہت تازہ و نعیم اونکلین ہین نقلق
گنج قارون اور ہے گنج شہیدان اور ہے

شاہ نصیر جواب کئی مضمون میں ہی
سنائی گئی

وحشت دل سی اور نہ بہلتی دیکھے
مرکے بھی حسرتِ عاشق نہ نکلتے دیکھی
بیحیائی سی چلی پہر وہیت ... کو ذلیل
سوختہ مجنون کو بزم الم و عیش ہے ایک
اور آزار ہین وہ جنہین شفا ہوتی ہے
تربت عاشق دلسوختہ عارض پر
ناز کی بیجا تی ہو مجھے کو دم وصل
گرمئی عشق سی کس درجہ طبیعت ہی گداز
مانع دید صفائی ہوسے رخساروں کے
روبروی مے ہمن یار یہ کھویا سا گیا

شاخ آہو نہ کبھی پھولتی پھلتے دیکھی
شمع پروانی کی چربی سی نہ ڈھلتی دیکھی
جب یہ کمبخت طبیعت نہ بہلتی دیکھی
ہمنے تو شمع جہان دیکھی ہی جلتی دیکھی
عشق کی بگڑی طبیعت نہ سنبھلتی دیکھی
داغ حسرت کی سوا شمع نہ جلتی دیکھی
تا افق آغوش میں دشمن کی نہ نکلتے دیکھی
رو دی ہمنے جہان شمع پگھلتے دیکھی
آنکھ پڑتی ہی نظر ہمنے پھسلتے دیکھی
بات بھی منہ سی غنچے کے نکلتے دیکھی

بوسے وہ دیتی نہ مجھے وصل میں تو الٰہی طوق
آج تو حسرت دل تو نہ نکلتے دیکھے

کیوں چرخ یہ سب مجلس مانی کی گئی ہو
اس خیال میں ہم کونسی خوبی نہیں پاتے
ای چرخ کسی نعمت الوان کی ہوس ہے
کہتے ہیں جسے جذب وہ نوکر ہے ہمارا
پر آن ادا پر جو نکل جاتی ہیں جانیں
کیا ایکھ بے پروی بالوں میں بسا جیتے ہیں
ہم لوگ ہی شاکی ہیں سلف بھی ہی شاکے
خود روٹے کو چلتے کو تو ای شمع بتے ہے

کیا جنبا ہے غم میری ہی کھانے کیلئے ہے
جمعیت خرمن ہی واسطے کے لیے ہے
غم چیز ہے کہ مرے کھانے کے لیے ہے
سب بھی اوتھیں پوشیدہ بلانے کی لئی ہے
یہ حسن ہے یا موت زمانے کے لیے ہے
مشاطۂ صبا زلف بنانے کے لیے ہے
یارب یہ وفا کسکے رلانے کے لیے ہے
یہ رنج او سکار رولانے کی جلالی لئے ہے

ای شوق تجھ پوچھے الفت کی شرارت
یہ دونوں طرف آگ لگانے کے لیے ہے

تیرے ہے دم سے یار کے کاشانات ہے
بنت العنب ہے لطف او شادی کی رات ہے
واقف نہیں تو مرتغافل ہے ای رقیب
غم کھا گیا کہ داغ خدا جانی کیا ہوا
جا کر میں آ جنگل عقل حذب لگی ہم
تاب قلق یہاں نہیں او سہرے ہیں سہم
ہوں مجلس میں مجھکو لوگ لئے جاتی ہیں نشا

دولہ اگر نہیں ہے تو صوفی برات ہے
پیر مغاں کی گھر سے جانے کی رات ہے
یہ خاص اونکے ناز کا ایک التفات ہے
پہلو میں دل نہیں ہے عجب واردات ہے
پریوں کی روز اینی یہاں جا خرات ہے
وہ جانتے ہیں اسکو قرار و ثبات ہے
دولہ کو یہ خبر نہیں کیسی برات ہے

ہے بند تشنگان شہادت پہ آج کل
قاتل کا آب تیغ بھی آب فرات ہے
کھنچی اون ابروؤں کی میان آنکھوں پہ تیلیاں
کعبے کے زیر سایہ بتان سومنات ہے
رند شراب خوار ہیں [illegible]
ہاں ہے تو ایک ساقی کوثر کے ذات ہے
جادو جگا رہی ہے تمہاری نگاہ ناز
[illegible] ہی آنکھوں میں جھگٹ کی رات ہے

رسوا کبھی کا ہو گیا ہوتا حضور نطق
جیتے جنون عشق میں بس اتنی بات ہے

اوس [illegible] میں کیا [illegible] فرقت [illegible]
ظالم [illegible] میں خلقت میں ہے
برق تڑپاتی ہے جو موج اوٹھی ہے
کس قدر شوخی تری رنگت میں ہے
کوچۂ جاناں میں پھرتا ہے عدو
سیر دیکھو دوزخی جنت میں ہے
کیوں نہ گاتی کا سماں بندہ نگاہ
آگئی خود آپ کے سنگت میں ہے
مار رکھے گی مجھے یاس ایکدن
تو تغافل کیش کس غفلت میں ہے
دیکھتا ہے تیغ مجھکو دیکھکر
ہای ظالم کیا تری نیت میں ہے
تیرے روزن میں ہی میرا [illegible]
آشیان طائر جان جنت میں ہے

جو حسین آیا نظر بس بس گیا
عشق بازی نطق کی طینت میں ہے

نکلا تو چمک کر ہے نکلنا نکل آئے
اے ماہ اگر چاند ہمارا نکل آئے
قد غم ہی شب غم میں مرے بخت سیہ کو
کیا تاب فلک پر کوئی تارا نکل آئے
جاتی ہیں ٹھہر جائیں تو نہیں غصہ ہی آجائے
گستاخی شب کا کہیں جھگڑا نکل آئے
بوسوں کا حساب آپ جو کرتے ہیں تو بہتر
شاید کوئی باقی ہے ہمارا نکل آئے

دل چھوڑ دی چل بسک خیال اوسکی مژہ کا | یک گر کہیں ایسی بھی یہ کانٹا نکل آئے
ہے درد محبت کی جو یہ زور تو ہے | پہلو میں عوض دل کی نہ پھوڑا نکل آئے
بیتابی دل سی مجھی مجبور نہ سمجھئے | با این ہمہ اضطراب بھی جو نالا نکل آئے
وحشت کی یہ تاثیر ہے ٹھہری نہ ذرا بھی | صاف آئینے سے عکس ہمارا نکل آئے
گو ترک محبت سی ہوا فیصلہ لیکن | پھر دل کی طرف سی جو نہ جھگڑا نکل آئے
اللہ ری نزاکت جو پڑی چاندنی اوس پر | رنگت متغیر ہو پسینا نکل آئے
تم آکے سر گور بہت دیر نہ ٹھہرو | بیتاب کہیں ہو کی نہ مردا نکل آئے
پھوٹے تری ایسی وحشت دل ا تو پھپھولے | پی توڑ کے سر خار کف پا نکل آئے

جھگڑا ہی مٹی نطق یہ ہر دم کے قلق کا
اللہ کرے منہ سی کلیجا نکل آئے

رتبہ یہ ملا ہے حسنت ابرو ہی صنم سے | اٹھ اٹھ گئے ہر بیت مری بیت حرم سے
محروم رہیں غیر ہو ہاں لطف و کرم سی | ایکاش نہ فرصت ہوا وہیں میرے ستم سے
جی سے ہاں جس سے وہی جان کا دشمن | دل جس سے لگایا ہے اوسی لاگ ہی ہم سی
ہر وقت خیال آنکھوں میں سے لیبت ہے تصور | آباد گئے گھر ہیں تری میں قدم سے
حسب ہو نگی نہ ہم لوگ یہ ہنگامی نہ ہونگی | رونق ترے کوچے میں ہاں ہیں دن ہی کے دم سے
وہ آنکھیں ہیں ہو ہیں منظر کیا غضب آیا | لو لینی لگی اوسکی مژہ نوک سے ہم سے
رونے سے ہرے ہو گئی داغ جگر نیے | گل پھول اوٹھی ابر بہاری کی کرم سے
کچھ ہنسے سمجھائی او نہیں کچھ اور ہی سوجھی | پھر دل کو کہا غیر سے چھینے لگے ہم سے
اعجاز مسیحا تو تھا ہو ہی چکا تھا | پھر زندہ ہوا وس لب جان بخش کے دم سے

دیکھو تو احادیث میں یہ ہے کہاں تک | سمجھانے کو ای شیخ جی نسبت ہی حرم سے

جب کچھ بھی نہ تھی کچھ بھی تھا ہم تو ہیں ہر سے
ہستی نہ پسند آئی ہمیں نطق عدم سے

کرتے ہیں ستم روز جزا سے نہیں ڈرتے
تم لا کہ ستاؤ نہیں چھٹنے کے محبت
کیا واسطے دیں گے تو بتی کے نہیں قائل
تو لا کہ پلاتی او نہیں آب دم خنجر
سر لینے پڑی گی جو رہ مہر وفا میں
کچھ خوف نہ کاکل سے نہ تل سے نہ خط سے
غصہ یہ ہو تو کیا ہے ورنہ ہوش ہی ہو

وہ ڈھیٹ ہیں یہ بت ہیں کہ خدا سے نہیں ڈرتے
ارباب وفا جور و جفا سے نہیں ڈرتے
کیا انکو ڈرائیں وہ خدا سے نہیں ڈرتے
اس سے تہی بیدار کی پیاسے نہیں مرتے
آفت سی مصیبت سے بلا سے نہیں ڈرتے
ہم سانپ کے بچھو سے بلا سے نہیں ڈرتے
ہٹتے وہ دریں جو کہ خدا سے نہیں ڈرتے

بل کھائی ہوئی زلف کو دل دیں ہی نہ ناطق
ہم ہیں وہ بلا جو کہ بلا سے نہیں ڈرتے

جانب نخچیر نظر بیاں پہ بیم ہے
یار کو نامی ہیں تحریر جو دل کا غم ہے
ڈر جو فرقت کا لگا ہی تو قلق کیا کم ہے
بھرا ہی چرخ بیان کیا ہی تماشا و غم ہے
سخت ناداں ہی اسے جو کوئی خور رحم ہے
روئے ہم اور بہت روئے کہاں تک روئیں
نالے ہی ٹل کر گیا ہی مگر جی ہی گیا

اور یاد ہر زہر بھری سو بھی نگہ سی کم ہو
کف افسوس پہ سطر صف ماتم ہے
وصل میں بھی تپش لگا وہی عالم ہے
باغ عالم کا مگر یہ ثمر تو ہم ہے
بادشاہی جسے کہتے ہیں غم عالم ہے
خون اب لیں نہ آنکھوں میں ہماری کم ہے
غم اوسی کا ہی جسے کا مجھے اب ماتم ہے

خوش ہوں سمجھا ہوں اثر اپنی پریشانی کا ۔ تندی باد سے گو زلف وہاں برہم ہے
بیع مسکوں کی لگی ہے وہ نئی دنیا دل ۔ حسرت و درد و الم جس میں نیا عالم ہے
کیوں محبوب تو جنت کو نہیں سمجھا تھا ۔ کیوں وہ روتا تھا یہ کیا واقعہ آدم ہے
ہاں تواضع جو نہیں اہل کرم کا شیوہ ۔ سامنے بام کے کیوں گردن مینا خم ہے
رفعت بام سے کسکی فرشتوں کو خبر ۔ کرسی قصر صنم تک فلک اعظم ہے
وعدہ وصل بزور اوس سے ہیں لیکر خوش ہوں ۔ سست بنیاد کو سمجھا ہوں کہ مستحکم ہے

قطعہ

اشک نے نامۂ عصیاں گذشتہ دھویا ۔ اور آئندہ بھی قول مطمئن مبہم ہے
نہیں لکھتے ہیں گناہ اپنے کبھی ہیں ملک ۔ پھیل جائیگی سیاہی ہی کا غذ نم ہے

میں نہ پہنچا نہ سہی حال تو اب بھی کا قلق
کر نہ دم اوسکا وہی ہے جو مرا محرم ہے

دیکھیگا تو جو مجھکو تماشا دکھائیں گے ۔ اوپر سے اوپر اپنے یہ نالے مچائیں گے
مجھ دل جلی نے پائی ہیں پروانے کی نصیب ۔ ہوگا جو وصل غیر سے وہ مجھکو جلائیں گے
بھاگی ہوئی غلام کا مقبول حج نہیں ۔ ہم بندگی کو چھوڑ کے کعبے نہ جائیں گے
شیطان کے فریب میں آدم ہی آگئے ۔ مجھسے رقیب کیا ترا کوچہ چھوڑائیں گے
سوزن جو بار بار چبھی ہوگی ہوگا لطف ۔ اے ذوق درد زخم جگر کو سلائیں گے
سمجھا ہیں جو کہ ہی ہنگامۂ نشور ۔ مشتاق دید دھوپ میں ٹھلائے جائینگے
کیا اور فکر خواب کرینگے شب فراق ۔ تھوڑے سے ہے نیند مردوں کی ہم بنگ لائینگے
چوری قبول دی گا ابھی لگی خوف سی ۔ تھانے میں آہ کی ورد دعا کو بٹھائیں گے

دیتے فرشتے خان کو بھی مٹی نہ اپنی نطق
کیا جانتے تھے درد کا پتلا بنائین گے

زلفا جب تک کہ مختصر نہو سکے
فاریخ البال وہ کمر نہوئے

خوش ہون یون ہی جو کارگر نہو
آہ منت کش اثر نہوئے

بات کہنے کو رہ گئی ورنہ
تم نہ آئے تو کیا سحر نہوئے

تم نہ خود آئے میرے لاشی پہ
یہین یہ باتین مجھے خبر نہوئے

تیغ موجود ہے مین جا فرمولہ
پھر سہی یہ جو کارگر نہوئے

میرے مرنے ہی او ٹھہ گئی یہ
دعوت غم پیسکے گھر نہوئے

کیون نہ اٹھین ہر سی فتنے
صدمہ کش شاخ بی ثمر نہوئے

سیکڑون ہی بینگ ہنگ میرے
شمع فی النار و السفر نہوئے

چرخ سے نجم ہی بیٹھ پھر بندیا
لف الغنت مری بسر نہوئے

مدعیین گور پر وہ کرتے ہین
مرکے بھی صورت مفر نہوئے

نطق ہی پہ رہا ہمیشہ کرم
مہربانی کبھی ادہر نہوئے

شور زخم جگر سو کہنے نہ پائے تھے
نمک وہ بستے شوخی پھر چھڑکنے آئی تھے

مرے جلانے کو وہ رات آگ لائی تھے
مرے غزل کو رقیبو تمین گانی آئی تھے

شہید جو تیرے ہاتھون ہوئین تمنائین
او نہین کے نالون سے میرے علم اوٹھائی

نہ سیر گل ہی کچھ اے باغبان مد نظر
مزاج پرسی بلبل کو ہم تو آئے تھے

وہ جوش یاس میں وہ دل ہی میں جوانی تھے
مدعے چلے حسینون کی ناز اوٹھائی

١٩٩

ملے خزان مین نہ بلبل چمن مین صید افسوس
کچہ اوسکے سننے کچہ اپنی سنانی آئی تھے

جو دم نہ بہر تسلی دیا تھا اسے ہمدم
تو وہ کدہر گئے تشریف لے ادہر جو لائی تھی

یہ یاد کرکے وہ اہل وفا کو روتی ہین
انہین کے دل تھی جو میرے ستم اوٹھائی تھی

مین فن ہو ہی چکا بس وہین سے پھر جاؤ
چلو یہ کہنی کو وان ہو گیا کہ آئے تھے

بغل مین سوئی تھی کسکی بلی لی سی ہو کیون
نصیب رات کو کیا نطق کے جگائی تھے

ہوا جو طالع عشاق خستہ جان کے لیے
وہ خواب چاہتی تہا اونکی پاسبان کے لیے

یہ کیا کہ ہو جو ستم ہو وہ میری جان کے لیے
رقیب ہین نہین ہین لی امتحان کے لیے

اگر کرشمہ نہوتا کمان کی آتا تیر
تمہارے ابروی خمدار کی کمان کے لیے

مرے ہلاک کو ہے ایک نیم ناز بہت
ستم تراش نہ تو مجہ سی ناتوان کے لیے

ہوا جو خاتمہ دل کا تو تشنہ غم سے
جگر کو چہٹے مژگان خون فشان کے لیے

درازی شب غم سے یہ روبرو کوتاہ
کہ رتبہ خال کا ہی لعف دہنہ فشان کے لیے

ترے جفائین ایک اس تبی کو پہنچی ہین
کہ مشل نے کی ہے نالہ ہر استخوان کے لیے

لگی جو باد بہاری تو سلے اوڑ ہی و خشت
کہ چہیر لیس ہی سمند سبک عنان کے لیے

فراغ بالی عریان سری فقیرانکو
وہ بار تاج و کلہ کا شہان کے لیے

کہا نسی ہو دل اہل ہوس مین گرمی عشق
کہ آگ ہی نہین مفلس کے دیگدان کے لیے

اودہر جلانی کو سرگرم آتش گل ہے
اودہر ہے صاعقہ بیتاب آشیان کے لیے

وہ صبح پوچہتی تہی مجہسی کو وہ ہوتی وقت
کہ رات آپنے بوسی کہان کہان کے لیے

یہ مہربان جفائین گہڑی گہڑی کیسی
ہوا نہین ہے عن مین عاشق کچہ امتحان کے لیے

براي بيت ہي اي نطق اور آخر اليش
وه ميهمان ہي بس دلق مكان كے ليئے

اول اول تري بيداد ستمگار سہي
عيب لگتا ہے مرے پاس اگر بيٹھے سہي
ديكهنے دم كوئي ديكر كوئي فقره چل كر
اس گلي ميں ہميں بسنے سے غرض اپني بات
غير ہے كو مرے بدلے يہ نوالے نہ كهلاو
دم وه دينے كو ہے حاتم ہي بوسہ رو
دلكے بس ميں ہوں وه كاہيكو تہلانا ہيگا
ايك ہي ساہي اجي بوسے كا لينا دينا
وصل ممكن جو نہيں آج تو كل پر ركهو
اب سحر ہوتي ہي ہاں ہاں نہ سنونگا نہيں

آخر آخر يہ تغافل سے كے بڑے مار سے
خيراسي ور كر و دور سے ديدار سے
ہم ہي اتني نہيں ياد وہي ہيں وه پركار سے
بيٹھ دروازه نہ بيٹھے پس ديوار سے
تلخ و غصہ نہ سے تلخ مزيدار سے
سيكڑوں قسميں سہي لاكهوں ہے اقرار سے
تم جو سو بار بلاوگے تو سو بار سے
جيت آپ ہي ہي سے خير مري ہار سے
مگر اس وقت كوئي بوسہ رخسار سے
رات بهر بنده نواز آپ كے تكرار سے

مجهكو كيا نطق كے بيہوشي و ہشياري سے
نہيں نوانه سمجهتے ہو تو ہشيار رہے +

ترا پرده در ہوا اسے اوڑے
اوڑا آه كے ساتھ ميں نا توان
اوڑا لے چلا اونكو جوش شباب
مگر دل ہي تو وه تہا بار وكا
او بہار جو وحشت ني ہيں اوڑ چلا

مگر طرز آه رسالے اوڑے
نہيں بوي گل كو صبا لي اوڑي
مي خن كيا بلا لے اوڑے
اسي آتش شوق كيا لي اوڑ
مجهے فصل گل كي ہوا لي اوڑ

٢٠١

ترے رخ کی گدیسے شہرت ہوئی
گئے بی طلب شوق سی آگے گھر
چمن مین سحر میکے ہوش جو اس

پری کو یکایکی بلا سے لے اوڑ ہے
ہمین بے ہوا کیا ہوا لی اوڑ ہے
تری بو شگوفا کر صبا لی اوڑ ہے

کہو کہ سے اسے نطق سوے چمن
یہ کس گل کی نکہو اسے اوڑی

کہان عروج اگر ہے تو کچھ تو ہین سا ہے
لبون مین تھا دم وعدہ جو کچھ تبسم سا
یہ جوڑ توڑ تو دیکھو خدا کی قدرت کا
کسی کا وعدہ کہ جیسے ہو آج تک جیتا
لگا ہوا ہی مری لگی گہات مین سرمہ
مری تو لال لب جو پر نہ جہینگے
دل و دماغ خیال نشاط وصل سے
شب وصال ہی کیا شکل کامیابی کی
مذاق تو ہے کہ حسرت آن نہین
وہان یار ہے تنگ سی نقطہ
ڈسا ہوا کبھی بچتا نہین جو کالے کا
صبا و کہا تو سہی بو کی دل ...

یہ دیکھو کہ مرا آسمان زمین سا ہے
اوسی کی آس پہ ابتک یقین سا ہے
ہین ناتوان سا مرا یار نازنین سا ہے
جو دیکھی تو حقیقت مین کچھ یون ہی سا ہے
وہ گوشہ آنکہ کا کچھ گوشہ کمین سا ہے
حباب شیخ ہی چاہین جو انگبین سا ہے
ضعیف سا ہی دماغ اور دل حزین سا ہے
ہمین عجب سا چھپایا وہ شرمگین سا ہے
اجی وہ خود ہی سا کیون ہو یقین سا ہے
جوان لیجئی ہے تو ہی تو حسین سا ہے
یہ اوسکا زہر ہے جو زلف عنبرین سا ہے
کہا کسی سنبل تر زلف عنبرین سا ہے

گمان تھا اوسی ... لگا لیا ہو گا
کیا نہ کچھ ہی چلا ہی نطق تو یوہین سا ہے

ردیف ی والی

مجھ سی طرز سینہ چاکی باغ مین گل لی اوڑے
بیخودی نکہت کی ہنسلی نالی بلبل لی اوڑے

ہوش مین تو یار کی شرم و حیا جاتی نہیں
ان شب وصلت مین شاید نشہ کل لی اوڑے

ہوش جو کچھ کچھ لگا دیتے تک تہا سو بھی نیند
اونکو بھی جیسا حباب کے انداز تغافل لے اوڑے

می تری تو لوٹ لو ساقی کی ایسی نیند و کان
جام کوئی اور کوئی شیشہ قلقل لی اوڑے

رنگ تجھ سی ہو چمن مین دھوم مجھ سی باغ مین
گل ترا خندہ تو میرا نالہ بلبل لے اوڑے

کون حیلہ ہی جو پھر گلگیر تو سے سکے
ہو جو غیرت خود بخود شمع کا کل لے اوڑے

نشہ ہی مین ساقی کے بوسے لیئے
ہم گرک پا کر مزے سکے بی تامل لی اوڑے

تا ہوسی مستو نکے آیا ہی اب جوش مین
سیر تب ہو ہوش جب شیشی کی قلقل لی اوڑے

ساتھ کیا دیگا سمند ناز کا میر غبار
تا ان ہوائی شوق کا شاید توسل لی اوڑے

مثل بلبل طائر سدرہ کو لائی دام مین
پیچ چوٹی کا جو اونکی شاخ سنبل لی اوڑے

نقطہ اونکو دی کیا ہم نے یہ بلا دل کر چکے
اب بلا سے خال لے خطا لی کہ کاکل لے اوڑے

چاہیئے اونکہ ناز کے خنجر اُٹھا لے
شیر سان لب نظر آئین نہ کہین سر والے

جانتین کیا تیرے ربط کو یار والے
لب نکے کرتے ہین بدنام ہی گھر والے

سنبل باغ بہت بل کی لیا کرتا ہے
پیچ کے دکھلائین او سے بال کے گھونگھر والے

سنس لیتے وہ سر بازار یہ بے آب ہوئی
اب خرف یاری لئی بیٹھی ہین گوہر والے

خو ہوئی اونکی سکھائی جو ستم تیرے لئے
خیر اپنے بھی سمجھیں عدو شر والے

تیرے ارمان سے جان ہین ہر دلکو عزیز
یہ وہ مہمان ہین جو بن بیٹھی ہین گھر والے

یہ تری حسن سے ای حور یقین ہوتا ہے
جہانتے ہونگے مقرر تجھے اوپر والے

اور زاری کی سوا کسکا سہارا ڈھونڈ ہین
کوتی کاوش دلمین نہین کرتا کوئے
بام پر تیرے تڑپ آئین تو کچہ دور نہین
سگِ دنیا ہی لڑین جیفۂ دنیا کے لیے

زور والی ہین ہم ای عشق نہ کچہ زر والے
ذرہ ذرہ چہوٹی بڑے سب ہین برابر والے
شوق والے تو ہین ہر چند نہین پر والے
ہم نہ دارا کے طرف ہین نہ سکندر والے

تا زعفرونی تماشی ہی بچا ای شہ حسن
نطق پر ٹوٹ پڑے ہین تری لشکر والے

یہ کوئی بت اوس ماہ لقا کو نہین پانے
شانی ہی ہی یہ تنگی گذرے جو شل ہے
لے جائے تا زلف کی بو قید ہی کر دین
تو اوسکے تنہا آغوش مین آغوش ہی پہنچین
سوتی ہو جگا لائین مگر ہو تو جلا لائین
جور و ستم و مکر و دغا سیکھتے ہین جا کر
ای شیخ سنو میرے مرو جا کی ہیں پر
کچہ لطف بناوٹ کا حسینو مین ہی لیکن
افشانی مینے نادر و خنک سے ہم نے
شاداب ہون برگ گل تر کتنی ہی لیکن
خونین کفن ای گل گل لالہ تو ہین لیکن
مرجائین عمدہ تو ہی نہون تیرے برابر
تشبیہ لب یار سے ایسی ہوئے نایاب

گال اور و نکی تلوے کی صفا کو نہین پاتے
الوائی ہم اوس لف رسا کو نہین پاتی
پر تیری ہوا خواہ صبا کو نہین پاتے
مشتاق مگر تیرے قبا کو نہین پاتے
افسوس شب ہجر قضا کو نہین پاتے
پر آپکے صحبت مین فنا کو نہین پاتے
ہے انکے ذریعے سے خدا کو نہین پاتے
بیسا حسینون کی سراپا کو نہین پاتے
ظالم ہین مگر تیرے جفا کو نہین پاتے
نرمی مین تمہارے کف پا کو نہین پاتے
شوخی لباس شہدا کو نہین پاتے
ارباب ہوس اہل وفا کو نہین پاتے
بازار مین عنقا و ہما کو نہین پاتے

شاعر تو بنی پھرتی ہوا نطق مگر تم
رمز سخن ماہ لقا کو نہیں پاتے

خواب تو جلدی خیال گلعذار آنکھوں میں ہے
رشک سے پتلی ہی اسد م ناگوار آنکھوں میں ہے

تو کہیں جاگا ہی سرخی آشکار آنکھوں میں ہے
رات کی بے خوابیوں کا سب خمار آنکھوں میں ہے

ایک تو آنکھیں یو ہیں قاتل تھیں اوس کافر کی
قہر او سرمہ و نبالہ دار آنکھوں میں ہے

حسن کے خوبی سی کس کس کا ہے منظور نظر
ایک پتلا خاک کا پتلی ہزار آنکھوں میں ہے

آج جو دیکھا نہیں اوس گل کو تو میری نگاہ
ایسی آنکھوں میں کھٹکتی ہے کہ خار آنکھوں میں ہے

دیکھنا مایوسی دیدار میں دونی کا رنگ
ہر نگہ کا تار خون کی ایک دھار آنکھوں میں ہے

گرم ہی اوس جان جان کے آمد آمد کی خبر
دل میں بیتابی ہی جوش انتظار آنکھوں میں ہے

قسمت اپنی پھر گئی تھی تیری نظروں کے ساتھ
بس ہماری گردش لیل و نہار آنکھوں میں ہے

چشم بد دور آج کل مشق تصور صاف ہے
رات دن آٹھوں پہر تیری نگار آنکھوں میں ہے

ہوں وہ سادہ جو بدولت وعدی پیشیں کا رنگ
دلمیں کیا کیا جوش کیا کیا انتظار آنکھوں میں ہے

کیا شب غم میں کدورت نے اوڑا کے خاک
ایسی نکھری چاندنی وہ بھی غبار آنکھوں میں ہے

جا پڑی جس پر نظر تلوار او سپر آئینے کے
آنکھ تیری ایک ہی قاتل ہزار آنکھوں میں ہے

ٹپکی پڑتی ہے نگاہ حسن شناسی کی وصال
سچ کہو کیا دلمیں حسرت کہ پیار آنکھوں میں ہے

نطق دیکھو کھینچ لائی حسرت دیدار کیا
دل جو پہلو میں تھا وقت انتظار آنکھوں میں ہی

دربان بد مزاج کو صاحب نکالیے
بہتر ہے اس سے پاؤں لا کتا جو پالیے

آسیب میں نہیں ہوں نہ مجھکو نکالیے
ہاں یہ عدو ہے گھر سے بلا اسکو ٹالیے

۲۰۵

یہ ناتوان ہوں میں کہ مانند بوی گل — پہرتی ہی دوش پر مجھے باد صبا لیے

یون بہی ہی شکل دید کہ بہر نقاب یار — تار نگاہ شوق سے جالی بنا لیے

آزردہ خاطری سی مزاج مریض عشق — جاتا ہوں ہاتہ سی مجہی صاحب سنبھالیے

باد صبا نے جتنے گرائے تہی برگ گل — بہنے سمجہ کے لخت جگر سب اوٹہا لیے

معلوم ہوگیا ہمیں خوش چشم آپ ہیں — بس بس نہ بیٹھا بہت آنکھیں نکالیے

اونکی حضور سے آ دیا تہ ہی خندہ زن — گل کو چمن سے کان پکڑ کر نکالیے

کیسے چمک رہے ہیں کانوں میں بجلیاں — جلتے نہال طور ہیں شاخیں نکالیے

اسدم ہی سبکو جلوہ ساقی سے بیخودی — کس کس کو بزم بادہ کشان میں سنبھالیے

ایدل ہی بہا پردہ داری پردہ نشین ضرور — دود جگر کو پردہ شب میں چھپا لیے

کیسے لگی تہی ہای کہ پروانہ جل مرا — کیا آگ تہی اوس آگ کو دوزخ میں ڈالیے

یہ لن ترانیاں تو کسی ورسی رہیں — موسی نہیں ہوں میں جیسے باتوں میں ٹالیے

یہ پیچ ہی کہ یار کے ہی سر چڑہی ہوئی — دم بہر میں ورنہ زلف کا سب بل نکالیے

ہر دن نکالتے ہیں مجھے اپنی گہر سی آپ — میرے بدل کبہی مرے حسرت نکالیے

زلف سیاہ سانپ ہے لیکن بلا کا ہے — کالا یہ وہ نہیں ہے جسے کیل ڈالیے

مضمون نہیں ہیں در آبدار ہیں
گوش فہیم میں انہیں ای نطق ڈالیے

الحمد للہ کہ یہ دیوان نطق جلد دوم منجملہ کلیات نطق ۲۰ اگست ۱۸۸۱ع کو حسب فرمایش مصنف صاحب سلمہ اللہ مطبع صبح صادق سیتاپور میں چہپکر تمام ہوا فقط

تمت

رباعیات

واسوخت فغان نطق موسوم باسم تاریخی
۱۲۹۰ ہجری

عشق کے نام سے بس روح کو بیزاری ہے
جان وہ بہرہے مجھے زندگی اب بھاری ہے
غم سے مرنا کہیں ہی جینے سے جی بھاری ہے
زہر کھا لینے کی مرجانے کی تیاری ہے
بستر اندوہ میں کرلیجئے تکیا بہتر
ایسے جینے سے گلا کاٹ کے مرنا بہتر

وجہ کیا کس لئے معذور رہوں کیا حاصل
خون دل پیکے میں رنجور رہوں کیا حاصل
خود وہ ہوش سے کیوں دور رہوں کیا حاصل
ہو کے مختار جو مجبور رہوں کیا حاصل
زہر کیوں کھاؤں گلا کس لئے کاٹوں اپنا
آپ سے آپ نہ قصہ چکالوں اپنا

آج طے ہو نزے قصوں کا بکھیڑا ہو جائے
ہاں ذرا شکوے گلے کا مجھے ایما ہو جائے
فیصلہ آج سے کے دن میرا تمہارا ہو جائے
یکسوئی ہو کہیں جو کچھ کہ ہے ہونا ہو جائے
آج جی کھول کے میں کہنے پر آمادہ ہوں
آج تم ایک کہو مجھکو تو میں لاکھ کہوں

کیوں ہوں ناخوش ہے دینی کا سبب تو کہئے
گرم ہو کر کوئی فقرہ بغضب تو کہئے
بات بیٹھے ہیں کسی پہلو سے اب تو کہئے
باتیں کل تک جو کہیں تھیں مجھے اب تو کہئے
کیا مزا آج میں گنتی کا چکھا دیتا ہوں
بد زبانی کا صلہ دیکھیے کیا دیتا ہوں

آج پھر کل کی طرح ہونٹھ چبا لو تو سہی
نوک کی لو تو سہی منہ کو نئی آؤ تو سہی
تیوریاں آج تو ذرا آنکھیں دکھاؤ تو سہی
مجھ سے بگڑو تو سہی مجھکو بناؤ تو سہی
اور ہی ڈھنگ ہے اب خیر خدا اُن کی ہو
رنگ پر رنگ ہے اب خیر خدا سے مانگو

لطف اب آپ کو ہے تازہ ملاقاتوں سے
اس طرف کی نہ چلے راہ بہت راتوں سے
صحبتیں بنتی ہیں بد وصل میں بیچ والوں سے
پک گیا پک گیا دل میرا انہیں باتوں سے

حوصلہ ضبط کا اے دشمن اچھا نہیں	اب سنبھالی سی سنبھلتا دل شیدا نہیں
مدتوں سے ہوں بھرا دل کا نکالونگا بخار	آپ بلوائیں حمایت کو کہاں ہیں غمخوار
ہیں جو مشہور زمانہ کے اخبار اے سرکار	آج دو چار تو ہوں نائبے میرے سردار
سرِ معرکہ کون آج جھکا دیا ہے	دیکھیے تیغ زبان کون پکڑ لیتا ہے
وہ گئے دن جو کہا کرتا تھا میں مرتا ہوں	گو کہ بیدم ہوں مگر آپ کا دم بھرتا ہوں
اب تو بیباک ہوں میں بنتا ہوں کچھ ڈرتا ہوں	برملا کہتا ہوں ہاں دیکھیے کیا کرتا ہوں
جانتے ہو کہ نہیں نطق زبان اور ہو	بند لفظ میں کر دونگا سخن پرور ہوا
کیا کہا تم نے مری حق میں برا کیا ہوگا	شاید اب تک نہ کچھ اچھا جو برا جیسا ہوگا
کیوں قلق آپ کی ہمکو خفگی کا ہوگا	جو کہ ہونا تھا ہوا ہوگا جو ہونا ہوگا
آپ کیا مال ہیں اور آپکا غصہ کیا ہے	اپنے آپکو فرمائیے سمجھا کیا ہے
یاد ہے شہر میں کل پھرتی تھیں ماری مارے	جا بجا تاک میں رہتے تھے ہوس کے مارے
بد چلن چھیڑتے تھے راہ گلی میں سارے	لینے دینے کی لئے گھیرتے تھے ہرکارے
پاس ہٹلانی سے رہتا تھا ہر کوئی کا	سایہ بھی تہ جو ہوتا تھا تو ٹھکانا تھا کا
دن پھلے آئے مددگار جو تقدیر ہوئے	میرے منظور نظر ہو گئے توقیر ہوئے
یہ جو کوٹھی ہے بدولت مری تعمیر ہوئے	ساز و سامان کی مری فکر سے تدبیر ہوئے
جان پہچان بھی پیر کیا ماہر سکو	میری خاطر سے ہوئی شہر میں خاطر سکو
کس نے دل دینے کا بتایا تمہیں دلدار کیا	کس نے زر لینا لوٹا کر تمہیں زردار کیا
کس نے سکھایا تین بتا کر تمہیں طرار کیا	کس نے ہر بات سکھا کر تمہیں عیار کیا
وہ ادا کونسی ہے جو نہ سکھائی میں نے	طرز وہ کونسی ہی جو نہ بتائی میں نے

۲۰۹

بیش انہین تمکو کبھی بات نہ کرآتے تھے ... گفتگو کرتے ہوی شکل بگڑ جاتی تھے
شرم بیجا عرق شرم مین نہلاتی تھے ... جھکے ہر بزم مین منہ کی تمہین کہلواتی تھی
چھپتے تھی کبھی محفل مین آسکتے تو ... آنکھین تمہیں نہیں ہم بہر نہ ملا سکتے تھے

اتو ہر روز ترستے ہین ہزارون فقرے ... شوخی ایجاد ہوا کرتے ہین بیٹھے بیٹھے
آنکھین ہیں پردہ اٹھا کر تی ہین یا عمر فریبنے ... میلا رہتا ہی نظر بازونکا کوٹھی کے تلے
گہات دل لینی کی کیا کیا تمہین سوجھی ... چلو اب تو تکلف اوٹھا دیا ہی تمنی ہین

سیکڑون طالب دیدار ہزارون شیدا ... واقعی اب تمہین کیون ہو گی ہماری پروا
خیر ہمکو بھی نہین لطف ملاقات ذرا ... ہٹ گیا ہٹ گیا دل جانی چھوڑا چھوڑا
آؤ ہی آدمی بالغرض جو ہو جاؤ گی حور ... دور دیکھے کہ دینگی چلو دور ہو دور

آگیا تھا نہ ابھی عقل ہی کچھ ایسا حضرت ... ہو گئی تھی نہ کچھ اندازسے باہر الفت
نازنخرے نہ ہنوز ایسے بنے تھے آفت ... بات اتنی تھی فقط دیکھ کے اچھی صورت
پھر ہوائی تھی طبیعت مری کچھ تھوڑی سی ... پھر گئی تھی یہ ہین نیت مگر کچھ تھوڑی سی

آپ کو زعم ہوا یہ مرے معشوق ہی چور ... آج کل اس ہی جو کہد و نکا کریگا وہ ضرور
ستم و جور بھی بنت جھیلیگا حتی المقدور ... یہ نہ سمجھی کہ یہ سب چال ہی ہے کوسون دور
پھیر گزری جو طبیعت کہین پھر گئی ... آپکے دام سی کہ آج رہائی ہو

شکر صد شکر بلا آئی ہوئی سر ہی سے ٹلے ... بخت یاور تھا نہ کچھ چرخ ستمگر کے چلے
چھٹ گئی تھوڑی کا وٹ مین حضرت کی گلی ... ایک لٹکی مین طبیعت ہوئی پھر اچھی بھلے
خوبصورت ... اور ... دیکھون ... آدمی کون بلا ہی قمر کو دیکھون
ارے فرمائی کچھ حسن کا نشہ اوترا ... خواب غفلت مین ہوا اب تک کہ ہوئی ہوش نہ تھا

یاد ہے یا کہ نہیں کچھ تمہیں اگلا پچھلا | اب بھی ہے یا کہ نہیں حوصلۂ جور و جفا

کیا کہا پھر تو کہو کیسے ستاؤ نہ کہین | شہر ہو جس بات میں وہ بات ستاؤ کہین

سیدھے ہوتا ہے تو ہو تیز مجھے کیا کہنا ہے | کچھ نہ بنی کی خوشی غم نہ بگڑنے کا ہے

بیٹھنے کے مجھے صاحب تمنا کیا ہی | مقصد جانکا جو ہے جاے وہ بنتا ہے

روٹھ جانے کا وہ اب نہیں بنتا ہے بنا | کچھ بھی بخشش کا خطرہ اب نہیں بنتا ہے بنا

اب یہ کہلا ہی خدا مجھکو تمہارے صورت | پھرتے پھرتے نہ سر پر کہیں ہی آفت

ہو چکی ہوتی تھی تقدیر میں جتنی ذلت | بس ہے اللہ نے میرے کہ پھری یون نیت

کچھ نہ جادو کا اثر ہے نہ دعا کی قدرت | پھر گئی اپنی طبیعت ہی خدا کی قدرت

او بھلے پھر یہ بیٹھ گئے کیوں ہے سینا کیا اسکا | جی مگر چاہتا ہی اور ہے کچھ سینے کا

خیر مقصود رہوں لیکن شہو پھر اسکا گلا | ابھی جاتا ہے تو وہ گھر کا ہی سیدھا رستا

آج پر ہو ہمیں جو تشریف یہاں لے آئے ہو | طلبیدہ نہیں ہیں سے ہو کیون آئے ہو

بیٹھنے کی ہے اگر تمکو ضرورت بیٹھو | ہو جو منظور اجازت نہ لو جا اب بیٹھو

جائے اندیشہ نہ کچھ ہی قباحت بیٹھو | پر ذرا پاس سے شکر بفراغت بیٹھو

وہ گئی بات جو تو قہر سے بھلا تو گئی | پیشتر دوڑ کے دروازے لیے آئی تھی

اب تو ایک لطف رہی ہے خاطر منظور | اب تو ایک ہی رہی مد نظر غیرت حور

ایسا انسان تو دیکھا نہیں چشم بد دور | منہ نہیں ہے جو کروں بات شکل پر نور

آنکھ موسی کی نظارے سے جھپکی جاتی | سامنے آنکھ کے بجلی سی چمکی جاتی

شکر صد شکر کہ معشوق طرحدار ملا | جو سراپا صاف تھی صورت یہی یار ملا

یہاں جو مجھ دیدہ تھا محبوب ہے غمخوار ملا | اب مجھی جنس محبت کا خریدار ملا

حسن بھی مہر و وفا بھی تھی مروت بھی تھا
ناز بھی غمزہ بھی شوخی بھی شرارت بھی تھی

تمسا عیار نہیں مفسدہ پرداز نہیں
تمسا بد وضع نہیں مونس غماز نہیں

تمسا بے رحم نہیں خانہ بر انداز نہیں
تمسا زر دوست نہیں حرص میں آز نہیں

تمسا ہرجائی و مکار و ستمگار نہیں
بس سوا میرے ابھی تک کوئی یار نہیں

قصہ کوتاہ وہی ہر بات میں پایا یکتا
نقش پا آپکے نقشے سے ہے اوسکا اچھا

ایسا انسان حسین ہمنے تو دیکھا نہ سنا
نہ اگر آپ کو باور ہو یہ کہنا میرا

تو ابھی وسحر کرکے بلالوں اسکو
رو برو آپکے پہلو میں بٹھالوں اسکو

ابھی وہ ماہ نکل آئے تو حیرت ہو جائے
رنگ تبدیل ہو کچھ اور ہی صورت ہو جائے

تم جلوا دیکھ مری گرمی صحبت ہو جائے
رشک و قلق ایسا کرے تپ کی حرارت ہو جائے

تم سے جب بات ہی آج لو تو تم بول سکو
تب کہے مجھسے کہ کچھ اوسکی تعریف کرو

میں کبھو ن میں ہی نام نہ لونگا ان کا
اب سے دو رات کا میں عاشق تھا انہیں کا شیدا

ستم و جور و تغافل ہے انہیں کا شیوا
رات میں جو کہا تھا وہ انہیں کا قصہ تھا

دیکھ لو دیکھ لو انکو یہی حضرت ہیں
کیا محبت کی بشر ہیں ہمہ تن الفت ہیں

جب سن پائی تو کیا نہ ستائے ہمکو
تھی ایسے لگائی کہ رولائے ہمکو

پہبتیاں تھی ہوئی لاکھوں سنائی ہمکو
منہ بھی تکتی رہو کچھ بات نہ آئے ہمکو

چاہو سچ ہو کی جو اونہا تو بگڑ کر دامن
کوئی بیٹھو بس اب چھیڑ نگای مشغول سخن

الغرض آگ میں وہ آگ لگائی یون ہی
بیٹھو جب تک تو میں چھیڑی و ستائی یون ہی

منہ چڑھائی یون ہی ہنس ہنس کے رولائی یون ہی
جلے شور دھکی کی تسلے ٹہائی یون سے

دست حسرت ملی وہ رب تو جیانی گورکر
اور اید بریدہ چلے دل سے [illegible]

٢١١

دہجیان خوبجے سے جامۂ زیبائی کے — قدر جاتی رہی سب خوبی و رعنائی کے

سامنی اوسکی اداتم عین ہو سودائی کے — مرتے مرتے کبھی سوجھی خود آرائی کے

تازہ ہو جائین فراموش شرارت جاکے — یہ کہو لیبن کہ جہرکی ہی نکہت اوڑ جاکے

کہنے مشتاق اگر ہو تو بلاؤن اوسکو — نہ قباحت ہو تو خود جاکے لی آؤن اوسکو

ہو جو منظور نظر تو مین لے کہاؤن اوسکو — آپ ہی دہر بیٹہین اور سیر لاکی بٹہاؤن اوسکو

جو نہ بہہ ہو تو بہ آج کہتی ہین ابہی سہجا ہو — مجہ سی ہوتی ہے یہ ایک ایک کی نیچا ہو

کہنے فرق جہر بکایون نکہ ابہی سی کیون ہے — بدحواسی کا عیان شکل ابہی سے کیون ہے

سانس سینہ مین لیے تنگ ابہی سے کیون ہے — گہر چلی جاتی کا آہنگ ابہی سی کیون ہے

ابہی او وسکی آئنہ رخسار کو دیکہا ہی نہین — کیون ہی بیکر حیرت کہ وہ آیا ہی نہین

کیا ہوئی دعوے وہ بیباکی و عیاری کے — کیا ہوئی نخرے وہ چالاکی و ہشیاری کے

کیا ہوئی زعم وہ پرکاری و طراری کے — کیا ہوئے زور وہ تندی و ستمگاری کے

نہ دل ایسی ہوئی جاتی ہو کہ توبہ توبہ — تجل ایسی ہوئی جاتی ہو کہ توبہ توبہ

آدمی آپ بہی ہین اور وہ بہی انسان — ایک کیسا ہی ہان منہ ہے یہی ایک زبان

ذکر سے اوسکے اوڑی جاتی ہین ناحق اوسان — ہوئی جاتی ہو پریشان عبث ہون حیران

نہ بلاؤ اوسی ہر بار یہ کیا کہتے ہو — تجہکو تجہکو ہون گنہگار یہ کیا کہتے ہو

اب جو اظہار ندامت ہی تو کیا ہوتا ہے — کہین بدکام کا انجام بہلا ہوتا ہے

نشو نشی مجہے شکل اور رسوا ہوتا ہے — عذر سے گہٹا ہی جرم جو گرگا ہوتا ہے

اب قسم کہاؤ نہ لیتہ جفا کاری کے — از سر نو نہ بدو شیوہ وفاداری کے

رفتہ رفتہ ہو نہ سکے دہوئی گی نہ کدورت دلکی — گرم جوشی سے بہڑکتی ہے حرارت دل سے

خوب دریافت جو کی ہین نے حقیقت دلکی	پھر ملون تمسی یہ ہرگز نہین نیت دلکی
دلکا دستور ہے جب سے خفا اوس سے خفا	کھلا پھر کھلا جب سے روکا اوس سے روکا
آپ غیرون سے ملین مجھسے علاقا کیا ہے	منتین ہین یہ عبث ایسے تمنا کیا ہے
ایک بندے کی نہ ملنے سے بگڑتا کیا ہے	مجھسے عاشق ہین ہزار آپ کو پروا کیا ہے
بھائی جائی ہین وضعون سے محبت رکھیے	جو وفادار ہین انکو لی خدمت رکھیے
صلح مجھکو جو نہین مدنظر آپ کو کیا	مین صفائی نہین کرتا ہون اگر آپ کو کیا
دل جو مائل نہین ہوتا ہی ادہر آپ کو کیا	مین سمجھتا جو نہین نفع و ضرر آپ کو کیا
مجھہ فقیر مانی بیجا کہ بجا کرتا ہون	آپکو کیا ہی مین اچھا کہ برا کرتا ہون
خیر ہے جو کہ ہوا تمسی مری جانب سے ہوا	ستم و جور سراسر مری جانب سے ہوا
رنج پر رنج برابر مرے جانب سی ہوا	جو نہونا تہا وہ تمپر مرے جانب سی ہوا
پھر ابھی ملین تو اکثر سر بیداد رہا	رحم پر تم رہے ہین پر سر بیداد رہا
مین شرمندہ تمسی ملا مین نی جلایا تمسکو	مین پتنگون کی ہنسا مین سے رلایا تمکو
مین تہا بانی جفا مین نے ستایا تمسکو	مین نہین یاد رہا مین نے بہولایا تمکو
جاؤ جاؤ نہ بہت باتین بناؤ مجھسے	ہٹ کی بیٹھو نہ لگاوٹ پر آؤ مجھسے
غیر ممکن ہے کوئی صلح کی نکلے صورت	ہوگئی آپکے اب شکل سی ہمکو نفرت
بس ہمین چھوڑ دی فرمائے قطع الفت	جانے رکھیے اونہین جنسے ہو سون سی محبت
آپکو صحبت اغیار مبارک صاحب	اور ہمکو بھی نیا یار مبارک صاحب
صلح کا ذکر نہوا اب جو لڑی ہین صاحب	راہ لین گہر کے محبت آپ اڑی ہین صاحب
لوگ مجری کی سلامی کو کھڑے ہین صاحب	پردے میں اپنی ہی کے قید پڑے ہین صاحب

قطعات

آپ تشریف جو لیجاتے ہین تو جھگڑا چھوٹے	مخلصے سب کا ہو جب تک یہ جھگڑا چھوٹے
وجہ خاموشی و زاری کی بتاؤ تو سہی	کیون کہے جاتی ہو سر اوپر اٹھاؤ تو سہی
غش کے آثار ہین کیون ہوش مین آؤ تو سہی	تا زبان حال جو کچھ دل کا ہے لاؤ تو سہی
دل ہی بیتاب ہے جو بیتاب ہین کہا ہے	کہدو جلد لبسی جدا اسکے لیئے نقشہ کیا ہے
مین جو کہتا تھا کہ پچھتاؤ گے مجھسے پھرو	ملکے ناجنسون سے گھبراؤ گی مجھ سے پھرو
آدمیت سے گذر جاؤ گے مجھ سے نہ پھرو	خوار ہو کر نہین پھر آؤ گے مجھ سے نہ پھرو
کیون جی کہتی نہین اب ہی ہی صحبت کے پھیر	ہے وہی لت و خواری ندامت کے پھیر
دعوی نہین نیکو رہتی تھی جو ہر دم تیار	عمر کا ابتک نہین کہا نیکو آنے غم خوار
نفتے پالی مین جو ہوتی تھی تنہر بکیا سرکار	آکے کرنے نہین کچھ فکر سے دفع خمار
وہ ہوا دا نہین ہین بنت وہ ہوا خواہ نہین	ابتو گمراہ کوئی اہل ہین ہمراہ نہین
رنگ صحبت کا جو بگڑا تو ہوا یہ انجام	پاس نہ نبھا تا ہے کوئے خاص نہ عام
صلح کا مجھ سے بصد عجز جو ہوتا ہے پیام	یاد آیا مجھے اوستاد کا اس وقت کلام
یار الفت نہ کیا جبکہ حریفون نے پسند	قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند
خیر کوستے نہ ملنے کے قسم کہاتے ہین	دل لگی گرچہ کبھی رستے تھہرائے ہے
پہ نہین ہرگز بھی جی دیتی و خود رائے ہے	جیمین سدھم کی خوشامد سے بات آئی ہے
ہمکو اس حال مین ہی ہے سب الفت کی خلش	بیسے تقصیر تو اللہ ہی کرتا ہی معاف
بس اوٹھو او لپٹ جاؤ مرے سینے سے	دلکو مین صاف کرون خیر سی تم کینے سے
زہر کا نام نہ لو تنگ نہو جینے سے	توڑ و گنگھی کو نہ منہ موڑو اب آئینے سے
اوٹھو گھر جاسکے اپنے عمل کا سامان کرو	یاد اہو گھر کے بہولی سے نیا جان کرو

جو کہ ہو وصل کا اسباب ہمارے گھر میں
جو نہو تم سے وہ لو ست ہمارے گھر میں
رکھو موجود مہیا او سے پیارے گھر میں
آج پھر عیش کا ساماں ہو ساری گھر میں
مطرب و ساقی و مینا و مے و چنگ و رباب
سب مہیا رہیں تو شام تلک جام و شراب

گزری یاں تو بتانہ اب کر کر و پھر شد ا
دو گھڑی شخص سے ملنے کا فقط شو سا تھا
باعث ان سب کا جلال و غضب عشق ہوا
جھوٹھ موٹھ آپکو چھیڑا تھا بنا کر فقرا
نہ یقین آپ کو تو دیکھو کرا جا کر
ہو جو کوئی تو اٹھا و مرے آگے لا کر

جانتے ہو کہ نہیں کون ہیں کیا ہیں ہم لوگ
چند گذشتے کے میاں شعرا ہیں ہم لوگ
سحرا ہیں قہر ہیں فتنے ہیں بلا ہیں ہم لوگ
یہ تو سب کچھ ہے مگر اہل وفا ہیں ہم لوگ
خوب ہم جانتے ہو سکی ہوئی او سکی ہو
جان بھی جاتی ہو جسکے ہوا و سکے ہو گئے

للہ الحمد ہوئی خوب صفائی حاصل
ملتے ہی سینے سے سینے کے ملا دل سے دل
بیشتر سے بھی ہوئی وہ چند طبیعت مائل
رہ گئی اپنا سا منہ لیکے عدو ہوکے خجل
پھر وہی شوق وہی یار وہی صحبت ہے
پھر وہی شکر وہی ہو نکو وہی لذت ہے

اینک شہید حاضر و من داد خواہ تو
خون میچکید ہنوز ز تیغ نگاہ تو
از خاک من دمیدہ گل رنگ تا بہ بین
وا بعد ہنوز حسرت طرف کلاہ تو
عشق رقیب بر تو نہ من بستہ ام بزور
از رنگ خویش پرس چہ گوید گواہ تو
امشب بکوی غیر تو رفتے زمن نہان
مہتاب دیدم از اثر گرد راہ تو
سرمہ کشید و ساخت مرا زین سخن خجل
چشم پر آب کرد اثر دود آہ تو
بجو و شوق بوسہ ربودن گناہ من
پردہ کشیدہ رخ بنمودن گناہ تو
در سیر باغ از رخ گل بوسہ گرفت
شد شوق راز شوخی رنگ اشتباہ تو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشعار متفرق از دیوان تلف شدہ

لکھا کلک عقیدت سے جو مطلع نعت حضرت کا — سر دیوان مرے طغرا بنا مہر نبوت کا

رخ سا جب نقاب چہرۂ زرنشک ماہ اوٹھا — اوٹھ جاوے یہ حجاب بھی اونکا لگا اوٹھا

اب شاعری تو کیا ہی مگر اتنے بات ہے — تکلیف درد دی کبھی تجھ کو خدا اوٹھا

داغ جنون سے جسم جو گلدستہ ہو گیا — زینت اوس انجمن کے ہیں وہ گلدستہ ہو گیا

سنا خدائی اگر تھے اسے بتو نہ سنا — ہزار شکر مرا نالہ رائگان نہوا

قارون تو قارون فرا غنچو کو دیکھو — ملتا ہی اگر زر تو کسی دہن نہیں آتا

دعوی محفل فروزی سے پشیمان ہو جائیگا — شمع کا منہ اوسکے آتے ہی دھوان ہو جائیگا

خوگر بیداد ہین کیا اوسکی گردش سے ہمین — جور گردون غمزۂ چشم بتان ہو جائیگا

کیا خبر تھی ہمکو ہین بیٹھیگا قاصد جو رقیب — جاکے اوس کوچے مین وہ بھی پاسبان ہو جائیگا

ربط دشمن کی کرینگے چرچے خود اونکی جلیس — نطق تم چپ بھی رہو آپ ہی بیان ہو جائیگا

آغاز عشق مین وہ جو کچھ ہول سا تھا — نوبت بایں رسید کہ آخر جنون ہوا

ہان ایسی ہی ستائیگا وہ بدمزاج ہے — پوچھے مزاج کیون کوئی بیمار عشق کا

طمع و حرص کو ای نطق نہ پہچانا دیکھا — ہمنے تجھی کو یہان ہاتھ ہی ملتی دیکھا

مدعی کیا ہین مدعا نہ رہا — قطع امید کی گلا نہ رہا

مجھ مین قاتل مین وہ جو قصہ تھا — ایک ہے ہاتھ مین لگا نہ رہا

تم نہ آئے اگر اوٹھا نیکو — تو مرا لاشہ کچھ پڑا نہ رہا

کیا لگاؤ اوسنے لاگ ہی چھوڑ دی — واہ رے بخت کچھ لگا نہ رہا

تیرے کوچے میں تڑپنے کا سبب آج کھلا | تھا اسی خاک پہ آخر میں بسمل ہونا
ہای یہ گرد الم ہای وہ مٹھی بھر خاک | جسکے قسمت میں تھا ای قطرہ دل خون ہونا

دیکھنے والونکو سرمایۂ سودا ٹھہرا | گیسوئے یار شب خواب زلیخا ٹھہرا
قاتل سے مدعی ہیں ہی خون کے عزیز | بعد انفصال کے بھی بکھیڑا لگا رہا
کیا خاک میں نے لطف اوٹھایا شب وصال | شب بھر مجھی تو صبح کا دھڑکا لگا رہا
کس نیند سلایا مجھے غفلت نے الٰہی | مردہ بھی بے خبری کو نہیں پاتا
آیا انقلاب ایسا پروردگار ہوتا | وہ دوست دشمنونکا یا رونکا یار ہوتا

طفل تھا تب بھی اسیر غم عشق میں بیچارہ تھا | اضطراب دل سے جنبش میں مرا گہوارہ تھا
شاخ غنچے کے چٹکنے کی صدا ہوتی تھی ہم | اور وہ فوج خزان کی فتح کا نقارہ تھا

بگڑتے جو ہو پیار سے پیار چھوڑا | جو ضد دید سے ہو تو دیدار چھوڑا
اکیلا عدو پاس رشک عدو سے | نہ تجھے تیری عصمت پہ ای یار چھوڑا
نہ اس سے چھوٹا تو پھر کیا کرونمیں | جلن سے رقیبونکی سو بار چھوڑا
مزہ ایک پھر ونکی تکرار میں تھا | غصے سے گیا اوسنے انکار چھوڑا

مجھسے وہ روٹھ گیا ہی کبھی من جائیگا | یہ نہ اے غیر سمجھنا کہ ترا یار ہوا
چہرے سے ہی شمع کو ڈالا ہی فلک نے | جلنے کو مری خاک سے پروانہ بنایا
اوس شمع تک ابھی رسائی نہیں ہمکو | کیا بخت نے پرسوختہ پروانہ بنایا
کہتے ہیں وہ تجھے ہو جو دعوی نیاز کا | آسامنی حریف ذرا نیکے ناز کا
احسان نہیں سہی نگہ دل نواز کا | ممنون ہوں کاوش مژہ ہای دراز کا
ٹھہری جو نارسائی تو ماتھو نکا گیا گلا | میں شکوہ سنج ہوں تری زلف دراز کا

قتل منظور ہے تو بسم اللہ / ڈھونڈھنا کیا کسی روایت کا
ہجر میں ضعف کر رہا ہے غضب / یاد وہ ہی تری نزاکت کا

یہی باعث ہے ان بیتابیوں کا / ترا پردہ ہے پردہ در ہمارا

گرمیٔ رفتار سے میرے پایان جل اوٹھا / لگ گئی ٹھوکر جو چلنے میں تو داماں جل اوٹھا
گرمیٔ نظارہ تو ناہو تو کھلادے اوسی / یہ تو کپڑے ہی کا پردہ تھا جو بیجان جل اوٹھا
آتش افروزی تپ غم نے کی ایسی شعور / داغ نے سینے کو وہ لو دی گریبان جل اوٹھا

جاتا ہے تو تسکین دل زار کئے جا / پھر چاہیے نہ آنا مگر اقرار کئے جا
مشق ستم اے ترک جفا کار کئے جا / دم مجھ میں ہے یا نہ ہے وار کئے جا

نہ سمجھو کہ ہم ہیں تو وہ تمکین / نہ بیٹھے گو وہ سنے لنگ ہمارا

حضرت یوسف تو پیغمبر ہے ہوکر رہ گئی / ان بتوں نے حسن سے دعویٰ خدائی کا کیا

ستمگار رہتا ہے مائل ہوا / بلا جان کے واسطے دل ہوا
جگر کا نظر کام کرنے لگے / جسے تو نے دیکھا وہ بسمل ہوا

نالہ جو مری شانہ تم اسکے بلبلو کھینچو / آ جائے کلیجہ سر منقار ہمارا

ندیم کا نہ تغافل نہ قصہ خوان کی لا / دماغ ہی نہیں اونکو مری کہانی کا
جو کچھ کیا تری آنکھوں کی گردشوں نے کیا / عبث گلہ ہے مجھے دور آسمانی کا

شک تھا الفت میں پر اب ہے اونکو الفت کا وہم / بے یقین پہلے سے تھا اب یہ گمان بھی گیا
گرمیٔ گریہ سے اشک گرم ہیں چنگاریاں / خونچکاں جو دیدہ تھا آتش فشاں بھی ہوگیا
حال بیتابی کا بیتابی سے اوسکے روبرو / رنگیا اکثر تو تھوڑا سا بیان بھی ہوگیا

آخر مرا قلق اثر اپنا دکھا گیا / رنگ ملال چہرے پر اونکی بھی آ گیا

کیونکر ہے بوسہ عیب جو گالی نہیں عجب — جب تک نہیں ہے عیب تو وہ بھی نہیں عجب
آ جاؤ نا گال بچتی ہیں چین جبین ہے کب — بوسہ میں چھوڑ دونگا تمہاری نہیں ہے کب

ساتھ دم کی ہی برنگ مرغ نیم بسمل اضطراب — موج ساں دریا خلل ہی کیٹ نہیں پیچ و تاب
کیا قیامت وہ قد و رخ لائی ہنگام شباب — شور ہے ہر سو سوا نیزی پر آیا آفتاب
کیا اشارے کیا کنائی یار کی ابرو میں ہیں — کلیات حسن میں یہ بیت دیکھی انتخاب
پاتی پانی اوس سے رخ رنگین آگی ہو گئی — خود بخود کھنچنی لگا گلشن میں ہر گل سے گلاب

ڈہ بہت غم کھلا تیرا ہے اب — اے فلک خوف ابتلا ہی اب
میری کیا شامت تھی بلوا تا اگر جاتا نہ آپ — ساتھ اپنے میری گھر دشمن کو لائیں گے آپ

کے تھی ہنگام خزاں شیخ زمانہ سے بیعت — پھر بہار آئی کریں پیر مغاں سے بیعت
تھی کی ناشد نہ کچھ ای بیت ہی نوش بہت — آ لپٹ جای ابھی نشہ مجھے جوش بہت
جائی وہ ماہ کدھر کسکی کشش کامل ہو — شل ہی لی کیں ہیں کھولی ہوا آغوش بہت
پہاڑے گر کپڑی ابھی گھر سی نکل جاؤں گا — شل ہمت کی او بہار نے مجھے جوش بہت
یاد آیا دیکھ اب صبح سے مجھکو شفق — خون رو تا تھا فلک اوس ماہ کی رخصت کے وقت
سو جگہ سے بدن زار ہے چل کھائی ہوئی — ہو گیا لٹ کی غم زلف میں لپٹ لف کے لٹ
رنگیا پر وہ تری لب کا مسی کے باعث — نیل چھپ چھپ گئی بوسوں کا اسی کی بابت
کیا کریں شکر ستم جبکہ حلاوت ہی نہیں — تو تو پھر جرم ستاتا ہے کسی کے باعث

کہیں جو قیس کو لیلی کا سن لیا مجنون — تو پھر کریگا نشتر غمزہ سے سار یان کیا کیا
ہی ہے جبین کہ اب بوسہ مانگ کر کھائیں — تری زبان سے مزے دینگے گالیان کیا کیا

کیا شکوہ کروں ای دل ناکام کسی کا — منہ نوچ لی غیرت جو میں لوں نام کسی کا

تجھے اپنی قتل کے قابل نہ ٹھہرایا کوسے
کچھ بھی ہوتی ان حسینونکو اگر قدر وفا
آنکی تمکین سے وہی آفت ہی ستم کی جا نہ ہو
یہ تری چال مین شوخی ہی عجب کیا انکا
بہت بوسے ملتے مجھے ایسے
ہنسی وہ لگی کیا دل آزردہ جانین
قیامت ہی دکھیب جلوہ کسی کا
کہین جای جو وہ زلف تو بس شرم گھٹ کر
دل میرا جلانی لگے پھر داغ چمک کر
بازو کو نہ جلا دو کی تکلیف دوبارہ
یہ نزع مین ہے نطق تنفس کا اشارہ
عاشق واہل ہوس کو قتل کر پہچان کر
ہم یہ سمجھے تھے کہ کیسا ہی ہنسی سے ظالم
تیرے فرقت مین سر بستر مین تڑپا رات بھر
ہاتھ مقتل مین لگا گا جو قاتل دو چار
بوسہ بازی ہی ہنسی کے سمجھ لیتے ہین
بازو تیغ کو جس جس نے تڑپ کر چوما
آیا ہون مین آپ بلایا ہی نہ تھے
ہی وحشت دل اور کہین گور سے لی چل

خونبہا قاتل ہمارا دیگا خنجر بیچ کر
تو مجھے وہ مول لیتے اپنا زیور بیچکر
تجھ سے ایک انداز مین ناز مین اک آن مین
نقش پا چلنے لگین کیا خرامان ہوکر
جو بیٹھا ذرا بھی عوض رخ کہا کر
جو چھیڑو گی روو مین ہم منہ بنا کر
نگہ رہ گئی ہاتھی ذرا ... جا کر
ہو جای رخ ماہ کا تل رات جمع کر
لو ہو گئی پھر کو شعلے انگارے دہک کر
مر جاین گی کچھ دیر مین ہم آپ سسک کر
منزل جو قریب آئی تو چلتے ہین لپک کر
چھکے لینے فریب ہزار و لاغ چھوڑ کر
نطق اوسنی تو چھری پھیر دی گردن
ہچکیان لیتی ہی تصویر دیا رات بھر
مردہ دشمن مین پڑی ہو نگی تو بسمل دو چار
کبھی دو چار رہین باقی کبھی فاصل دو چار
کچھ جگر کئی قاتل بھی بسمل دو چار
بیتابی دل لائی ہے مجبوریان پھر
آ آکے ستاتی ہی ہمین حوریان پر

تشبیہ رخ یار سے ممتاز ہوا گل
اب باغ میں ہی بانڈ ہے کا گلستان میں ہوا گل

دست شہسوار میں ہمنے عنان دل
بس ٹھوکر و نہیں آ گئی تاب و توان دل

ہم عشق نگاہ کی کسون آرزو کرین
ہمکو بھی کیا برا یہ غم جاودان دل

خندہ و شیشہ عیار میں تھی ہم شامل
اسمیں ایما تھا شریک او جمین ہم شامل

اولتی پہ سوال بوسہ لب
ہی حسن لطافت اٹھی شام

در شنا ہم میں ہی جائی بوسہ
بوسے عدو کو جاتی شام

آرزو دل کے ہو تم جان کا ارمان ہو تم
ہائے پہلو میں ہو دل میں پہچان تم

ای چارہ گر و قید سے رکھتے ہیں ان ہم
کیا جا نہیں سکتی ہیں تصویر بتان ہم

ایام بہار آئی گل و بلبل ہیں غنیمت
ہمنشین جوب لب و جو چلیں پہلو میں رہا تم

ترسیں گے بادہ پیکی ساقی گزرنگ کو ہم
جائینگی اور لائینگے جوت فلک کو ہم

سہانی شباب کی ناز سے لو تین متاع صبر
غمزہ ہکار او ٹھا کہ ہیں حاضر کمک کو ہم

جھکلاکی نہ منہ وصل کا اقرار کرو تم
بے آس نہوں بیکسکی جو انکار کرو تم

بیٹھو نہ سر راہ بہل سکے نہ رکھو
ضائع نہ ہو ہیں شربت دیدار کرو تم

تم ہو جو وضعدار تو ہم بھی ہیں وضعدار
تمکو جفا کی تیغ ہے تو ہمکو وفا کی شرم

کیفیت تجسس جانان تیرا رستا ہم بھی ہیں
ترے آگے مسیحا کو بھی ہمکو لگا ہم بھی ہیں

بتا دین ہم تمہیں ہمنا ہے کیا ہم بھی ہیں
رہا ہے نقش نقش پا بنا جانا ہم بھی ہیں

بھلا قابو میں لا کر اب وعدہ نا تی ہیں
اری جا ہم نہ چلیں بیٹھے تیرا مقرا ہم بھی ہیں

نہیں باقی ہیں گور میں تمنا ہم تو نکلی لیکن
عدو بید دنیا لگ کے ہوا تا ہم سمجھے ہیں

دزدات ہیں پڑی ہوئی مرکا نکلی چلنین
آنکھوں کی تیلیاں نہیں تیلی حیا کی ہیں

یا رخ مین تها وه جوش ملاحت شبابمین
دیکهکر نمک دہن ہوس ہوس کرتی ہین
نه چهیڑیے نه ہنسی جائیگی ولائی کو
علاج اسکا کرینگے خضاب جیسے کیا
لکہی تہی سنحت مین عاشق کی قبر ہی شاید
جو دور دور سی مشتاق لوگ آتے ہین
شکر ہے کیا نکلی مین نمک ہے کیا تبسم مین
بڑہاپی مین ہی ہی رو میکشان پر ایک جوبن ہی
شیوه تقلید مری طبع گرامی کا نہین
اگر اوس خستی عوض گلکی ہی یا تو نسبی مل والعین
جاتی ہی تیری ہوگئی بے رونق انجمن
پوچهو نه انتظار کے لذت که وصل پر
وه گهور رہے ہین آپکی شرمسار کرین
آرزو اوس بت کی فیض سے ہم رکہتے ہین
لاکہ ہم سے وه اوسی ہو کہی ہین ہین جا لایا نکه یہان
آه کا لا منه ترا صبح فراق
شرار آه سے جا کر پہنچ مہر پر جہان تشان
تمہین مثل صنوبر خوش قد ولیکن سرفرازی ہے
لڑاوا کی سر بزم غضب ہا گئین آنکہین

یا آپ محیط چہکتی کو تل ہین نمک نہین
ایک بوسه ہو تو ہم صفر کے دس کرتی ہین
محیط خون ہی مری چشم نم کے پردے مین
جو ہیری موت ہی آئی ہو تجہکو کی پردیمین
ہوئی ہی شکل ہلال گرد رم کے پردیمین
کوئی تو پرده نشین ہی حرم کی پردیمین
زمانی ہونگے گویا خوبیان سب جمع ہین تم مین
مگر کہتی ہین خوداری وہ جو اپنی پیر مغ خم مین
جو رکشش زلف مین تمها نہ جامی کا نہین
دہن ہین گفتگو تجهہ کری تو منه مسل والون
گویا کسی چراغ مین کچہ نور ہی نہین
وه ہین مصر مگر ہمین منظور ہے نہین
که جان ہی تجہی نہین پاس کیا نثار کرین
ابر لطف سے امید کرم رکہتے ہین
بید مانگی سی لگاوٹ کی جی تا لب نہین
یه او داسی شام تم مین کہان
لگا یا دو دول کی ارت کا جل چشم انجم مین
حسینون ہیون متاز جیسے ماه انجم مین
ایک ایک کو ایک ایک سی لڑوا گئین آنکہین

استدعا جو تو نی کی طلب بوسہ پہ نہین
وہ کہا اوٹھی جو پہنچے تو کیا کرینگے ہم
فرقت کی شب جگاتی ہی داو بہی ایک
فریاد و زاری و تپش و کوشش و قلق
نکہین آنکہ کی چہرانے سے
تری غفلت ہی سے تغافل کہیں

گر بہی جہانکی ہین سہرہ بہی نکالی ہین ہایت
جی ہی بسن جاتا ہی آپ کی کن انکہیونسی
زخمی ہی جہنی نظر آتی ہین ای پردہ نشین
دیکر جواب آہ کا وہ واہ سے ہمین
زاہد ترا برا ہو کہ کیا تو نے شراب
تیری برق حسن سے بیکار آنکہین ہو گئین
تیر ہی ابرو ہو گئے برگشتہ مژگان ہو گئی
وہ نگاہ ناز ہی لب کہ تیغ آبدار
جہان کی بوسے طلب مجہی وہین کی نہین
یاد آگئی ساغر کی سی آنکہ کی گردش
صحبت آلودگان مین پاک دامن پاک ہین
ہای جن آنکہون نے دیکہا رخ رنگین سو سو
وعدہ وصل مین عشاق کی عمرین گذرین

جی چاہتا ہی لی اون تری ضد سی پرین
کس آہ سی ڈرائی جس مین اثر نہین
تکیہ وہ گدا سا مری زیر سر نہین
ای بخت بد کسی مین ذرا بہی اثر نہین
اور بہی دلمین جا او تری ہین
آرزوئین جوان مرے تہین
کہی جوانی مین اجی چاہین چاہین کہین
ہای کس ناز سی وہ چار نگاہین کین ہین
کن نگاہون نی یہ دیوار ہین ہین کی ہین
بولی ڈرا رہی سے اسی آہ سی ہمین
مجہ پہ کر رہے ہین شب وہ سے ہمین
دیکہتا تو خیر پرائے یار آنکہین ہو گئین
اونکی نظرین پہر گئین بیزار آنکہین ہو گئین
کردیا بس صاف وہ جب چار آنکہین ہو گئین
سنو جی بس متحمل ہم اب نہین کی نہین
ای بادہ کشو ہان مجہی لینا کہ چلا مین
خاک ہی ہی بہانہ آئی چاند مہتاب پہ
اونکا یہ حال ہوا خون وہ روئین برسون
آپ بیدار رہے قسمتین سوئین برسون

ای پری سیر کوہان تو ہی آرام
رشک اغیار مری واسطے شیطان ہنا
نہیں ہے ہر زمین بے تپش دل کو
تمام عمر رہا صدمہ اوسکی کہونے کا
کشش سے قیس کے لغزش میں پانی ناقہ ہی
اشک و آہ آتش ہوا سوز وکدورت خاک آگ
اتنی بندش ہی مگر ہرنین چلتی ہی دسگلے
ہے عبث فلک ستم عیار کو
سن ہے نالی چہیر کر مجہ زار کو
یہ لب عناب سے لب سے ملا دو
کہانتک شرم اب جلوہ دکہا دو
عبث بوسی کی دینی ہیں تکرار
یہ ہے شب صلت کسی ارمان بہرے کے
بلبلین ہین یہ خاموش ہی نے مرغی سکہ
دور ہو چشم بتا نکلا تو جہان بیمار ہو
قہر ہے صبح کو کیا جانی کہان کی جاگے
وہ جو پہنچی باغ میں تو سر اوٹہی تعظیم کو
جہان کو روندے رکہہ دیگا ایسا ان نہ کرو
دزدیدہ نظر پایا تو چرا لیگئے دل کو

جوش وحشت نی بنا یا ہی تماشا مجھکو
جنت کوچہ جانان سے نکالا مجھکو
اصول قفص کی حاجت نہیں ہے بسمل کو
جگر کو پکڑی ہوئے ڈہونڈہتی ہیر دل کو
ذرا سنبہالی ہوئے سار بان محمل کو
چار عنصر ہین ہی جسنے بنا یا دل کو
جبت ذرا ہو گئی غفلت وہین پایا دل کو
ناز بیجا کرم کیا مجہ زار کو
ہان ذرا زخمہ لگا دیتی تار کو
مریض عشق ہون مجھکو دوا دو
تکلف بر طرف پردہ اوٹہا دو
بہت روئی تو دو گی یکتا دو
جیب غنچہ سحر پہار کے دہر دے نہ کسیکو
گویا نہ ملے باغ میں منقار کسیکو
جو نظر پڑ جاتی وہ نازنظر سے زار ہو
آنکھین ملتی ہوئی سونیکو یہان آئی ہو
لینے دوڑی بوی گل شاخین جہکین تسلیم کو
سمند ناز کو تم مطلق العنان نکرو
یا آنکھ لگاوٹ سی لگالی گئی دل کو

آ دو گا مری جیب میں کوئی رکھ
ایدست جنون ذرا لگی رکھ

ایدل بخیال یار موجود
فرقت میں بھی دل لگی رکھ

خالی نہو سوز عشق دروسفے
یہ آگ دلا ذرا دبے رکھ

باقی ہے مجھے وہی کچھ تو ہوسے
فی صد کہیں قائم ایک سا رکھ

شوق دیدار پریشان نظری سی بچھان
میری آنکھیں کھلی تی ہیں کہ بیدید یہ

جھکے انگڑائی میں اٹھا تو ہوا اوسکا ہاتھ
ہاتھ خالی ہی ترا ہے کوئی تلوار کا ہاتھ

کیا کیا شگفتہ یہ گل آئے تھے وہان سے
مرجھائے ہوئی جاتی ہیں اب باغ جہاں کی

تیرے فرقت زدہ کی صبح نہیں ہوتی ہے
مر رہی نیند تو موت اٹکی کہاں سوتی ہے

ہامی یہ ہجر کے دن وصل کی شب کی تجھ
ای فلک مجھ سے تو لیتا ہی یہ کب کی تجھ

لیسکے رہ جائیں گے دل یکہ وباہان نہیں باندھ
کسکے جوڑا تو خدا کی لیے ایمان نباندھ

تو نے رات لیا ہوگا تجھے یاد نہیں
میں کہاں بوسہ کہاں خیر ہے بہتان نباندھ

مجبور ہے کیوں کو بیٹھے پہ تجھے ہاتہ
فرہاد کا اب دب گیا پتھر کے تلے ہاتہ

بیرحم شمع وہی نہ آنسو بہائے گی
پروانے تجھکو اپنے جلانے سی کیا بندہ

بھولا سا لگا ہے لیکن غضب آفت ہے
تھوڑا اندا ہے سمجھو نہ تک میں شرارت ہے

قاصد سے کہا پڑھ کے میرا خط شوق اوسنے
کچھ خبط سا مضمون ہی مہمل سی عبارت ہے

وہ سنا کے شوخی دہری گئی
وہ جب اوٹھ کر چلے تو پری رہ گئی

یہ کاہی کے دلین گرانی سے ہے
مگر کوئی حسرت مرنے رہ گئے

وزارے تکلیف میں اوس شوخ کے
سجاوٹ دولہن کی ہری رہ گئے

نہ لب تک بھی پہنچے تو آہ ضعیف
وہیں دل کی دل میں ارمان رہ گئے

۲۲۵

مرجان کا پنجہ دست حنائی سی بھر گیا
اب تا تہ وہ ملاتین سے گلہ تخضیب ہے

ہوتی ہین اہل نظر سی دم نظارہ ترش
چاشنی دار اونکا گویا شربت قیدار ہے

لگا آکے دلبر کے سینے کا تیر
وہ ابرو چڑہے یا کمان کہنچ گئے

برنگ اشک بہے خون خشک تیری ہیبت سے
گہٹا ہے دم کیطرح دلمین اسکی سطوت سے

دل بیتاب پھرا تا ہی ہے تیری تحریر مین
ہان جہان پر یہ مصیبت زدہ ٹہہر ٹہہرے

صبح ہوتی ہی شب وصل کچہ ارمان نکلے
بہت ارمان نہین ہونگی ابان نکلے

جوبن سی نہ بلی اب چمک ہے نہ دمک ہے
گالونمین نہ وہ لوچ کمرمین نہ لچک ہے

الامان تیری کسیکی آتش رخسار کے
وقت نظارہ نگاہ و موی مژگان جل گئے

آتش حرمان ہوئی کچہ دلمین اپنی مشتعل
سیکڑون ہی حسرتین لاکہون ہی ارمان جل گئے

مانگی ملے جو تخت سلیمان کبھی کبھو
تو چاہئین ضرور پریشان کبہی کبہی

بوسی کی بابت مین جو ہوا مجہسے گفتگو
بولی کہ زور زر نہین ہان کبہی کبہی

مایوس وصل کرکے نہ عاشق کو مار دو
ظالم کبہی کبہی نہین ہان کبہی کبہی

آپکے نازنے آپکے بیدادنے
آپکے نازہ تراش آپکے انجادنے

لطف دیتی ہین نیا ہر دن ملاقاتین نئے
ہین نئی معشوق کے باتین نئے گہاتین نئے

اسیکو جانتی ہین بس پرانی با مذاق
بوسہ لب تازہ تازہ اور صلواتین نئے

دیکھتی ہو گیا پرانی نکتہ سنجونکا کلام
نطق تازہ فکر کے منہ سی سنو باتین نئے

نکہت ہی گرد تن کی لطافت کی سامنے
میلے کچیلے ہو ل ہین نکہت کے سامنے

بو نہ جسمین خرچ ہو کچہ وہ نہ دی سکے
قارون کیا خسیس ہے حضرت کی سامنے

ایسی سو جوم اگہنا تو گلا ہوتا ہے
کیا تغافل ہی تلافی جفا ہوتا ہے

تکلیف شب غم کے ہزاروں کو خبر ہے — معلوم فرشتوں کو بھی تاروں کو خبر ہے

انکار نکر نقش قدم ہین ترے شاہد — غیروں کی یہان جانے کے یاروں کو خبر ہے

اچھا نکہین ہم بھی ای نطق تو غم کیا — کب میری فصاحت کی گنواروں کو خبر ہے

آغوش مین آو بھی مشتاق ہین صلت کی — لپٹ ہمسے نہین اوٹھتی اب نازنزاکت سے

کبھی وہ جو ہو کر مزاروں مین گزرا — تو مردی جلی اوس مسیحا کے پیچھے

اثر کیا کرین نالے بت سنگدل پر — اوچٹ جاتی ہین تیر نالہ کی پیچھے

مری چشم تر آبرو اوسکی لی گی — پڑی ہاتھ دھو کر جو دریا کی پیچھے

ہجوم تمنا نے قسمت دل کی کاٹی — پڑے ہین نادان دانا کے پیچھے

محبت نے مجھکو بنایا ہے سایہ — مین پھرون ہر جگہ شوخ رعنا کی پیچھے

نالے کے ساتھ عشق گل تر مین جان دے — بلبل یہ بات نام کی ہی حوصلی کی ہے

غیروں کو منہ لگا کی نہ کرنا تھا بی ادب — خوبی حضور آپکے یہ چوچلی کے ہے

آغوش مین شوخی کی ادا اور ہی کچھ ہے — یوسی مین بگڑنی کا مزا اور ہی کچھ ہے

بیداد کو روتا ہون کہ ایما ہی عدو کو — تم نے سمجھے ہو کچھ اور گلا اور ہی کچھ ہے

وصل کی رات در اندازو مخل تھی کتنے — ایک از انجملہ یہ مردار نزاکت بھی تھے

لو اپنا بوسہ پھیر لو دل میرا پھیر دو — مجھکو بھی کوئی نہین ہے جو منہ لگائی آپکو

ای جذب جاکی اونکی تو بعد از سلام شوق — کر التماس چلیئے بلایا ہے آپ کو

کھلتا ہی ہر نگاہ سے طومار انتظار — کچھ اندنون مرے سے تمنا ہی آپ کو

رنگ اوس پری کے گال نے سیاہی نطق آگیا — میری غزل تو کیا تھی یہ خوبی گلی کی ہے

مری گھر جہیدہ جو اسباب ہوتی — فدائی آمد سیلاب ہوتے

۲۲۷

دو نہ نسبت مجھ سے خم آشام سے
ضعف نے چھوڑی نہ تاب اضطراب
سو یا نہیں ہے کوئی فرقت زدہ تجھ سے
فرقت کی شب نے مار لکن کیا تو نے
ایڑی تک نا نکلی تیری زلف رسا کو پہنچ گئی
بیٹھا جگر میں پہلو سے دلکو لئے ہوئے
آئینہ دیکھ کے وہ منہ چڑھاتی ہیں
ہونگے کوئی جنہیں ہے تری چشم عنایت
دلکو پسند اپنے ستم ایجاد ہو گئے
کیا اوسکا نظارہ ہو [illegible]
الٰہی [illegible] شب وصل
صبا دے اگر ان گوش تا کمر [illegible]
تیری رخ کے آگے [illegible] کوئی
[illegible] ہیں وہ [illegible]
ای گل آ تجھکو [illegible] لگا لو نہیں
[illegible] دلکو [illegible] لطف فراق
[illegible] گل [illegible] کیا جاتی
[illegible] ہیں [illegible]
[illegible] جان [illegible]

جمکی کم ظرفی ہی ظاہر جام سے
واہ کیا لیتے ہیں ہم آرام سے
تنگ تنگ آکے مر رہتے ہیں سب آہ کر کے
مرتا ہوں اے ستارو تمکو گواہ کر کے
لیکن تیرے پائی پائے عاشق کو تباہ کر کے
مارا تمہاری تیر نظر نے [illegible]
الٰہی [illegible]
دیکھی نہیں [illegible] نگہ قہر و غضب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ہیں یا الٰہ [illegible] چاہئے
دو کانیں [illegible] عشق کی [illegible]
[illegible]
[illegible] لطافت کے
[illegible] لب خاموش ہیں
[illegible]
دل میں [illegible] گوش میں
فراق [illegible] خواب [illegible]

اودھر ہین عاشق مزاج مضطر ادھر بلبل کو ہو ار
یہ کس کا حسن شباب شکر چمن مین بار بہار آئے

خدا ہی جانے کہ شمع رو سے لگی تھی لو ہمکو کس بلا کی
کہ روح بعد فنا ہی تنگ بہر نثار آئے

چاہے اگر خدا تو خدا سے بشر ملے
پہنچے جو آفتاب تو شبنم کو پر ملے

الفت سے بیخودی کہ یہ تاکید سنگ سے
ہمکو سنا ہو جو ہمارے خبر ملے

بہت نازک اونکی کمر ہو گئے
مجسم نزاکت مگر ہو گئے

رقیبو نسے جو ہین پیام و سلام
ہمین حضرت اونکی خبر ہو گئے

لب شکرین سے یہ تاثیر ہے
جو نے جہوٹے گئے شکر ہو گئے

سزا جو دو عاشق سزاوار ہے
نہین ہی وہ تو بھی گنہگار ہے

گل آرزو روے دلدار ہے
نہال تمنا قد یار ہے

محبت کری کیون وفا کیون کرے
یہی طرح عاشق گنہگار ہے

پہلے ہے جو تیری بربات ہے
تری منہ کے گالی ہی حلوات ہے

کمر اونکی گم ہے طلسمات ہے
دہن بے نشان ہے نئی بات ہے

بدن گورا گورا الست پر لطف
ادھر ان او دشمن طلسمات ہے

جوانی مین گالون نے اوس شوخ کو
وہ رنگت نکالی کہ گل مات ہے

چاٹ پر جا سے تری تجہ کو
ذوق ہے ہے لہو کے ساتہ ہے

عشق احشت ہے تری انداز ہے
زخم سیتے ہین ترے تلوار کے

وہ مرا نالہ اگر سن کے تغافل نکرے
نکرے رحم تو اتنا تو کہے غل نکرے

جانتا تو ہے وہ دلمین مجھے عاشق لیکن
اپنی کیا آن ہے کہو وہ جو تجاہل نکرے

التفات او نسے کسی سادی کو باور ہوگا
جو کبھی جانتے عاشق سے تغافل نکرے

ادن گیسوونکی آگے بونافہ چھوڑ بھاگے
سودائیونکی تیری لبن آگ ہی بھری تھے
خنجرونکا منہ تھا گرتے تیری جو کرتی باہر
رودہوکی جل جلاکر آخر کو بجھ گئے تھے
خال اس فرے ہے کہ چشم نقش پا بھی تنگ ہی
کیا کیا تھا ہمکو ناز کہ روزہ نماز ہے
ہان نہ بگڑو کہ جانتے ہین ہم
ہرچند میرا دل تو چرانا صواب ہے
وہ سنین یا نہ سنین پر غم نہان کہیے
اوسکا احسان ہی نہین بوسی جو دوتین لیے
تان خرابی ہین ہے اوسکا تیر یک
امی ہین تل ہے انتخاب نہین
شب وصال تمنای ہمکناری ہے
ہمین ہے آرزوی بوسہ آہ اوس لب کی
نازک کمر وتنگ دہن ہین وہ مختصر ہے
مین لاغر تو کب کا فنا ہوچکا
واہ واکیا تازہ پانی خنجر قاتل مین ہی
سخت مین تو نکی لین تو پھر جلنا ہی مگر
ہر نگاہ ناز ہی مس جو روش کی دلنشین

آہوسی نافہ نکلے آہو ختن سے نکلے
کھولی گئین جو فصدین شعلے بدن سی نکلے
کس نے ہمین نکالا ہم خود چلن سے نکلے
مانند شمع مردہ اوس انجمن سے نکلے
رنگت ایسی شوخ ساقی کا گلابی رنگ ہے
ٹھنڈی ہی ہوئی وضو جو شابی نیاز ہے
ایک ادا حسن کے عتاب بھی ہے
پر جان مین یہ چوری کی عادت خراب ہے
جو ٹھہرے دل کی تسلی کی لئی ہان کہیے
تنے کاہی سے ہمنے ابھی چھین لیے
سخت خانہ خراب تو بھی ہے
نقطۂ لاجواب تو بھی ہے
بہانہ ناف کی ٹلنی کا ہی کمر کے لیے
جگہ نہین ہے جہان خال مختصر کے لیے
آغوش کی گون ہے ہین بوسے کی ہے
بدن آفرین ہم یارون کا ہی
اوسکا زخمونکو مزہ زخمونکی لذت دل مین ہے
شمع تو مجھسے بھلا اچھی ہی اوس محفل مین ہے
جو نہ نکلی آنکھ سے وہ بھی ہماری لمین ہے

لمعۂ شمس الضحای فصاحت شعشۂ بدر الدجای بلاغت اعنی تقریظ کلیات نطق نتائج فکر فارس مضمار ذہانت منشی حافظ سلطان احمد صاحب سلطان تخلص خلف اصغر منشی ولایت احمد صاحب تحصیلدار سیتاپور رئیس کاکوری برادر خرد مصنف سلمہ اللہ

اللہ اللہ بھائی صاحب قبلہ کا کیا کلام ہے منتخب و لاجواب کلام ہے حضرت کو ابتدای شباب سے ذوق شعر ہوا تیس برس کے سن تک کہکر ترک کیا خال اکرم منشی محمد رضا صاحب صبر سے اصلاح لی نکتہ سنجی و معنی پروری کی داد دی بلندی خیال کا عرش فرش پا انداز ہوا زمین غزل کو آسمان بنا دیا بندش چست استعارہ لطیف و درست فکر بلند زبان شستہ و پسندیدہ آمد کی آمد اور رفتار دلکش الفاظ کیا خوب با محاورہ کتنا مرغوب معاملہ بندی ویسی ہی مضامین کی بلندی ویسی ہی کہین تشبیہ مستانہ ہے کہین نعرۂ عاشقانہ ہے کہین میر و مرزا کا انداز کہین ذوق و غالب کا رنگ کہین مومن و شیفتہ کا پرواز کہین ناسخ و آتش کا ڈہنگ کا کثرت الفاظ و معانی کہین مضامین لغات فارسی تنگ نشین نہین ہوئے جو کہ الفاظ مستحسن الترک متروک جودت طبیعت یہ کہ بندش مضمون کی ساتہ حاضر رسائی خیال یہ کہ مضمون کے ساتہ حاضر کبھی فکر شعر مین وقت نہ پڑی تخلیئے کی ضرورت نہ پڑی ادہر احباب کی باتون پر کان ادہر مضمون کا دہیان ادہر بات کا جواب ادہر شعر لاجواب اس بات کو بہت لوگ جانتے ہین کہ ہر فن ذہانت و ذکاوت کو مانتے ہین مثل شعرا کا اشعار غور نہین بہی فی جہی جو مشہور ہین جب حضرت نے یہ فن ترک کیا مجہکو اس فکر نے لیا کہ مبادا یہ مجموعہ گرانمایہ تلف ہو جائے تو پہر کہان نصیب ہاتہ آئے تردد بدرجہ کمال ہوا انطباع کا خیال ہوا آخر مطبع صبح صادق مین فی ہفتہ چہپا خامہ منشی فرزند حسین صاحب سے لکہا منشی صاحب کی خوشنویسی یا خطا کی خوبی کس کس کی تعریف کرون نقاشی یا صناعی کس کس کی داد دون خط اگر خط اور حسینان ہے تو لوح نگار مین نقش پیشانی مہ جبینان ہے الحاصل آج چہپکر تیار ہوا مشہور شہر و دیار ہوا یا رب بطفیل خامہ و عامہ حضرت مصنف کا از شرق تا غرب نام ہو تاریخ ہای موزون جو نکتہ سنجون کی نوک زبان سی قلم ہوئی ہین ذیل مین رقم ہین واضح ہو کہ کلیات ہذا کی ۱۲۹۲ ہجری مین ابتدا ہوئی اور بوجوہات ۱۲۹۳ ہجری مین انتہا ہوئی قطعات مین جو ۹۲ و ۹۳ کا اختلاف ہے اوسکی یہی وجہ صاف صاف ہے جس نے جب جیسا پائی اپنی تاریخ ارسال فرمائی قطعہ

قطعۂ تاریخ از حافظ صاحب ممدوح الصدر راقم التقریظ

سبحان اللہ چشم بد دور | کیا حضرت نطق کا سخن ہے
سلطان یہ سال طبع لکہیئے | دریا مضمون کا موجزن ہے ۱۲۹۳

ولہ

ہوئی جب چہپ کے تیار دیوان ایسے | کہ ہر لفظ جسکا ہے جان فصاحت
لکہی طبع کی کلک سلطان نے تاریخ | یہ مجموعہ ہے بوستان فصاحت ۱۲۹۲

قطعۂ تاریخ نتیجۂ فکر رسا منشی بینظیر و بیمثال شاعر نازک خیال منشی مقبول احمد صاحب محو تخلص برادر اوسط مصنف

الشکر للہ کہ طبع بیافت | سخن نطق سحر یار سخن
ولہ بہر تاریخ محو بست نگار | مطلع و مقطع بہار سخن ۱۲۹۲

ہوئی انطباع آج دیوان کا | کہ جو یا جدا رہ یار سخن ہے
اگر فکر تاریخ کی ہے تو ای محو | رقم کر گلشنۂ بہار سخن ہے ۱۲۹۳

ولہ در صنعت فصلے

نطق کا کلیات طبع ہوا | طرفہ مجموعہ بلاغت ہے
سال فصلے یہ محو نے لکہا | جوش پر قلزم فصاحت ہے ۱۲۹۳

ولہ در سنہ عیسوی

طبع شد کلیات حضرت نطق | اوستاد زمان یگانۂ فن
قلم محو سال طبع نگاشت | کلیات لطیف شعر و سخن ۱۸۷۶

ولہ در سنہ ہجری

کلیات نطق چون مطبوع شد | مشتری آمد عطارد او رسما
محو سال انطباعش زد رقم | طبع شد این نظم گلشن جہان نما ۱۲۹۳

قطعۂ تاریخ از فکر شاعر شیرین زبان شیوا بیان منشی ممتاز حسین صاحب ادیب نمبردار مصنف سلمہ الصمد لکھا ہے

جناب نطق کی دیوان چھپا ہے | زبان نہیں جو کرے ان کی وصف تحریر
نہیں فکر ہے تاریخ کی تو اے ممتاز | کلام شاعر شیریں ہے بے نظیر ۱۲۹۳

قطعۂ تاریخ از فکر شاعر خوش فکر منشی مشرف احمد صاحب ادیب نمبردار مصنف صاحب

حضرت نطق ہے سخنور کا | چھپ گیا آج لاجواب کلام
ہے مشرف یہ طبع کے تاریخ | عمدہ و چیدہ انتخاب کلام ۱۲۹۲

قطعۂ تاریخ از فکر عالم علوم عقلی و نقلی مولوی منشی مظفر احمد صاحب سہر تخلص ابن مولینا منشی عنایت احمد صاحب برادر نمبردار مصنف

چو دیدم کلیات نطق شد طبع | تحسین کنند شعر الفاظ رنگین
نوشتم ای سہر تاریخ طبعش | زہی گلزار و کلیات نطق رنگین ۱۲۹۳

قطعۂ تاریخ از فکر مولوی سید محمد صاحب ابن منشی عنایت احمد صاحب ادیب نمبردار مصنف

چھپا وہ کلیات نطق رنگین | کہ جس سے باغ رضوان ہی خجل ہے
ہوئی سید جو فکر سال مجھکو | تو ہاتف نے کہا مرغوب دل ہے ۱۲۹۳

قطعۂ تاریخ از فکر ناظم بلند خیال شاعر بے مثال منشی اکرام الدین صاحب رئیس کاکوری یاس تخلص

نطق خوش فکر کے چھپے دیوان | مشتری ہیں سخن شناس تمام
آئی سال انطباع آیا یاس | سخن بے مثال کہ ارقام ۱۲۹۳

قطعۂ تاریخ از فکر عالی منشی الطاف حسین صاحب فیض رئیس کاکوری

یہ شاعر رنگین بیوضع جو دیوان چھپے | ارمان نکلی سیر کا ہر نکتہ دانکو ہنا
جو ہجر ہے وہ صفحہ پر ریاض جنان ہے | مصرع ہر ایک سرو ہے باغ کلام کا
القصہ جسنے دیکھی اس باغ کی بہار | سو لکھی کہ جان بہی ہوا اس کا شیفتا
دیوان ہیں کہ وہ چمن تاریخ طبع ہو | جیسے ہے سرو بلبل شیراز کے فدا
قربان ہے ال سی بلبل نظارہ کو ہو | صفحہ پر اک رنگ چمن ہے کھلا ہوا
ای فیض سال طبع کی تحریر ہو | لکہ کلیات نطق کا ارقم چھپا ۱۲۹۳

قطعۂ تاریخ از فکر بلند منشی کاظم حسین صاحب غنی رئیس کاکوری

ہوا طبع جب نطق کا کلیات | ہوئی مشتری قدر دان سخن
غنی نے دم فکر تاریخ طبع | یہ لکہا ہے گلستان سخن ۱۲۹۳

قطعۂ تاریخ از فکر شاعر نازک خیال حافظ محمد یوسف صاحب سید رئیس کاکوری

طبع چون کلیات نطق مقبول جہان | چشمہ شد صاف فصحا و بلغای انام
سید ز سال طبع این تاریخ گفتم بہ کام | کلیات نطق شد مطبوع طبع اہل فہم ۱۲۹۳

قطعۂ تاریخ از فکر رزین مولوی عبد السمیع صاحب خلق رئیس کاکوری

طبع شد چون کلیات نطق از حجر شتابی | ز رقمش پر لطافت پر لطافت بیگمان
گفت طبعم خلق نور اسال طبع کلیات | طبع این اجزا شدہ مطبوع طبع جوان ۱۲۹۳

قطعۂ تاریخ از فکر روشن منشی ساجد علی صاحب ساجد رئیس کاکوری

چھپا کیا نطق کا دیوان رنگین | ہر اک مصرع ہے سرو بوستانی
بیان ہے کیا طرز دلنشین ہے | کلام نطق کہ مطبوع طبع پاکان ہے
سر انصاف سے ساجد نے تاریخ | لکھی | ہے گلشن نامعانی ۱۲۹۳
لکھا تاریخ ساجد نے سال طبع کا | کہ واہ کیا سخن نطق آفرین ہی یہ

قطعۂ تاریخ از فکر منشی مرتضی حسین صاحب بسمل تخلص رئیس سیتاپور

خوب سے نطق کا کلام چھپا | لاجواب اور بے نظیر ہے یہ
یوں لکھا سال طبع بسمل نے | واہ وا نظم دلپذیر ہے یہ ۱۲۹۳